

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حیرت انگیز واقعات

تسلیف

مولانا عبد القیوم حقانی

PDFBOOKSFREE.PK

قاسم اکیڈمی جامعہ ابی ہریرہ

خالدی آباد، نوشہرہ، سرحد - پاکستان

فون: 630611 ٹیکس: 0928-630237

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک ضروری گزارش!

معزز قارئین کرام! اس کتاب کو عام قاری کے مطالعہ، اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی اور ثوابِ دارین کے خاطر پاکستان ورچوئل لائبریری پر شائع کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری یہ کاوش پسند آئی ہے یا آپ کو اس کتاب کے مطالعے سے کوئی راہنمائی ملی ہے تو برائے مہربانی میرے اور میرے والدین کی بخشش کے لئے اللہ رب العزت سے دُعا ضرور کیجئے گا۔ شکریہ

طالب دُعا سعید خان



PAKISTAN VIRTUAUL LIBRARY

www.pdfbooksfree.pk

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حیرت انگیز وقت

اردو کی سب سے پہلی اور کامیاب کاوش
تکرو نظر، علم و عمل، تاریخ و تذکرہ، فقہ و قانون، اخلاص و ملتیت، طہارت و تقویٰ
سیاست و اجتماعیت، جذبہ اصلاح انقلاب امت، تبلیغ و اشاعت دین
تعلیم و تدریس، غرض ہر جہت جامع اور نفع بخش
پیش نظر: جناب مولانا یحییٰ الحق مدیر الملتی
تالیف

مولانا عبد القیوم حقانی

القاسم اکیڈمی

جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آئینہ کتاب

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب امام اعظمؒ کے حیرت انگیز واقعات
تصنیف مولانا عبدالقیوم حقانی
ضخامت ۲۷۲ صفحات
تعداد ۱۱۰۰
تعداد طباعت تا ایڈیشن یازدہم ۱۲۱۰۰

تاریخ طباعت یازدہم فروری ۲۰۰۲ء / ذی قعدہ ۱۴۲۲ھ
ناشر القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ
خالق آباد ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان

ملنے کے پتے:

- ☆ کتب خانہ رشیدیہ ، مدینہ کلاتھ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
- ☆ مکتبہ سید احمد شہید ، ۱۱۰ الکریم مارکیٹ ، اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ الایمان ، غزنی اسٹریٹ یوسف مارکیٹ اردو بازار لاہور
- ☆ زم زم پبلشرز ، نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	غیر شمار	عنوان	صفحہ
۱	افتتاحیہ شیخ اکبریت مولانا محمد عتیق رحمہ اللہ	۱۲	۹	تبلیغ کے دو طریقے	۳۴
۲	پیش لفظ محترم مولانا سمیع الحق مدیر الحق	۱۵	۱۰	فقہ کا مقام و طاقت	"
۳	تاثرات مولانا قاضی محمد زاہد عینی رحمہ اللہ	۱۸	۱۱	فقہ کی تشریح اور علم کی دو قسمیں	۳۵
۴	حرفہ آغاز مولانا عبدالقیوم حقانی	۲۰	۱۲	حکمت سے مراد علم فقہ ہے	۳۶
۵	مقدمہ	۳۲	۱۳	اللہ تعالیٰ کے انتخاب و عنایت کی علامت	"
۶	علم الفقہ اور فقہاء اسلام اور فقہ حنفیہ	"	۱۴	مجلس ذکر پر درس گاہ فقہ کو ترجیح	"
۷	تشریح و تعارف فقہ حنفیہ و جامعیت	"	۱۵	علم فقہ اور زاہد مراض	۳۷
۸	"اولی الامر" سے مراد فقہاء اسلام	۳۳	۱۶	ایک فقیہ اور سرسبز عابد	۳۸
۹	میں	"	۱۷	فقہ اور علماء کیلئے نبی کی دعا	"
			۱۸	علماء میں بہتر کون؟	۳۹

۱۹	علم فقہ دین کا ستون ہے	۳۹	۳۳	مروجہ عصری علوم میں علم الفقہ کا انتخاب	۵۱
۲۰	علم فقہ میں اشتغال کے برکات	۴۰	۳۴	علم کا پندار اور غیبی ہدایت کا اظہار	۵۲
۲۱	عبادات میں بہتر فقہ ہے	"	۳۵	حضرت حماد کی نگاہ شفقت	۵۴
۲۳	امراء اور فقہاء	"	۳۶	امام حماد کے جانشین کا انتخاب	"
۲۴	امام محمد کی غلصہ نصیحت	۴۱	۳۷	خدمت و اشاعت دین کے غیبی اشارات	۵۶
۲۵	فقہی کمال قابل صد افتخار اور فخر	"	۳۸	ریاضت و مجاہدہ اور ذوق عبادت و	۵۹
	کی فضیلت پر اسفار		"	تلاوت ہمیشہ کا معمول، قیام میل و	"
۲۶	ائمہ احناف کے فقہی خدمات، ایک	۴۲	"	تدریس علم	"
	و محسب تیشیل و نشر ترجمہ		۳۹	یہ ابو حنیفہ ہیں جو تمام رات نہیں سوتے	۶۰
۲۷	فقہ حنفی کی آفاقیت و جامعیت	۴۳	۴۰	ابو حنیفہ شریعت کا ستون تھے	۶۱
۲۸	امیر شکیب ارسال کا جائزہ	۴۴	۴۱	امام ابو حنیفہ کا تقویٰ اور عجوبہ سی کا قبول	۶۲
۲۹	انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کا جائزہ	"	۴۲	اسلام	
			۴۳	سایہ چھوڑ کر دھوپ میں بیٹھے رہے	۶۳
			۴۴	نظروں کی حفاظت	۶۴
			"	ابو حنیفہ کی عقیقت اور پاکیزہ کردار	"
			۴۵	شخصیت	۶۵
				خشیت و تقویٰ	
۳۰	مختصر سراج، تعلیم و تربیت، مجاہدہ				
۳۱	ریاضت، تقویٰ و ذوق عبادت اور				
	جذبہ اتباع سنت				
	مختصر حالات زندگی				
	امام شعبی کی نظر انتخاب اور قابلیت کا				
	جوہر				
۳۲	ایک عورت تحصیل علم فقہ کا ذریعہ بن گئی				

باب

باب

۸۲	نشر و اشاعت کا اہتمام	۶۳	۴۱	البتہ کا نام سن کر ابو حنیفہ لرز جاتے	۵۶
"	ائمہ مجتہدین کا مقام قرب و ولایت	۶۴	۴۲	حصول علم کے ساتھ عمل کی ضرورت	۵۷
۸۳	بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت	۶۵	۴۳	دنیا و آخرت کی آبرو مندی	۵۸
			"	مشائخ اصحابہ اور ابو حنیفہ کا مسلک	۵۹
			۴۴	حلقہ اور سود میں افضل کون؟	۵۰
۸۴	نہدوقنا عت، کسب حلال، حزم و احتیاط		"	طاقتور کون حضرت ابو بکر یا حضرت علی	۵۱
	سخاوت و انثار اور قیامت کا استحضا		۴۵	زبان کی حفاظت	۵۲
"	امام ابو حنیفہ نے بادشاہ کا نذرانہ ٹھکرا	۶۶	"	غیبت و جناب اور اولیائے کفار و	۵۳
	جا۔			اعتساب	
۸۷	مشتبہ چیز کے کھانے سے اجتناب	۶۷	۴۶	مناجات ابو حنیفہ	۵۴
"	امام اعظم کے دو پسندیدہ شعر	۶۸	۴۷	ابو حنیفہ الجعفی ہوئے مسئلوں کو توبہ و	۵۵
۸۸	حاسدین کا جواب	۶۹		استغفار سے سلجھا لیتے	
"	امام حکیمی بن معین کی حقیقت پسندی	۷۰	"	ہم اس قابل کہاں کہ جنت کی آرزو	۵۶
۸۹	ہزار جہنم کا کھنڈ اور تقسیم	۷۱		کریں۔	
"	باہمی مروت کے فقدان پر اظہار افسوس	۷۲	۴۸	سقوط العالم سقوط العالم	۵۷
۹۰	ایزہیم کا قرضہ تنہا میں ہی ادا کر دیں گا	۷۳	۴۹	دلجمبی اور فراغ خاطر افادہ و استغفار	۵۸
"	دروازے پر پڑی ہوئی تھیلی تھپا رہے ہی	۷۴	۸۰	عبرت پذیری	۵۹
	لئے ہے۔		"	امام ابو حنیفہ کی خلوت اور جلوت کیساں	۶۰
۹۲	تقاعد و توکل اور استغفار	۷۵		نقشی۔	
۹۳	بیس دن کے دو کپڑے اور ایک دینار	۷۶	۸۱	سورۃ البقرہ کی زیارت و ملاقات	۶۱
	کی نقدی۔		"	مستجاب الدعوت ہونے کی دعا	۶۲

۴۷	قاضی ابن ابی سبیل کی چھ غلطیاں اور	۹۴	۹۱	رافضی نے توبہ کی اور شیعہ حرکات سے	۱۱۳	باز آیا۔
۴۸	اطاعت حکم دامنیت کی مثال	۹۵	۹۲	برو باری اور فکر آخرت کا ایک واقعہ	۱۱۴	
۴۹	تیس ہزار دینار کا صدقہ	۹۶	۹۳	قتضار و منصب سے انکار و احتیال و	۱۱۵	
۵۰	ابو حنیفہ کے تحالفت و ہدایا سے گھبرا	۹۷	۹۴	تذکرہ کا دیکھنا و واقعہ	۱۱۶	
۵۱	امتحا۔	۹۸	۹۵	یار گاہ و صمدیت میں دعا و التجار	۱۱۷	
۵۲	مشائخ علماء طلبہ اور محدثین کی خدمت	۹۹	۹۶	خوب خدا سے کانپ اٹھے	۱۱۸	
۵۳	معصیت پر ابو حنیفہ اعداؤ کے لئے کھڑے	۱۰۰	۹۷	بے انتہا گریہ و بکا	۱۱۹	
۵۴	ہوئے۔	۱۰۱	۹۸	باب ۳	۱۲۰	
۵۵	حسن بن زیاد کے ساتھ تعاون اور سازش	۱۰۲	۹۹	خلق خدا پر شفقت، رعایت حقوق	۱۲۱	
۵۶	وظیفہ	۱۰۳	۱۰۰	اخلاق و تواضع حق گوئی و بے باکی	۱۲۲	
۵۷	احقرام قرآن اور سخاوت و ایثار	۱۰۴	۱۰۱	اور حکمرانوں پر تنقید و احتساب	۱۲۳	
۵۸	ابو حنیفہ کا کریم کار دیا رشتہ	۱۰۵	۱۰۲	اخلاق و محاسن کی اجمالی تصویر	۱۲۴	
۵۹	سود و ربا سے پاک خالص اسلامی	۱۰۶	۱۰۳	ابو حنیفہ کے اخلاق سے شرابی فقیر	۱۲۵	
۶۰	نظام بنکاری	۱۰۷	۱۰۴	بن گیا۔	۱۲۶	
۶۱	امانت کی سختی اور ابو حنیفہ کا عین	۱۰۸	۱۰۵	اپنے مقروض کو معاف کر دیا اور اس سے	۱۲۷	
۶۲	طرز عمل	۱۰۹	۱۰۶	معافی بھی مانگ لی۔	۱۲۸	
۶۳	الہی عاقبت بہتر بنا دے	۱۱۰	۱۰۷	مظلوم صحابی کی نصرت کا واقعہ	۱۲۹	
۶۴	سود کب واقع ہوگی	۱۱۱	۱۰۸	ابو حنیفہ کی تدبیر راست آئی اور مستطیع	۱۳۰	
۶۵	ابو حنیفہ کی محنت و لگن و طہری کے لئے	۱۱۲	۱۰۹	گم شدہ مل گئی۔	۱۳۱	
۶۶	ویال جان بن گئی	۱۱۳	۱۱۰	اسلامی ریاست کے غیر مسلم باشندے	۱۳۲	
۶۷	کلیفہ میں حرم و احتیاط اور فتویٰ میں تقویٰ	۱۱۴	۱۱۱		۱۳۳	
۶۸		۱۱۵	۱۱۲		۱۳۴	
۶۹		۱۱۶	۱۱۳		۱۳۵	
۷۰		۱۱۷	۱۱۴		۱۳۶	
۷۱		۱۱۸	۱۱۵		۱۳۷	
۷۲		۱۱۹	۱۱۶		۱۳۸	
۷۳		۱۲۰	۱۱۷		۱۳۹	
۷۴		۱۲۱	۱۱۸		۱۴۰	
۷۵		۱۲۲	۱۱۹		۱۴۱	
۷۶		۱۲۳	۱۲۰		۱۴۲	
۷۷		۱۲۴	۱۲۱		۱۴۳	
۷۸		۱۲۵	۱۲۲		۱۴۴	
۷۹		۱۲۶	۱۲۳		۱۴۵	
۸۰		۱۲۷	۱۲۴		۱۴۶	
۸۱		۱۲۸	۱۲۵		۱۴۷	
۸۲		۱۲۹	۱۲۶		۱۴۸	
۸۳		۱۳۰	۱۲۷		۱۴۹	
۸۴		۱۳۱	۱۲۸		۱۵۰	
۸۵		۱۳۲	۱۲۹		۱۵۱	
۸۶		۱۳۳	۱۳۰		۱۵۲	
۸۷		۱۳۴	۱۳۱		۱۵۳	
۸۸		۱۳۵	۱۳۲		۱۵۴	
۸۹		۱۳۶	۱۳۳		۱۵۵	
۹۰		۱۳۷	۱۳۴			
۹۱		۱۳۸	۱۳۵			
۹۲		۱۳۹	۱۳۶			
۹۳		۱۴۰	۱۳۷			
۹۴		۱۴۱	۱۳۸			
۹۵		۱۴۲	۱۳۹			
۹۶		۱۴۳	۱۴۰			
۹۷		۱۴۴	۱۴۱			
۹۸		۱۴۵	۱۴۲			
۹۹		۱۴۶	۱۴۳			
۱۰۰		۱۴۷	۱۴۴			
۱۰۱		۱۴۸	۱۴۵			
۱۰۲		۱۴۹	۱۴۶			
۱۰۳		۱۵۰	۱۴۷			
۱۰۴		۱۵۱	۱۴۸			
۱۰۵		۱۵۲	۱۴۹			
۱۰۶		۱۵۳	۱۵۰			
۱۰۷		۱۵۴	۱۵۱			
۱۰۸		۱۵۵	۱۵۲			
۱۰۹		۱۵۶	۱۵۳			
۱۱۰		۱۵۷	۱۵۴			
۱۱۱		۱۵۸	۱۵۵			
۱۱۲		۱۵۹	۱۵۶			
۱۱۳		۱۶۰	۱۵۷			
۱۱۴		۱۶۱	۱۵۸			
۱۱۵		۱۶۲	۱۵۹			
۱۱۶		۱۶۳	۱۶۰			
۱۱۷		۱۶۴	۱۶۱			
۱۱۸		۱۶۵	۱۶۲			
۱۱۹		۱۶۶	۱۶۳			
۱۲۰		۱۶۷	۱۶۴			
۱۲۱		۱۶۸	۱۶۵			
۱۲۲		۱۶۹	۱۶۶			
۱۲۳		۱۷۰	۱۶۷			
۱۲۴		۱۷۱	۱۶۸			
۱۲۵		۱۷۲	۱۶۹			
۱۲۶		۱۷۳	۱۷۰			
۱۲۷		۱۷۴	۱۷۱			
۱۲۸		۱۷۵	۱۷۲			
۱۲۹		۱۷۶	۱۷۳			
۱۳۰		۱۷۷	۱۷۴			
۱۳۱		۱۷۸	۱۷۵			
۱۳۲		۱۷۹	۱۷۶			
۱۳۳		۱۸۰	۱۷۷			
۱۳۴		۱۸۱	۱۷۸			
۱۳۵		۱۸۲	۱۷۹			
۱۳۶		۱۸۳	۱۸۰			
۱۳۷		۱۸۴	۱۸۱			
۱۳۸		۱۸۵	۱۸۲			
۱۳۹		۱۸۶	۱۸۳			
۱۴۰		۱۸۷	۱۸۴			
۱۴۱		۱۸۸	۱۸۵			
۱۴۲		۱۸۹	۱۸۶			
۱۴۳		۱۹۰	۱۸۷			
۱۴۴		۱۹۱	۱۸۸			
۱۴۵		۱۹۲	۱۸۹			
۱۴۶		۱۹۳	۱۹۰			
۱۴۷		۱۹۴	۱۹۱			
۱۴۸		۱۹۵	۱۹۲			
۱۴۹		۱۹۶	۱۹۳			
۱۵۰		۱۹۷	۱۹۴			
۱۵۱		۱۹۸	۱۹۵			
۱۵۲		۱۹۹	۱۹۶			
۱۵۳		۲۰۰	۱۹۷			
۱۵۴		۲۰۱	۱۹۸			
۱۵۵		۲۰۲	۱۹۹			
۱۵۶		۲۰۳	۲۰۰			
۱۵۷		۲۰۴	۲۰۱			
۱۵۸		۲۰۵	۲۰۲			
۱۵۹		۲۰۶	۲۰۳			
۱۶۰		۲۰۷	۲۰۴			
۱۶۱		۲۰۸	۲۰۵			
۱۶۲		۲۰۹	۲۰۶			
۱۶۳		۲۱۰	۲۰۷			
۱۶۴		۲۱۱	۲۰۸			
۱۶۵		۲۱۲	۲۰۹			
۱۶۶		۲۱۳	۲۱۰			
۱۶۷		۲۱۴	۲۱۱			
۱۶۸		۲۱۵	۲۱۲			
۱۶۹		۲۱۶	۲۱۳			
۱۷۰		۲۱۷	۲۱۴			
۱۷۱		۲۱۸	۲۱۵			
۱۷۲		۲۱۹	۲۱۶			
۱۷۳		۲۲۰	۲۱۷			
۱۷۴		۲۲۱	۲۱۸			
۱۷۵		۲۲۲	۲۱۹			
۱۷۶		۲۲۳	۲۲۰			
۱۷۷		۲۲۴	۲۲۱			
۱۷۸		۲۲۵	۲۲۲			
۱۷۹		۲۲۶	۲۲۳			
۱۸۰		۲۲۷	۲۲۴			
۱۸۱		۲۲۸	۲۲۵			
۱۸۲		۲۲۹	۲۲۶			
۱۸۳		۲۳۰	۲۲۷			
۱۸۴		۲۳۱	۲۲۸			
۱۸۵		۲۳۲	۲۲۹			
۱۸۶		۲۳۳	۲۳۰			
۱۸۷		۲۳۴	۲۳۱			
۱۸۸		۲۳۵	۲۳۲			
۱۸۹		۲۳۶	۲۳۳			
۱۹۰		۲۳۷	۲۳۴			
۱۹۱		۲۳۸	۲۳۵			
۱۹۲		۲۳۹	۲۳۶			
۱۹۳		۲۴۰	۲۳۷			
۱۹۴		۲۴۱	۲۳۸			
۱۹۵		۲۴۲	۲۳۹			
۱۹۶		۲۴۳	۲۴۰			
۱۹۷		۲۴۴	۲۴۱			
۱۹۸		۲۴۵	۲۴۲			
۱۹۹		۲۴۶	۲۴۳			
۲۰۰		۲۴۷	۲۴۴			
۲۰۱		۲۴۸	۲۴۵			
۲۰۲		۲۴۹	۲۴۶			
۲۰۳		۲۵۰	۲۴۷			
۲۰۴		۲۵۱	۲۴۸			
۲۰۵		۲۵۲	۲۴۹			
۲۰۶		۲۵۳	۲۵۰			
۲۰۷		۲۵۴	۲۵۱			
۲۰۸		۲۵۵	۲۵۲			
۲۰۹		۲۵۶	۲۵۳			
۲۱۰		۲۵۷	۲۵۴			
۲۱۱		۲۵۸	۲۵۵			
۲۱۲		۲۵۹	۲۵۶			
۲۱۳		۲۶۰	۲۵۷			
۲۱۴		۲۶۱	۲۵۸			
۲۱۵		۲۶۲	۲۵۹			
۲۱۶		۲۶۳	۲۶۰			
۲۱۷		۲۶۴	۲۶۱			
۲۱۸		۲۶۵	۲۶۲			
۲۱۹		۲۶۶	۲۶۳			
۲۲۰		۲۶۷	۲۶۴			
۲۲۱		۲۶۸	۲۶۵			
۲۲۲		۲۶۹	۲۶۶			
۲۲۳		۲۷۰	۲۶۷			
۲۲۴		۲۷۱	۲۶۸			
۲۲۵		۲۷۲	۲۶۹			
۲۲۶		۲۷۳	۲۷۰			
۲۲۷		۲۷۴	۲۷۱			
۲۲۸		۲۷۵	۲۷۲			
۲۲۹		۲۷۶	۲۷۳			
۲۳۰		۲۷۷	۲۷۴			
۲۳۱		۲۷۸	۲۷۵			
۲۳۲		۲۷۹	۲۷۶			
۲۳۳		۲۸۰	۲۷۷			
۲۳۴		۲۸۱	۲۷۸			
۲۳۵		۲۸۲	۲۷۹			
۲۳۶		۲۸۳	۲۸۰			
۲۳۷		۲۸۴	۲۸۱			
۲۳۸		۲۸۵	۲۸۲			
۲۳۹		۲۸۶	۲۸۳			
۲۴۰		۲۸۷	۲۸۴			
۲۴۱		۲۸۸	۲۸۵			
۲۴۲		۲۸۹	۲۸۶			
۲۴۳		۲۹۰	۲۸۷			
۲۴۴		۲۹۱	۲۸۸			
۲۴۵		۲۹۲	۲۸۹			
۲۴۶		۲۹۳	۲۹۰			
۲۴۷		۲۹۴	۲۹۱			
۲۴۸		۲۹۵	۲۹۲			
۲۴۹		۲۹۶	۲۹۳			
۲۵۰		۲۹۷	۲۹۴			
۲۵۱		۲۹۸	۲۹۵			
۲۵۲		۲۹۹	۲۹۶			
۲۵۳		۳۰۰	۲۹۷			
۲۵۴		۳۰۱	۲۹۸			
۲۵۵		۳۰۲	۲۹۹			
۲۵۶		۳۰۳	۳۰۰			
۲۵۷		۳۰۴	۳۰۱			
۲۵۸		۳۰۵	۳۰۲			

۱۳۹	حق گوئی میرا فرض منصبی تھا	۱۴۹	ہٹ دھرم جاہل کا سوال اور ابو حنیفہ	۱۶۶	امام ابو حنیفہ فن صرحت کے مدون اول ہیں۔	۱۸۱	۱۴۶	صورتیں۔
	باب ۵		کا فضل و کمال					
	علم و فضیلت، مطالعہ کی وسعت	۱۵۰	جولانا بھی کہیں دستاویز لکھ سکتا ہے	۱۶۷	علم فقہ کی متوری تشکیل و تدوین	۱۸۲	۱۴۷	ایکے ۷۰ بزار کا مستحق معلوم ہوا تو کل ترکہ اور جمیع وراثت کی تعیین کر دی
	جامعیت، حقیقت پسندی و بصیرت	۱۵۱	ایک خواب اور ابن سیرین کی تفسیر	۱۶۸	امام عظیم اور علم الحدیث	۱۸۶	۱۴۸	ابو حنیفہ نے جنازہ پڑھوایا تو میاں بیوی دونوں قسم سے بری ہو گئے۔
	اور بیدار مغزی و فراست	۱۵۲	ابو حنیفہ کا علم اور لوگوں کا احتیاج	۱۶۹	حدیث سے استناد کے معاملہ میں ابو حنیفہ کا مسلک	۱۸۷	۱۴۹	مسئلہ رفع الیدین امام ابو حنیفہ اور امام
۱۴۰	محدثین مطہر اور فقہاء راہبہا نہیں	۱۵۳	اجتہاد و استخراج مسائل اور غیبی اشارے					اوزاعی کا مناظرہ
۱۴۱	ابو حنیفہ کا علم حضرت خضر کے علم سے مستفاد ہے۔	۱۵۴	چور کچھ اگیا اور طلاق واقع نہیں ہوئی	۱۷۰	شانقاہ البیت صحابہ سے ملاقات خود	۱۸۹	۱۵۰	حضرت قتادہ اور امام ابو حنیفہ کا دلچسپ مناظرہ۔
۱۴۲	امام ابو حنیفہ سے مجھے حیا آتی ہے	۱۵۵	ضحاک خارجی دم بخود رہ گیا۔	۱۷۱	پہلا سفر حج اور حضرت عبداللہ بن حارث سے ملاقات	۱۹۱	۱۵۱	حاضی ابن ابی لیلیٰ کو اپنی غلطی کا فوراً احساس ہو گیا۔
۱۴۳	امام اوزاعی کو اپنی غلطی کا احساس نہ دامت	۱۵۶	ابو حنیفہ کا حکیمانہ فیصلہ	۱۷۲	بشارت نبویؐ اور امام ابو حنیفہ	۱۹۲	۱۵۲	پانچ روپے بھی وصول کر لئے اور مشکیزہ بھی ابو حنیفہ کے پاس رہا
۱۴۴	ابو حنیفہ کا فعل مذکور نہیں بلکہ محمود تھا۔	۱۵۷	روشن دلی بنانے سے دیوار گرنے لگ	۱۷۳	عداقت محمدیؐ کا انجاز	۱۹۶	۱۵۳	ایک شرعی تدبیر اور ابو حنیفہ کی فقہانہ بصیرت، عورت اس کو ملی جس کی بیوی تھی۔
۱۴۵	ابو حنیفہ وقت پر سوچنے میں جہاں دوسرے دل کا خیال بھی نہیں پہنچتا	۱۵۸	ابو حنیفہ کی رہنمائی کام کر گئی	۱۷۴	امام ابن مبارک کے اشعار اور فضیلت و جامعیت کا اظہار	۱۹۷	۱۵۴	ابو حنیفہ نے قیاس سے کھانے کا مسئلہ حل کر دیا۔
۱۴۶	امام باقرؑ نے ابو حنیفہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔	۱۵۹	دو اور ایک درہم کا اختلاف ادریم ابو حنیفہ کی تدبیر	۱۷۵	استدلال بالحدیث الضعیفہ کا الزام درست نہیں	۱۹۹	۱۵۵	گم شدہ مال کی تلاش اور ابو حنیفہ کا عمدہ قیاس
۱۴۷	ابو حنیفہ سے علم حاصل کرو اس پر عمل کرو کہ وہ اچھے آدمی ہیں۔	۱۶۰	ایام رمضان میں جماع کا حلف اور ابو حنیفہ کی تدبیر	۱۷۶	باب ۶			
۱۴۸	امام ابو حنیفہ ناچار رجمت کی گودیا	۱۶۱	نام کا اشکام میں ہوتا ہے۔	۱۷۷	ذکاوت و جودت، طبع، ذہنی صلاحیتیں و کمالات، بحث و مناظرہ اور استنباط مسائل کے دلچسپ واقعات۔	۲۰۱	۱۵۶	استدلال و استنباط حکم کی تین مختلف
۱۴۹		۱۶۲	ہزار درہم کی تھیلی مستحق کو پہنچ گئی	۱۷۸				
		۱۶۳	عطار من عند اللہ					
		۱۶۴	وقوع طلاق سے غصہ کی جگہ تدبیر					
		۱۶۵	قیاس ابو حنیفہ کا ایک دلچسپ لطیفہ					

۱۳۹	حق گوئی میرا فرض منصبی تھا	۱۴۹	ہٹ دھرم جاہل کا سوال اور ابو حنیفہ	۱۶۶	امام ابو حنیفہ فن صرحت کے مدون اول ہیں۔	۱۸۱	۱۴۶	صورتیں۔
	باب ۵		کا فضل و کمال					
	علم و فضیلت، مطالعہ کی وسعت	۱۵۰	جولانا بھی کہیں دستاویز لکھ سکتا ہے	۱۶۷	علم فقہ کی متوری تشکیل و تدوین	۱۸۲	۱۴۷	ایکے ۷۰ بزار کا مستحق معلوم ہوا تو کل ترکہ اور جمیع وراثت کی تعیین کر دی
	جامعیت، حقیقت پسندی و بصیرت	۱۵۱	ایک خواب اور ابن سیرین کی تفسیر	۱۶۸	امام عظیم اور علم الحدیث	۱۸۶	۱۴۸	ابو حنیفہ نے جنازہ پڑھوایا تو میاں بیوی دونوں قسم سے بری ہو گئے۔
	اور بیدار مغزی و فراست	۱۵۲	ابو حنیفہ کا علم اور لوگوں کا احتیاج	۱۶۹	حدیث سے استناد کے معاملہ میں ابو حنیفہ کا مسلک	۱۸۷	۱۴۹	مسئلہ رفع الیدین امام ابو حنیفہ اور امام
۱۴۰	محدثین مطہر اور فقہاء راہبہا نہیں	۱۵۳	اجتہاد و استخراج مسائل اور غیبی اشارے					اوزاعی کا مناظرہ
۱۴۱	ابو حنیفہ کا علم حضرت خضر کے علم سے مستفاد ہے۔	۱۵۴	چور کچھ اگیا اور طلاق واقع نہیں ہوئی	۱۷۰	شانقاہ البیت صحابہ سے ملاقات خود	۱۸۹	۱۵۰	حضرت قتادہ اور امام ابو حنیفہ کا دلچسپ مناظرہ۔
۱۴۲	امام ابو حنیفہ سے مجھے حیا آتی ہے	۱۵۵	ضحاک خارجی دم بخود رہ گیا۔	۱۷۱	پہلا سفر حج اور حضرت عبداللہ بن حارث سے ملاقات	۱۹۱	۱۵۱	حاضی ابن ابی لیلیٰ کو اپنی غلطی کا فوراً احساس ہو گیا۔
۱۴۳	امام اوزاعی کو اپنی غلطی کا احساس نہ دامت	۱۵۶	ابو حنیفہ کا حکیمانہ فیصلہ	۱۷۲	بشارت نبویؐ اور امام ابو حنیفہ	۱۹۲	۱۵۲	پانچ روپے بھی وصول کر لئے اور مشکیزہ بھی ابو حنیفہ کے پاس رہا
۱۴۴	ابو حنیفہ کا فعل مذکور نہیں بلکہ محمود تھا۔	۱۵۷	روشن دلی بنانے سے دیوار گرنے لگ	۱۷۳	عداقت محمدیؐ کا انجاز	۱۹۶	۱۵۳	ایک شرعی تدبیر اور ابو حنیفہ کی فقہانہ بصیرت، عورت اس کو ملی جس کی بیوی تھی۔
۱۴۵	ابو حنیفہ وقت پر سوچنے میں جہاں دوسرے دل کا خیال بھی نہیں پہنچتا	۱۵۸	ابو حنیفہ کی رہنمائی کام کر گئی	۱۷۴	امام ابن مبارک کے اشعار اور فضیلت و جامعیت کا اظہار	۱۹۷	۱۵۴	ابو حنیفہ نے قیاس سے کھانے کا مسئلہ حل کر دیا۔
۱۴۶	امام باقرؑ نے ابو حنیفہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔	۱۵۹	دو اور ایک درہم کا اختلاف ادریم ابو حنیفہ کی تدبیر	۱۷۵	استدلال بالحدیث الضعیفہ کا الزام درست نہیں	۱۹۹	۱۵۵	گم شدہ مال کی تلاش اور ابو حنیفہ کا عمدہ قیاس
۱۴۷	ابو حنیفہ سے علم حاصل کرو اس پر عمل کرو کہ وہ اچھے آدمی ہیں۔	۱۶۰	ایام رمضان میں جماع کا حلف اور ابو حنیفہ کی تدبیر	۱۷۶	باب ۶			
۱۴۸	امام ابو حنیفہ ناچار رجمت کی گودیا	۱۶۱	نام کا اشکام میں ہوتا ہے۔	۱۷۷	ذکاوت و جودت، طبع، ذہنی صلاحیتیں و کمالات، بحث و مناظرہ اور استنباط مسائل کے دلچسپ واقعات۔	۲۰۱	۱۵۶	استدلال و استنباط حکم کی تین مختلف
۱۴۹		۱۶۲	ہزار درہم کی تھیلی مستحق کو پہنچ گئی	۱۷۸				
		۱۶۳	عطار من عند اللہ					
		۱۶۴	وقوع طلاق سے غصہ کی جگہ تدبیر					
		۱۶۵	قیاس ابو حنیفہ کا ایک دلچسپ لطیفہ					

۲۱۴	مولیٰ ابو حنیفہ	۲۵۹	ابو حنیفہ کی غیرت دین اور دنیا
۲۱۵	نسبی شرافت اور فقہی کمالات تو اذن	۲۶۰	جہنم کے کنارے پہنچ کر بھی ابو حنیفہ کی برکت سے اللہ نے بچا لیا۔
۲۱۶	ابراہیم بن ادہم سے ابو حنیفہ کی ملاقات	۲۶۱	علم جو نافع نہ ہو۔
۲۱۷	انصاف اور امانت کی ایک نادر مثال	۲۶۲	علما اور نقباء اللہ کے ولی ہیں
۲۱۸	ابو حنیفہ کے لئے خدا جنت واجب کر دے	۲۶۳	ابو حنیفہ کا استغفار
۲۱۹	اگرچہ مجھے ناپسند ہے۔	۲۶۴	خطیب میں اختصار
	رافضی شیخ کی جیسا سوز حرکتیں اور	۲۶۵	کھانا، عقل کو کھا جاتا ہے۔



۱۸۷	ابو حنیفہ کی تدبیر برائی کا مداوا برائی سے ہو گیا۔	۲۰۰	حیار سنت کی منامی بشارتیں
۱۸۸	سیرت انتقالِ فنیٰ اور ایک علی لطیف	۲۰۱	تین عورتوں کا قصہ جو امام صاحب کی زندگی میں اہم انقلاب کا ذریعہ بنیں۔
۱۸۹	ابو حنیفہ کے قاتل ان کے غلام بن گئے	۲۰۲	موسیٰ بن جعفر صادق نے ابو حنیفہ کو چھو سے پہچان لیا۔
۱۹۰	ابو حنیفہ نے اپنے بدخواہ کو بھی ہلاکت سے بچا لیا۔	۲۰۳	امام جعفر صادق کی نگاہ میں ابو حنیفہ کی عظمت
۱۹۱	سید کے دو ٹکڑے کر دئے تو استغفار کا جواب مل گیا۔	۲۰۴	زید بن علی، امام باقر، امام جعفر صادق عبد اللہ بن حسن سے ملاقاتیں اور استغفار
۱۹۲	دنیا کی کوئی شے انسان سے زیادہ حسین نہیں۔	۲۰۵	فقہ جعفریہ کی حقیقت
۱۹۳	و توخ طلاق ثلاثہ کا ایک پیچیدہ مسئلہ	۲۰۶	حضرت امام جعفر، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کے علوم و معارف کا امین
۱۹۴	دست کس پر؟	۲۰۷	امام اعظم ابو حنیفہ اور علم القراءات
۱۹۵	رومی دانشمند کے تین سوالوں کا مسکت جواب	۲۰۸	امام ابو حنیفہ کے دس فضائل
	قرأت خلف الامام	۲۰۹	زندگی بھر کسی کو برائی سے یاد نہیں کیا
۱۹۷	افسوس کی جگہ نہیں، فضل خدا تمہارے شامل ہے۔	۲۱۰	ابو حنیفہ کی ریاضت دیکھ کر حضرت محمد سے ایک نوٹڈی کا مکالمہ
۱۹۸	اجتہاد ابو حنیفہ اور امام طحاوی کی زندگی۔	۲۱۱	بحث و مناظرہ اور ابو حنیفہ کی خنیاط
	باب	۲۱۲	امام ابو حنیفہ صاحب یقین آدمی ہیں
۱۹۹	خوان زعفران	۲۱۳	امام مالک اور امام ابو حنیفہ

وہستگی، درحقیقت سلف صالحین اور ائمہ امت پر اعتماد کے فقدان اور ان کے پیغام و تعلیمات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے لہذا ضروری تھا کہ اکابر ائمہ امت بالخصوص علماء احناف کے اہل حالات ان کی دینی اور تبلیغی مساعی، ان کی تعلیم و تربیت کے نتائج و اثرات، ان کے مزاج و مذاق اور ان کے فکری و عملی اور مؤثر انقلابی کردار سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے تاکہ اس زمانہ کے لوگوں کے لئے ان کے صحیح حالات اور واقعات سبق آموز، شوق انگیز اور بہت آفرین ثابت ہوں اور بحیثیت جلیل القدر اور کامل انسان کے ان کے حالات منظر عام پر آئیں۔

الحمد للہ! کہ افراد امت کے عمومی مزاج اور وقت کی ایک اہم ضرورت کے تقاضے کو ملحوظ رکھ کر فاضل عزیز مولانا عبد القیوم حقانی مدرس دارالعلوم حقانیہ نے اردو زبان میں علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات، کئی تالیفات اور ترتیب و تحریر کی طرح ڈال کر پہلی دیرینہ تمنا کو پورا کر دیا اور گویا امت کی طرف سے ایک فرض کفایہ ادا کر دیا۔ اس سلسلہ کی پہلی جلد ”امام اعظم ابو حنیفہ کے حیرت انگیز واقعات“ شریعت ہے جو اپنے موضوع کے اعتبار سے پُر مغز، مستند، جامع اور اثرات و نتائج کے اعتبار سے یقیناً مؤثر اور اثبات اللہ انقلاب آفرین ثابت ہوگی۔

اور مجھے سب سے زیادہ مسرت اس پر ہے کہ حالات اور واقعات کے انتخاب میں مولف نے ان اجزا و مضامین اور حکایات کو اہمیت دی ہے جو نسل نو کے لئے مفید، سبق آموز، قابل تقلید، عام فہم اور دل نشیں ہیں جن سے غلط روی اور غلط فہمی کا کم سے کم اندیشہ ہوتا ہے۔ اور جو عقیدت و محبت کے بجائے حقیقت اور شریعت کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔

مولف سلمہ نے جس محنت و غرق ریزی اور ہزاروں صفحات کی ورق گردانی سے اردو زبان میں تاریخ نویسی کی جو نئی طرح ڈالی ہے، علماء احناف کی سیرت و سوانح اور واقعات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افتتاحیہ

از محدث کبیر استاد العلوم الشیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

بانی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ

حامداً و مصلياً۔ زمانہ کے انقلابات، جدت پسندی، ذوق مطالعہ کے فقدان، عامۃ الناس کے مشاغل و مصروفیات اور کم علمی و نارسائی اور دوسری طرف ائمہ امت، سلف صالحین اور بالخصوص علماء احناف کے خلاف زہریلے لڑ بچر کی بھمار اور باغیانہ جذبات کی انگیخت کے پیش نظر ضروری تھا اور عرصہ سے میری یہ تمنا تھی کہ جدید زمانہ کے معیار اور مذاق کو ملحوظ رکھ کر اکابر ائمہ امت، سلف صالحین اور علماء احناف کی سیرت و سوانح کو سہل اور سلیس زبان میں تحریر کر کے وسیع پیمانے پر اس کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے اس طرح عامۃ المسالین بالخصوص نئی نسل کے صاف ذہنوں میں صالح اقدار کا بیج بٹھا کر انقلابی سطح پر ان کے ذہن کی تعمیر اور سیرت کی تشکیل کا کام کیا جائے عامۃ المسالین اور عام نسل کی موجودہ بے راہ روی، اسلام کی صحیح روح سے بعد، آسانی مذاہب کے مخالف مادی اقدار کی غلامی اور مغربی ولادینی فکر سے

دیکھایات کی گراں قدر سوغات امت کے حضور پیش کی ہے۔ اس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس موضوع پر ان کی نظر وسیع اور عمیق اور ان کا انتخاب و مذاق پاکیزہ اور قابل رشک و متینک شائستہ ہے۔

میری دلی دعا ہے کہ فیاض انل مولف کی ان کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس سلسلہ تالیف کو زیادہ سے زیادہ نافع بنائے۔ اور مولف سلمہ کو اس سلسلہ کی باقی جلدوں کی بھی جلد از جلد با حسن وجوہ تکمیل اور شاعت کی توفیق ارزانی فرمائے آمین

رحمۃ اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

محمد الحق نقول

مہتمم وبانی دارالعلوم حقانیہ

یکم ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۸۷ء

پیش لفظ

جناب حضرت علامہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
مدیر ماہنامہ "الحق"

سوال اعظم اہل سنت والجماعت کے امام اور مقتدار و پیشوا، سراج الامہ، امام الامہ امام اعظم ابو حنیفہ پر لکھنے والے ہر دور میں لکھتے رہے، بہت کچھ لکھا جا چکا، لکھا جا رہا ہے اور آئندہ بھی یہ سلسلہ چتا رہیگا اور اب شاید ہی کوئی ایسا پہلو ہو جو تشنہ رہ گیا ہو۔

مگر اسلامی اور اخلاقی نقطہ نظر سے سیرت و سوانح اور تاریخ ایام کی ترتیب و تحریر کا اصل مقصد یہ ہونا چاہیے کہ پڑھنے والوں میں ایمان و احتساب، اخلاص و نصیحت، اعمال و کردار اور جذبہ اصلاح انقلاب امت پیدا ہو، جس کو پڑھا جا رہا ہے، تاریخی معلومات کے ساتھ ساتھ اس کے افکار و نظریات، اس کا انقلابی عمل، اس کا خلوص اور تقویٰ، اس کا ذوق عبادت و ریاضت بھی پڑھنے والوں میں منتقل ہو جائے، پڑھنے والے نئے عزائم، نئے حوصلہ و فیصلہ اور نئے دلولہ اور ایثار کے جذبات سے معمور ہوں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے جامع سوانحات اور کثیر و پر از معلومات تذکروں کے ہوتے ہوئے بھی فاضل محترم برادر عزیز مولانا عبد القیوم حقانی کی پیش نظر تالیف "امام اعظم ابو حنیفہ کے حیرت انگیز واقعات" جو مولف کے سلسلہ تالیف "علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات" کا نقش اول ہے، اردو زبان میں اس سلسلہ کی پہلی کاوش ہے، جو سہل سلیس، دلچسپ اور آسان ہونے کے ساتھ ساتھ جامع بھی ہے، فکر و نظر، علم و عمل، تاریخ و تذکرہ، فقہ و قانون، اخلاص و نصیحت، طہارت و تقویٰ، سیاست و اجتماعیت، جذبہ

اصلاح انقلاب امت، تبلیغ و اشاعت، تعلیم و تدریس، غرض جس جہت سے بھی دیکھا جائے جامع اور تمام پہلوؤں کے لحاظ سے یکساں طور پر نفع بخش ہے، حال و قال ہو یا برہان و استدلال، طالبانِ مسائل ہوں یا عاشقانِ دلائل، سب کے لئے اس مختصر مگر جامع ذخیرے میں سیرانی کا سامان موجود ہے، اس کتاب میں بیک وقت شریعت، طریقت و دلائل، مسائل، سیاست و اجتماعیت کے دقیق مگر واضح اور حیات آفریں نکتے واقعات کے ضمن میں اس طرح زیب قرطاس ہو گئے ہیں کہ ہر ایک جو یائے حقیقت اور متلاشی روح شریعت کے لئے سکونِ روح و قلب کا سامان ہم پہنچاتے ہیں۔

یہ امام صاحبؒ کی ولایت اور کرامت ہی کا کرشمہ ہے کہ محبِ مکرم برادر گرامی قدر مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب، کثیر مشاغل، ہمہ وقتی مصروفیات اور هجومِ کار کے باوجود بھی تعطیلات کے چالیس ایام میں اور وہ بھی اس طرح کہ کسی ایک دن بھی انہیں دو گھنٹے جم کر اس کام کے کرنے کا موقع نہیں ملا، تاریخ حقیقت کا اس قدر حصین جمیل گلدستہ مرتب کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں، صرف یہ نہیں بلکہ فقہ قانون اور بحث و مناظرہ کے خشک اور بے مزہ اباحت کو واقعات و حکایات اور عشق و محبت کی زبان میں بیان کر کے انہیں سبک، لطیف، دلآویز، خوش تاثیر اور حیرت انگیز بنا دیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فاضل مولف، داستان گو کی حیثیت سے خود داستانِ سرائی سے واقف اور انہماک شہکار تصنیف و دفاع امام ابو حنیفہ کے پیش نظر اس فن کے گویا منجھ پوٹے شادریں ہیں تاہم اس کتاب میں مولف سلمہ کی حیثیت ناقد اور تبصرہ نگار کی نہیں ایک ناقل اور محتاط ناقل کی ہے، حکایات اور واقعات کے انبارِ عظیم میں انہیں جو کچھ اخذ نقل کے قابل نظر آیا، حسن ترتیب اور سلیقہ مندی کے ساتھ یکجا کر دیا، البتہ احتیاطاً نچے نزدیک اس کی کر لی کہ جو بات خلاف شریعت یا بہت زیادہ مبالغہ آمیز نظر آئی، اسے نظر انداز کر دیا اور جہاں ابھام، اجمال یا کسی شبہ کا احتمال تھا، حواشی میں اسکی توضیح

تفصیل اور مناسب تشریح بھی کر دی۔۔۔ امام اعظم ابو حنیفہ کی سیرت و سوانح اور حالات و واقعات ان چند ابواب میں ہرگز محدود نہیں، تاہم وقت اور کاغذ کی گنجائش بہر حال محدود ہی ہوتی ہے اور دائرہ انتخاب بھی کسی نہ کسی منزل پر بند کرنا ہی پڑتا ہے۔ مولف سلمہ کا انتخاب ماشاء اللہ بہت خوب رہا۔۔۔ ایسا کہ اس پر بے اختیار صاف کرنے کو جی چاہتا ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مولف کی عمر علم دینی خدمات اور اوقات میں بہت بہت برکت دے اور ان کی یہ صلاحیتیں، ان کے اساتذہ، والدین، خاندان، مادر علمی اور ملک و ملت کی مزید نیک نامی کا باعث ہوں، اس سلسلہ کو آگے بڑھانے (جیسا کہ فاضل مولف "علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات" کے نام سے اس کا ارادہ بھی رکھتے ہیں) کے لئے ابھی وسیع میدان پڑا ہوا ہے، کتاب اردو کے متین ادب اور صالح تاریخ میں ایک شائستہ اضافہ ہے، اس کے پڑھنے والوں میں یقیناً بہت سے صالحین اور اہل دل ہوں گے، ان سے درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں میں مولف کتاب کو، راقم گنہگار کو اور ادارہ مؤتمر المصنفین کو فراموش نہ فرما دیں۔

(مولانا) سمیع الحق

صدر مؤتمر المصنفین

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

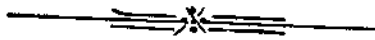
مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء

امت کے اکثر افراد آج اس محسن کو فراموش کر چکے ہیں یا صرف ایک مجتہد، مستنبط کے حیثیت سے جانتے ہیں۔ حالانکہ آپ بیک وقت محدث، مفسر، فقیہ اور احسان و سلوک کے عظیم مرتبہ پر فائز تھے۔

مقام شکر ہے کہ دورِ حاضر کے فاضل نوجوان محقق صاحب البیان والبنان مولانا عبدالمقیم حقانی، ابوحنیفہ اور علماء احناف کے تذکرہ اور ذکر سے عامۃ المسلمین کو شناسا کرنے کے لئے ایک فراموش شدہ موضوع کو زندگی بلکہ تابندگی بخشی ہے۔ اسی محنت کا ایک شاہ کار آپ کی سنی تالیف

”علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات“

ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے نافع الخلائق بنائے اور مولف کو دارین کی سعادتوں سے نوازے۔ آمین



تاثرات

حضرت علامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت امام شیخ تفسیر مولانا احمد علی لاہوری



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لاهله والصلوة لاهلها اما بعد :-

قرآن عزیز نے الصالحون کو منعم علیہم کی ایک قسم قرار دیا ہے جن کا مصداق علماء باعمل ہیں۔ عمل بلا علم بے کار اور علم بلا عمل دیال ہوتا ہے۔ ان صلحا امت میں سے مخصوص اور ممتاز طبقہ فقہا امت کا ہے جن کی دینی اور روحانی بصیرت نے حلال، حرام، جائز، ناجائز، پسندیدہ، ناپسندیدہ امور اور اشیاء کو تفصیلاً امت کے لئے پیش فرما کر عمل صالح کی راہ نہائی کی ہے۔

فقہا دامت میں سے نعمان بن ثابت المعروف عند الامم امام عظیم ابوحنیفہؒ مننا مقام کے مالک ہیں جن کے درس حدیث سے امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد وغیرہم جیسے جلیل القدر محدثین یا واسطہ فیضیاب ہوئے اور جن کے درس تفقہ فی الدین سے امام محمد، امام ابویوسف، امام زفر جیسے فقہا دامت نے حصہ وافر حاصل کیا جن کے دینی اور روحانی کمالات سے اکثر ائمہ سلوک نے خوشہ چینی کی جن کے ذکر و فکر نے جوہر الاشیاء کو عسوس مشابہہ کیا جن کی اسلامی قانون سازی کا احسان امت کبھی ادا نہیں کر سکتی۔ مگر مقام انیسویں ہے کہ :-

پر مشتمل ٹیچر کی وجہ سے خلا بینار نظریات، اشتراکیت، دہریت اور الحاد و زندگی کو ہاتھوں کی یلغار کی طرح پھیلا یا جا رہا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں منکرات سے ہنی اور محروفات کی اشاعت کا کام چھوٹی کی رفتار سے بھی کمزور ہے۔ ادھر خود ہمارے اپنے علمی اور تحقیقی حلقوں، مطالعاتی اور اشاعتی اداروں، تعلیمی اور تربیتی درسگاہوں کے اپنے بنائے ہوئے مخصوص خاکوں اور مقاصد، مخصوص نصاب تعلیم کے درس و تدریس، علمی موشگافیوں، تاریخی افسانوں، اشاعتی مشغلوں اور تدریسی فنکاریوں میں انہماک اور اشتغال کے پیش نظر اصلاح قلب، سوز و درد، ذوق عبادت، خلوص و شہیت، جذب و شوقِ عمل، فکرِ آخرت، تعمیرِ زندگی، عالی ہمتی، اخلاق کی عہدی، عملی انقلاب اور اصلاح احوال جو مقصد تعلیم اور روح شریعت ہے، کی طرف توجہ کم بلکہ کالعدم ہے۔ سلف کے حالات و اخلاق، ان کی عالی ہمتی، قوتِ حافظہ، ذوقِ عبادت، تقویٰ و طہارت، توجہ الی اللہ و انابت، علومِ نادرہ اور انقلابی نمونہ عمل جب تک سامنے نہ ہو، اصلاحِ انقلاب امت، تعمیرِ زندگی، طہارت و تزکیہ احوال، شکر و سپاس، بندگی و عبدیت اور قرب و رضائے الہی کا صحیح مقام حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

دنیوی مشاغل ہوں یا دینی تعلیم و تدریس ہو، وعظ و تبلیغ ہو تصنیف و تالیف ہو تحقیق و مطالعہ ہو، غرض زندگی کے کسی بھی پہلو اور کسی بھی حیثیت سے کوئی عمل کیا جا رہا ہو اگر اس کے ساتھ اللہ کے مقرب اور نیک بندوں اور ائمہ امت کے موثر واقعات اور سلف صالحین کے علمی و عملی اور روحانی حالات سے واقفیت اور ان کا مطالعہ بھی شامل کر لیا جائے تو قلب میں رقت اور گداز پیدا ہوگا، صحبتِ صالح کا پرتو پڑے گا، فکر و نظر کو جلا ملے گی، عمل صالح اور خدمتِ دین کے جذبات و عزائم کی انگخت ہوگی۔ سچے اور موثر واقعات اور علمی و روحانی حکایات سے گوہرِ مقصود اور سلف صالحین

حرفِ آغاز

حَامِدٌ اَوْ مَصَلِّیًّا!

یہ تو سب کو معلوم ہے اور سب دیکھ رہے ہیں کہ اہل زمانہ اپنے دنیوی کاروبار، تجارت و ملازمت، حصولِ معاش اور اقتصادی دھندوں میں مشغول اور ہر لمحہ مصروف کار رہ کر علماء اور صلحاء امت کے مجالس خیر و برکت، دینی مدارس کی تعلیم و اشاعت اور اہل علم کے مجالس و عظ و نصیحت میں حاضری اور شرکت کا موقع کم پاتے ہیں۔ ذوقِ علم کے فقدان اور سارے دن کے مشاغل اور مصروفیات کی وجہ سے طبعی تصکاوٹ اور اکتاہٹ کے پیش نظر، خالص علمی و تحقیقی تصنیفات یا مفصل تاریخی تالیفات سے استفادہ، جذبہ عمل اور توجہ و انابت الی اللہ کی نوبت ہی نہیں آتی۔

سکول کا بلز کے طلبہ و اساتذہ اور سرکاری دفاتر میں کام کر نیوالے عہدیدار بھی اپنے آزاد ماحول اور رنگین سوسائٹیوں کی جگر بند یوں، ذوقِ عمل کے فقدان یا کمی کی وجہ سے ذہنی تعیش، لطف اندوزی، دقت گزارنے، تصوراتی حسن و رعنائی اور محض خیالی لذتوں کے حصول کی خاطر، فحش ناولوں، ڈائجسٹوں اور بعض اوقات مضر زہریلے اور خطرناک ٹیچر کے گردیدہ اور عادی بن کر انفرادی سطح سے بڑھ کر اجتماعی اور قومی و ملی جرائم کا ارتکاب کرتے اور قوم و ملک کی ہلاکت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

مختلف قسم کے آزاد اور جنسی انگخت سے معمور اور فحاشی و بے حیائی

کے حالات کے مطالعہ سے مقصد حیات اور انابت و توجہ الی اللہ حاصل ہوگی۔
کیونکہ ہمارے اسلاف دین کے اصل مزاج، علم و عمل کے ذوق اور قرآن و حدیث کے لب لباب سے آشنا اور پہرہ در تھے، محض مرویات، علم و مطالعہ، جدیدیات، بحث و مناظرہ اور وسعت معلومات سے رقت قلب کا سامان کم اور عجب و پندار کا اندیشہ زیادہ رہتا ہے۔

علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ گزشتہ زمانوں میں سلف کی ایک جماعت نیک اور بزرگ شخصیتوں سے محض ان کے طور طریقے، دیکھنے کے لئے ملنے جاتی تھی، علم کے استفادے کے لئے نہیں، اس لئے کہ ان کا طور طریقہ ان کے علم کا اصل پھل تھا اپنے اکابر اساتذہ و مشائخ کے مجالس و درسی افادات، بحث و تقریریں بھی اسی کی اہمیت و ضرورت، نقل حکایت، بیان ہدایت اور سلف صالحین کے موثر واقعات سے دل و دماغ لذت آشنا تھے ہی، کہ اکابر علماء دیوبند کے تذکروں، سوانح و تقاریر، نجی مجالس اور درسی افادات کے مطالعہ سے اس کی واقعی ضرورت کا احساں ابھرا اور شدید تر ہوتا چلا گیا بالخصوص اپنے مربی و محسن محدث کبیر، استاذ العمار شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم بانی مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک کے املائی حدیث، درسی تقاریر و بیانیہ مجالس اور مواعظ و ارشادات

لے حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے مجالس اور ارشادات کا محرقہ سال سے قلم بند کرتا رہا جس کے بعض حصے ماہنامہ الحق، میں ”صحیفۃ باہل حق“ کے عنوان سے قسط وار شائع بھی ہوتے رہے۔ اب جسے احقر نے مستقل ترتیب دے کر ۲۰۶ صفحات میں ”صحیفۃ باہل حق“ کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ مضبوط اور گولڈن جلد بندی عمدہ کتابت، اعلیٰ طباعت، خوش رنگ و دیدہ زیب ٹائٹل۔ مؤثر و مصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

ہے یہ احساس ضرورت ایک ناگزیر حقیقت اور اس کی اثر انگیزی گویا پتھر کی لکیر بن گئی۔

اور گزشتہ سال جب اشقر کی تصنیف دفاع امام ابو حنیفہ شائع ہوئی تو علمی و دینی حلقوں، مطالعاتی اور تبلیغی تاریخی اور ادبی ذوق رکھنے والے اجاب نے اس کے آئینوں اور نویں باب کو جن میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے تحریر علمی ذہانت و فطانت، نکتہ رسی و دقیقہ سنجی، حسن اخلاق، کریم النفسی، مجاہد و ریاضت و روح و تقویٰ، توکل و استغناء، تواضع و انکساری، شفقت علی الخلق اور انسانی مروت و ہمدردی کو سچے حکایات اور موثر واقعات کی روشنی میں بیان کئے جانے کی وجہ سے بے حد پسند کیا، دینی و علمی ماہناموں اور ہفت روزوں نے اسے بطور خاص قسطوار شائع کیا۔

مرکز علم دارالعلوم دیوبند کے شہرہ آفاق ماہنامہ دارالعلوم کے مدیر بشیر حضرت مولانا حبیب الرحمن قاسمی مدظلہ نے دفاع امام ابو حنیفہ پر جنوری ۱۹۸۶ء کے شمارہ میں تین صفحات کے مفصل تبصرہ و تعارف کے ضمن میں ان دونوں ابواب کی ضرورت و افادیت اور پسندیدگی و اثر انگیزی کا بطور خاص ذکر کیا۔

استاذ محترم حضرت علامہ مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم (مدیر ماہنامہ الحق) و استاذ حدیث دارالعلوم حقانیہ (طلبہ دورہ حدیث کو درس ترمذی کے دوران اس کے مطالعہ و استفادہ کی تاکید فرماتے رہے اور اسے صالح عمل اور روحانی انقلاب کے لئے واقعی ضرورت روح شریعت اور ایک موثر ذریعہ قرار دیا۔

استاذ مکرم مفتی اعظم دارالعلوم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب مدظلہ نے بھی پسندیدگی، دعاویہ کلمات، توجہ اور روحانی غایات سے نوازا، محمد رفیع انعماء حضرت علامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کی پر خلوص دعاؤں

سوسلہ افزائیوں اور شفقتوں سے خوب ہمت افزائی ہوتی رہی۔

ادھر اپنے بعض کرم فرما بزرگوں اور اہل قلم دوستوں کی یہ تجویز سامنے آئی اور پھر اس پر شدت سے اصرار بھی ہونے لگا کہ دفاعِ امام ابو حنیفہ کے ان دونوں ابواب کو علیحدہ ایک رسالہ (جسکی ضخامت پچاس صفحات ہو سکتی تھی) کی صورت میں شائع کر دیا جائے تاکہ ارزاں اور آسان ہونے کے پیش نظر نفع عام ہو اور زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے۔

احباب کی یہ گراں قدر تجویز مجھے پسند آئی البتہ دفاع کی تصنیف کے دوران ائمہ احناف بالخصوص امام اعظم ابو حنیفہ اور آپ کے مشاہیر تلامذہ کے جو موثر حکایات، حیرت انگیز واقعات اور دلچسپ حالات احقر نے علیحدہ فائل میں محفوظ کر لئے تھے، خیال آیا کہ اگر ان میں سے بھی چند مزید واقعات کا انتخاب کر کے اس رسالہ میں شامل کر کے شائع کر دیئے جائیں تو نفع اور بھی زیادہ ہو مگر جب فائل کھولی اور کام شروع کرنا چاہا تو دیکھا کہ ہر واقعہ ایک سے ایک بہتر اور اپنی اپنی حیثیت سے موثر کسی کو لینا اور کسی کو چھوڑ دینا میرے بس کی بات نہ تھی، اسی تذبذب اور انتخاب میں تردد کے عمل نے سارا کام رد کر دیا اور مہینوں رکا رہا۔

ادب اب کی بار جب شعبان ۱۴۲۸ھ میں دارالعلوم حقانیہ میں ترجمہ و دورہ تفسیر (جس کے پڑھانے کے لئے دارالعلوم کے دو اساتذہ یعنی مجھے اور برادر محترم مولانا مفتی غلام الرحمن مدظلہ کو مامور کیا گیا ہے) پڑھانے کے دوران ائمہ احناف کے متعلق جن کردہ حیرت انگیز واقعات بیان کرنے کی تدریسی ضرورت کے پیش نظر مذکورہ فائل کھولی تو سبقتہ ذہنی پس منظر میں اور احساس ضرورت کے پیش نظر یہ تجویز ذہن میں آئی کہ سر دست پلکے پھیلے سلیس اور بغیر مبالغہ و رنگ آرائی کے صرف امام اعظم ابو حنیفہؒ کے علمی روحانی حالات، موثر و نادر حکایات، تاریخی

شہ پارے اور حیرت انگیز واقعات پر مشتمل ایک مستقل کتاب تحریر کی جائے، اور دفاعِ امام ابو حنیفہ کے مذکورہ دونوں ابواب میں امام صاحب کے متعلق بیان کردہ واقعات کو بھی اس کا جزد بنایا جائے۔

اس کے بعد حسبِ توفیق اور مواقع فرصت کو ملحوظ رکھ کر امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ امام زفرؒ اور امام عبداللہ بن مبارک اہدگیرؒ ائمہ احناف کے متعلق جمع شدہ نادر تاریخی واقعات کو بھی ترتیب دیکر تدریجاً مرحلہ وار شائع کیا جاتا رہے اور یہ خیال مزید پختہ ہوتا رہا۔

ادب اب یہ عزم کر لیا ہے کہ اگر فرصت ملتی رہی اور باری تعالیٰ نے توفیق دی اور مطالعہ و تحقیق اور طباعت و اشاعت کے اسباب بھی پیدا ہوتے رہے تو ان شاء اللہ امام اعظم ابو حنیفہ اور آپ کے جلیل القدر تلامذہ اور ان کے شاگرد و شاگرد متقدمین ائمہ احناف سے لیکر زمانہ حال کے متاخرین علماء احناف اکابر علماء دیوبند شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق دہلوی تک ہر زمانہ کے ائمہ احناف علماء اور فقہائے حنفیہ کے حیرت انگیز واقعات اور دلچسپ و فکر انگیز حکایات کی جمع و ترتیب کا کام کیا جائے اور اس پورے سلسلے کا نام "علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات" رکھا جائے۔ السعی منا والاتمام من اللہ

ذاتی سرگزشت اور آپ بیٹی یا سوانح و تذکرہ کسی کا بھی ہو دلچسپ ہوتا ہے چہ جائیکہ کہ ایسے بزرگوں کے حالات جو فنائیت کے پتلے تسلیم درضا کے بندے اور محبت و محبوبیت کے جیسے تھے، دل آویزی ان کے حکایات اور واقعات میں نہ ملے گی تو اور کہاں ملے گی۔

اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ لِّہِمْ الدِّیْنَ وَ الدَّارَ
اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ لِّہِمْ الدِّیْنَ وَ الدَّارَ
ان کو محبت سے نوازیگی۔
(مرید - ۹۶)

واقعات پر مشتمل ہے، ترتیب، کتابت اور طباعت کے مراحل کے بعد منظر عام پر آرہی ہے اور اس سلسلہ کی دوسری جلد جو امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر کے حالات اور ان کے دلچسپ حکایات اور واقعات پر مشتمل ہوگی، کے مسودات کی جمع و ترتیب کا کام بھی جاری ہے۔

واقعات کی جمع و ترتیب میں کسی بھی ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا جاسکا، مطالعہ کے دوران جس بات سے تسکین خاطر اور ذوق عمل کی انگیزت ہوئی، کیف و اتفق نوٹ کر لی اور کسی بھی ادنیٰ مناسبت سے ایک باب کے تحت درج کر دی۔
بہر تکیں دل نے رکھ لی ہے غنیمت جان کر
جو بوقت ناز کچھ جنبش تیرے ابرو نے کی

بعد اول کو مقدمہ کے علاوہ سات ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اولین چار ابواب میں امام اعظم ابو حنیفہ کے موثر اور حیرت انگیز واقعات، ایمان آفرین اور انقلاب انگیز حالات و حکایات درج کر دیئے ہیں، جن کے ذریعہ انسانی زندگی، اسلامی سیرت و کردار، ظاہری و باطنی کمالات، زہد و قناعت، کسب حلال، حرم و احتیاط، سخاوت و ایثار، قیامت کا استحضار، جامعیت، ذوق مطالعہ، علمی و تصنیفی اور تدریسی انہماک، مجاہدہ دریا صفت، تقویٰ اور ذوق عبادت، اولوالعزمی، فکر مندی و دلسوزی، شوق شہادت و عزیمت، رجوع و انابت، اتباع شریعت و سنت، تسلیم و رضا، ایمان و احتساب، احسانی کیفیات، خلق خدا پر شفقت، رعایت حقوق اخلاق و تواضع، حتی گوئی و بے باکی، حکمرانوں پر تنقید و احتساب، سعی و عمل اور غلصہ و جدوجہد کے عملی نمونے سامنے آجاتے ہیں۔ جن کے مطالعے سے قلوب میں رقت، اور ذوق عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اپنی خامیوں اور کمزوریوں کا احساس ہونے لگتا ہے، ہمت میں بندی، قلب و نظر میں وسعت، وقت کی قیمت اور زندگی کی کوتاہی کا شعور

علامہ احناف کے حیرت انگیز واقعات سے اس بات کا اندازہ بھی ہو سکیگا کہ اللہ تعالیٰ نے ائمہ احناف اور فقہار اسلام کو کیسی کیسی وحی صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں۔ مکتب حنیفہ میں کیسے کیسے طاقت و درغنا صر جمع ہو گئے تھے۔ تربیت و تزکیہ نفس کے شعبہ میں علمی و فقہی دقیقہ سنجی اور نکتہ رسی کے شعبہ میں اخلاص اور دعوت و تبلیغ کے شعبہ میں نیز فناءیت اور مقصد سے عشق میں ان کا کتنا بلند مقام تھا اور یہ اندازہ لگانا بھی آسان ہو جائیگا کہ مدرسہ حنیفیت نے کیسے کیسے گویا شرب چراغ پیدا کئے اور کیسے کیسے نادر اشیاء پتھروں کے جوہر کو چمکایا اور ان کی قیمت کہیں سے کہیں پنچا دی۔ ان متفرق اور منتشر تاریخی شہ پاروں سے واقعات کی مربوط لڑیاں امت کے سامنے آجائی گی۔ ہم نے جوئے اور اچھوٹے انداز میں حنفی تاریخ کے حسین رجس رخ زیبا سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی ہے، ہماری یہ کوشش انشاء اللہ ایک صاحب یقین جماعت، مجاہد و غازی، متقی و پرہیزگار اور علمی و روحانی اور فقی و تاریخی اعتبار سے ایک بہترین نسل کی تصویر، اخلاص و شخصیت اور سادگی و پرکاری کا وہ صحیح معیار اور دلکش نمونہ بن جائے گی جو ہر زمانہ میں مطلوب اور شریعت کا مقصود ہے۔

علامہ ابن عبد البر تحریر فرماتے ہیں

جس نے صحابہ کرامؓ اور تابعین کے بعد ائمہ فقہار کے فضائل پڑھے اور اس کا اہتمام کیا اور ان کی عمدہ سیرت و فضیلت پر مطلع ہوا تو یہ اس کا ایک سحر عمل ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی محبت عطا فرمادے۔ امام ثوری فرماتے ہیں کہ نیک لوگوں کے تذکرہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

جامع بیان العلم لابن عبد البر ص ۱۶۷

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے لطف و احسان اور توفیق و مہربانی سے الحمد للہ کہ اس سلسلہ کی پہلی جلد جو صرف امام اعظم ابو حنیفہ کے حیرت انگیز

عمل نافع اور باقیات صالحات کے ذخیرہ، آرزو اور شوق پیدا ہونے لگتا ہے۔

پانچویں اور چھٹے باب میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے ایسے واقعات درج کر دیئے ہیں جن میں امام صاحب کے علم و فضیلت، مطالعہ کی وسعت، جامعیت، حقیقت پسندی و بصیرت، بیدار مغزى و فراست، علمی تجرذ و ذہانت، رشاعت، ذکاوت، جدوت طبع، ذہنی صلاحیت و کمالات، بحث و مناظرہ، طباعی، سربیع الغیبی، وسعت نظر، اجتہاد و استنباط احکام، قوت استدلال اور ہمہ پہلو حادی فقہی و اجتہادی شان، جامعیت چھلکتی نظر آتی ہے۔ ساتواں باب کتاب کے آخر میں "خوان زعفران" کے عنوان سے بطور ضمیمہ شامل ہے اور اس کی دو جہاں باب کے شروع میں لکھی ہے۔

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے فقہ و اجتہاد اور مسائل و احکام کے استخراج میں مجتہدانہ مقام اور امامت میں درجہ متبوعیت کا جو عظیم مقام حاصل کیا، اس میں بہت بڑا دخل ان کے غیر معمولی حافظہ، طبعی ذکاوت اور فطری ذہانت کو بھی تھا جو ایک موبہبت خداوندی اور نعمت خدا داد ہے۔ ابو حنیفہؒ کو اللہ تعالیٰ نے جو حافظہ اور قوت استحصال عطا فرمائی تھی، اسی کی مدد سے انہوں نے تفسیر حدیث، فقہ، اصول فقہ، علم کلام، تاریخ و سیر، آثار علم رجال، لغت و نحو کے اس تمام ذخیرہ پر عبور حاصل کر لیا جو اس وقت ماخذ اور مواد کی صورت میں موجود تھا۔ پھر انہوں نے اپنی عملی زندگی میں بحث و تحقیق، استنباط و استخراج مسائل، تدوین فقہ، ترتیب شرائع، تقریبات اور بحث و مناظرہ میں اس سے ہر طرح مدد لی جیسا کہ ایک تجربہ کار جنگ آزما اپنے ترکش کے ذخیرہ سے مدد لیتا ہے۔

معاصرین کے علاوہ مخالفین بھی ان کے حافظہ کی غیر معمولی قوت استحصال اور نمایاں ذکاوت و ذہانت کے ملاح اور معترف ہیں، اس پر معاصرین، متقدمین اور متاخرین سب کا اتفاق ہے۔ امام ابو حنیفہؒ بنایت ہی تو یہ الحفظ، سربیع الغیبی اور ذکی

ذہین تھے، وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ الحدیث اور بڑے بڑے ائمہ حدیث کے استاذ تھے، ان کا حافظہ کبھی بھی ان سے بے وفائی اور خیانت نہیں کرتا تھا۔ (اقتباس از دفاع امام ابو حنیفہؒ)

ہر حال تاریخی اور علمی لحاظ سے حیرت انگیز واقعات کے مضامین کی سادگی و اہمیت اور واقعی افادیت کے پیش نظر یہ سلسلہ تالیف ان شاء اللہ اس عہد پر فتن اور دور انقلاب میں موضوع اور مقصد کے لحاظ سے مفید ہمت آفرین فکر انگیز، مزید مطالعہ و تحقیق کے لئے محرک، عمل صالح اور دینی مساعی و جدوجہد کے لئے شوق انگیز ثابت ہو گا۔ میرے نزدیک ایمان دہیقین، عشق و محبت، درد و سوز، جذبہ اتباع سنت، عزیمت و علم و ہمت، ذوق و دعوت و تبلیغ، اصلاح اعمال و اخلاق اور صحیح علوم اور دینی حکم و معارف ان بزرگوں کا اصل جوہر اور ان کی سوانح و افکار کا اصل پیغام ہے۔

میں نے ان واقعات کے جمع و ترتیب اور انتخاب و تحریر میں رمضان المبارک کی تعطیلات میں دیگر مشاغل اور مصروفیات کے پیش نظر اگرچہ بہت محنت سے کام لیا ہے یقیناً اس میں نقائص بھی ہوں گے اور خامیاں بھی۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ یہ کوشش جدید اسلامی کتب خانہ کے خلا کو پُر کرے گی اور اس سے ان اہل ذوق اور غصص طلبہ کی تشنگی کسی حد تک دور ہو جائے گی جو حنفی تاریخ کے اس تابناک باب کے مطالعہ و استفادہ کی طلب اور عملاً اس راہ پر چلنے کی تڑپ رکھتے ہیں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نیک اور صالح انقلاب دینی و علمی مطالعاتی اور روحانی انقلاب کے لئے کچھ کام کرنا چاہتے ہیں، جو زمانہ جدید کی ہوا اور فضا میں ڈھلنے کے بجائے اہل زمانہ کو اسلاف امت کی ڈگر پر لانے کے خواہشمند ہیں جو میدان زیست میں مردانگی و شجاعت اور جہاد و عزیمت کے حوصلے رکھتے ہیں جو اپنے فکر و مطالعہ، قول و فعل کی یک رنگی اور کردار و عمل سے ہوا کے رخ میں بہنے

اصل کتاب کے مطالعہ سے قبل ناظرین سے ایک گزارش یہ بھی ہے کہ ہمارے اس سلسلہ تالیف کے زیادہ تر اجزاء کا مدار تاریخی روایات پر ہے اور تاریخی روایات کلیۃً عملی روایت کے برابر موثق اور معتبر نہیں ہوتیں۔۔۔ نیز تاریخی شخصیتوں کے ساتھ عقیدت اور عداوت کے دونوں پہلو بھی برابر چلتے رہتے ہیں، اس لئے بسا اوقات اصل حقیقت بھی واقعات میں مستور ہو جاتی ہے۔

لہذا ہماری اس تالیف میں بھی اگر کوئی روایت یا واقعہ جادہ شریعت سے الگ ملے دگو احقر نے حتی الامکان ایسے واقعات کے نقل کرنے سے احتراز کیا ہے اور اگر کہیں نقل بھی ہو گئے تو نظر ثانی کے وقت حذف کر دیا ہے (تو ہر حال میں فکر و نظر اتباع شریعت و سنت اور علم و تقویٰ محفوظ رکھنا چاہیئے، نہ شوق اتباع میں اس پر عمل جائز ہے اور نہ اس کی وجہ سے صاحب واقعہ سے بدگمانی جائز ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ و اصحابہ اجمعین

عبدالقیوم حقانی

رفیق مومن المصنفین و اساتذہ دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خشک، پشاور، پاکستان

۱۵ ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ

بمطابق ۱۱ اگست ۱۹۸۶ء

دلوں کو ڈنکے کی چوٹ یہ کہہ دینے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ یہ نازیکیا اس پہ کہ بدلا ہے زمانے نے تجھے
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں۔

اس مجموعہ واقعات کی جمع و ترتیب کا کام بفضل اللہ چالیس روز میں مکمل ہوا مگر مجھے یہاں دارالعلوم کے مشاغل اور کثیر النوع مصروفیات کی وجہ سے رمضان المبارک کے تعطیلات کے باوجود بھی کبھی دو گھنٹے اس کام کے لئے سکون و فراغ سے میسر نہ آ سکے جس طرح بھی بن پڑا، کچھ وقت بچا بچا کر کام جاری رکھا۔ عدیم الفرقتی اور پھر تعمیل اور رداروی میں لغزش اور قصور جو فطرت بشری کا لازمہ ہے، سے کب بچا جاسکتا ہے تاہم دارالعلوم کے بعض اکابر اساتذہ بالخصوص اپنے فاضل دوست محترم حضرت مولانا سیف اللہ حقانی مدرس دارالعلوم حقانیہ نے تمام مسودات کو مرنا مرنا پڑھا، ان کے نقاد اور منطقی مزاج نے تخیلاتی اعتراضات اور بدوجہ دھم ممکنہ اشکالات تک کو ابھارا اور اب نظر ثانی کے وقت اس کا ازالہ کر دیا گیا، جس پر احقر ان کا بے حد شکر گزار اور ممنون ہے۔

پھر بھی اسے صرف آخر نہیں قرار دیا جاسکتا۔ قارئین کے مفید مشوروں اور گراں قدر آراء اور تعمیری تنقید کو بھی بعد شکریہ ترجیح دی جائیگی۔

اگر علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات "کا یہ سلسلہ اللہ کریم نے تکمیل تک پہنچانے کی توفیق بخشی تو اس سے اس بات کی دلیل بھی مہیا ہو جائیگی کہ امت میں ہر دور کی طرح آج بھی ہر میدان کے لئے مردانِ کار پیدا کر نیکی پوری صلاحیت موجود ہے، اس کا سرسبز و سدا بہار درخت برابر پھلدار اور اس کا خزانہ ہمیشہ معمور ہے۔

عالم نشود دیراں تا میکہ آباد است



علیہ السلام

اس کا نام فقیہ ہے۔

موجودہ مروج اصطلاحی تعریف سے قطع نظر ہم یہاں امام اعظم ابوحنیفہ کی فقہ کے بارے میں قدیم جامع تعریف نقل کر دیتے ہیں۔

عنہ الامام بانہ معرفة النفس ماسها وصا عليها
ا سے نفع پہنچ سکتا ہے اور کن کن چیزوں سے ضرر امام ابوحنیفہ نے فقہ کی یہ تعریف کی ہے۔

ابوحنیفہ کی فقہ کی یہ تعریف درحقیقت "الدین" ہی کی جامع اور چچی تکی تعریف ہے جہاں تک خواص کی نظر بھی بشکل پہنچ سکی ہے۔

لفظ فقیہ، صاحب بصیرت، اور یکتائے روزگار کے لئے بولا جاتا ہے۔ وقت کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہوتا جسے فقیہ نہ سلجھا سکے اور اسلامی حکومت کا کوئی منصب ایسا نہیں جسے فقیہ اعزاز نہ بخشے، فقیہ، رنج حقیقت سے نقاب اٹھانے والے پاکیزہ انسان کو کہتے ہیں جس میں وحی اور نبوت کے معلومات سے صحیح نتائج پیدا کرنے کا سلیقہ ہو جو نت نئے اور پیش آمدہ پیچیدہ مسائل میں امت کو تفریق و انتشار، خانہ جنگی اور باہمی منافرت سے بچا کر وحدت امت، اتحاد ملت کی راہ پر ڈالنے والا اور سخت سے سخت حالات میں بھی جاہد حق پرستقیم اور اعلان کلمۃ اللہ کا داعی ہو۔

چنانچہ باری تعالیٰ نے ان کو زمین میں اپنا خلیفہ اور نبی کا وارث قرار دیا۔ اور اہل اسلام کو ان کی اطاعت و فرمان برداری کا حکم دیا۔

اولی الامر سے مراد فقہاء اسلام ہیں | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا

علم الفقہ فقہائے اسلام اور فقہ حنفیہ

تشریح و تعارف، فضیلت و جامعیت اور ہمہ گیری و مساقیت

فقہ کا لغوی معنی "الوقوف بالاطلاع" یعنی واقف ہونا اور اطلاع پانل ہے اور شرعیت میں

الوقوف الخاص و هو الوقوف علی معانی النصوص و اشاراتہا و دلائلہا و مضمراتہا و مقتضیاتہا
خاص قسم کی واقفیت کا نام فقہ ہے یعنی نصوص کے شرعی معانی سے، اور ان کے اشاروں سے جن چیزوں پر وہ دلالت کرتے ہوں ان سے، اور ان کے مضمرات سے اور جو کچھ ان کا اقتضاء ہو۔
والفقیہ اسم للمواقف اور جو شخص ان امور سے واقف ہو

اللَّهُ وَ اطِيعُوا الرَّسُولَ وَ ترجمہ۔ اسے ایمان والوں! فرمانبرداری کرو
اُولٰٓئِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسولِ مکی اور

(نصار ۵۹) تم میں جو امر والے ہوں۔

حافظ ابن قیم قرآن مجید کی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

اس آیت کی رو سے فقہاء اور مجتہدین کی اطاعت فرض ہے اور اس آیت میں عبداللہ بن عباس، جابر بن عبد اللہ حسن بصری، ابوالعالیہ، عطاء بن ابی رباح، ضحاک اور مجاہد کے خیال میں "اولی الامر" سے حکام نہیں بلکہ فقہائے اسلام مراد ہیں۔

تبلیغ دین کے دو طریقے | حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تبلیغ دین دو طرح کی ہے۔

(د) الفاظِ نبوت کی تبلیغ (ب) معانی کی تبلیغ و تشریح

پہلا فریضہ انجام دینے والوں کو محدثین اور تبلیغ کی دوسری نوع کا اہتمام کرنے والوں کو فقہاء کہتے ہیں۔ بالفاظ دیگر پہلی جماعت کو اصحابِ روایت اور دوسری جماعت کو اصحابِ درایت کہتے ہیں۔ قرآن کی مذکورہ آیت میں اولی الامر سے مراد یہی طبقہ فقہاء یعنی اصحابِ درایت ہیں۔

فقہاء کا مقام و اطاعت | حافظ ابن القیم نے اسی بحث کے دوران یہ بھی لکھا ہے کہ

"دوسری قسم ان فقہاء اسلام کی ہے جن کو مسائل کے نکالنے کی نعمت ارزانی ہوئی جو حلال و حرام کے ضابطے بنانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان فقہاء

کا مقام زمین میں ایسا ہے جیسے ستارے آسمان میں، ان کے ذریعے ہی تاریکیوں میں سرگرداں راستہ معلوم کرتے ہیں، لوگوں کو کھانے اور پینے سے زیادہ ان کی ضرورت ہے اور از روئے قرآن ان کی اطاعت والدین سے بڑھ کر ہے۔" سہ

امام ابن الجوزی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ

تو جان لے کہ حدیث میں بڑی باریکیاں اور پیچیدگیاں ہوتی ہیں جن کو صرف وہ علماء ہی پہچان سکتے ہیں جو فقہاء ہوں، کبھی تو ان کی روایت و نقل میں اور کبھی ان کے معانی کے کشف میں یہ دقائق و آفات ہوتے ہیں سہ

لفظ فقہ کی تشریح | ارشاد باری تعالیٰ ہے

اور علم کی دو قسمیں | وَمَا كَانَ

المؤمنون ليعرفوا كاتبة فكلوا

نفر من كل فرقة منهم طائفة

ليتفقهوا في الدين وليؤدوا

قوسمهم اذا رجعوا اليهم لعلهم

يخذلون (توبہ ۱۲۲)

تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ یہاں فقہ سے احکام دین کی معرفت مراد

ہے جو فرض عین اور فرض کفایہ پر منقسم ہے۔ مسائل طہارت اور صلوٰۃ و صوم کا علم

حاصل کرنا فرض عین ہے جن کی معرفت ہر مکلف پر لازم ہے اور معرفت مسائل میں

درجہ افتاد و اجتہاد تک پہنچنا فرض کفایہ ہے۔ اگر شہر کے تمام لوگ اس علم سے قاصر

رہے تو سب گنہگار ہوں گے اور اگر ہر شہر میں ایک ایک آدمی بھی فرض کفایہ کی نوع علم کی تحصیل کر لے تو باقی لوگوں سے فرض ساقط ہو جاتا ہے۔

حکمت سے مراد علم فقہ ہے | سورہ بقرہ میں ہے

وَمَنْ يُوَفِّتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أَوْفَى خَيْرًا كَثِيرًا ۖ إِمَامٌ مُجَاهِدٌ فَرَمَاتے ہیں کہ یہاں لفظ حکمت سے قرآن و حدیث اور علم فقہ مراد ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ حکمت بمعنی علم و فہم کے ہے اور یہ بعینہ لفظ فقہ کا ترجمہ ہے۔ تفسیر مدارک میں ہے کہ حکمت سے علم قرآن، علم حدیث اور علم نافع موصل الی رضا اللہ مراد ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فقہ اسلامی کے گویا سب سے پہلے معلم ہیں۔

اللہ کے انتخاب و عنایت کی علامت | یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (بقرہ ۱۲۹)
(پیغمبر مسلمان کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں)

جامع ترمذی اور سنن داری میں حضرت ابن عباس سے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

من یرد اللہ بہ خیرا ینفقہ ۛ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا معاملہ فی الدین ۛ کرنا چاہتے ہیں، اس کو علم دین کی سمجھ بوجھ، فقہ اور علم و فہم عطا فرمادیتے ہیں۔

مجلس ذکر پر درس گاہ | سنن داری میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم من مجلسین فی مسجدہ فقال کلاهما کا اپنی مسجد کی دو مجلس پر گزر ہوا فرمایا

علی خیر و احدهما افضل من صاحبه اماھو لاد فی دعون اللہ یرغبون الیہ فان شاء اعطاهم وان شاء منعهم و اماھو لاد فی تعلمون الفقہ او العلم و یعلمون الجاہل فہم افضل و انما بعثت معلما یجلس فیہم ۛ دو نون نیکی پر ہیں لیکن ایک دوسری سے افضل ہے جو جماعت دعا اور ذکر و مراقبہ میں مشغول ہے یہ اللہ کو پکارتے اور اس کی رحمت میں رغبت کرتے ہیں، اگر اللہ چاہیں تو ان کو نوازیں اور چاہیں تو محروم کر دیں مگر یہ دوسری جماعت جو فقہ و علم کی تحصیل میں مصروف ہیں اور جاہل کو مسائل و احکام سکھاتے ہیں، یہ افضل ہیں اور میں بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، یہ فرما کر اس جماعت کے ساتھ بیٹھ گئے۔

عالم فقیہ اور زاہد متراض | ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ دونوں کا عمل جدا جدا تھا، ایک ان میں عالم تھا جو فرض نماز پڑھ کر مسجد میں بیٹھ جاتا اور لوگوں کو تعلیم مسائل و احکام اسلام سکھانے میں برابر مشغول رہتا۔ دوسرے شخص کا عمل یہ تھا کہ وہ دن بھر روزے رکھتا اور تمام رات بیدار رہ کر مصروف عبادت رہتا۔ دونوں میں افضل کون ہے؟ جواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

فضل هذا العالم الذی یصلی المکتوبۃ اس عالم کی فضیلت جو فرض نماز پڑھ کر ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العبادۃ بیٹھ جاتا ہے اور لوگوں کو علم و مسائل اور

الذی یصوم النهار ویقوم
التیل کفضل علی اوتکم لہ
احکام شریعت کی تعلیم دیتا ہے اس عابد پر
جو دن کو روزہ اور تمام رات عبادت کرتا ہے،
ایسی ہے جیسی کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ
آدمی پر۔

ایک فقیہ اور
ہزار عابد
جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس سے حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے۔

فقیہ واحد اشدد علی
الشیطن من الف عابد لہ
ایک فقیہ، شیطان پر ہزار عابد
سے سخت تر ہے۔

فقہاء اور علماء کے لئے
نبیؐ کی دعا
جامع ترمذی اور ابوداؤد میں حضرت ابن مسعود سے اور
دارمی و ابن ماجہ میں جابر بن مطعم سے حضورؐ کی یہ حدیث
نقل کی گئی ہے۔

نضر اللہ عبداً سبیح مقالتي فوعاها
ثم اناها الى من لم يسمعها فرب
حامل فقيه لافقه له وارب حامل
فقه الى من هو افقه منه
اللہ تعالیٰ اس شخص کو ترد تازہ رکھے،
جس نے میری حدیث کو سنا، حفظ کر لیا اور
اسی طرح (بغیر تغیر الفاظ) کے پہنچا یا کیونکہ
بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ فقہ کا بار
اٹھانے والا خود فقیہ نہیں ہوتا اور یہ بھی

لہ مسند دارمی ص ۵۳

لہ جامع ترمذی ج ۱ ص ۹

لہ دارمی ج ۱ ص ۵۵ و ابن ماجہ ص ۲۱

ہوتا ہے کہ فقہ کا بار اٹھانے والا اسے
ایسے آدمی تک پہنچاتا ہے جو اس سے زیادہ
سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔

جب محدث جو صرف روایت پہنچاتا ہے، اس کے لئے زبان رسالت سے
سرسبزی و شادابی کی دعائیں ہو رہی ہیں تو فقیہ جو نہ صرف یہ کہ حدیث کی حفاظت
کرتا ہے بلکہ اس سے مسائل کا استنباط کر کے روح دین کی حفاظت و اشاعت اور
ترویج کرتا ہے، اس کے لئے کیا کچھ رتبہ و مقام اور عند اللہ درجہ و منزلت ہوگی، بقول
امام اعظم کے، محدث کی مثال دوا فروش کی ہے اور فقیہ بمنزلہ طبیب کے ہے۔
علماء میں بہتر کون ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا۔

نعم الرجل الفقيه في الدين
ان احتجج اليه نفع وان استغنى
عنه اغنى نفسه لہ
بہترین آدمی وہ ہے جو علم دین کا فقیہ
ہے اگر اس کے پاس بطور احتیاج کے
تحصیل علم کیا جائے تو نفع پہنچاتا ہے اور
اگر اس سے بے پروائی کی جائے تو وہ بھی
اپنے کو بے پرواہ رکھتا ہے یعنی ایسا کام
نہیں کرتا جس سے علم دین کی توہین ہو۔

علم فقہ دین کا ستون ہے | دارقطنی اور بیہقی میں روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ما عبد الله تعالى بشئ افضل
ليني الله تعالى في قعابت في الدين سے

لہ صدائق الحنفیہ مقدمہ

من فقه في الدين وبك
شيء عماد وعمار هذا الدين
الفقه
بہتر و دوسری کسی بھی طریقہ سے اچھی
عبادت نہیں کی جاتی۔ ہر چیز کیلئے ستون
ہوتا ہے اور دین کا ستون فقہ ہے۔

علم فقہ میں اشتغال کے برکات | حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
من تفقه في دين الله عز وجل
كفاه الله تعالى ما احمه ورزقه
من حيث لا يحتسب
جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین میں تقاہت
حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے
مقاصد کی کفایت کرتا ہے اور اس کو ایسی
طرف سے رزق دیتا ہے جو اس کے وہم و
گمان میں بھی نہیں ہوتا۔

عبادات میں بہتر فقہ ہے | اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
خير دينكم اليسرة وخير العبادات
الفقه
بہتر دین تمہارا وہ ہے جو آسان تر ہے
اور عبادات میں بہتر فقہ ہے۔

طرائی میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے
وقليل الفقه خير
من كثير العبادات
بہتر ہے۔

امراء اور فقہاء | نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دوسرا ارشاد ہے
صنفان من امتي اذا صلحوا
صلح الناس واذا فسدوا
میری امت میں دو گروہ ایسے ہیں
جب وہ درست ہوتے ہیں تو عام
نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دوسرا ارشاد ہے

فسد الناس الامراء والفقهاء
لوگ بھی درست ہوتے ہیں جب وہ فاسد
ہوتے ہیں تو عام لوگ بھی فاسد ہو جاتے
ہیں۔ ایک امراء اور دوسرا طبقہ فقہاء

اہم محمد کی غلصانہ نصیحت

تفقه فان الفقه افضل قائد
علم فقہ حاصل کرو کیونکہ علم فقہ نیکی اور پرہیزگاری کی طرف بہتر داعی ہے اور مقصد
کی جانب قریب کرنے میں معتدل ہے۔

وكن مستفيدا كل يوم نية
اور روزانہ تحصیل فقہ و استفادہ میں اضافہ کرنے والا بن جا اور فقہی فوائد کے دریاؤں
میں تیرا کر۔

فان فقيها واحدا متورعا
اشد على الشيطان من الفعابيد
کیونکہ ایک فقیہ متقی و پرہیزگار، شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہے۔
فقیہی کمال، قابل صد افتخار
اور فقہ کی فضیلت پر اشعار
میں ہے

اذا ما احتزن ذو علم بعلم
فكلم طيب يفوح ولا كسك
اگر کوئی صاحب علم کسی علم کے سبب غم کرے تو علم فقہ افتخار و اعتراف
کے لئے ادلی اور مقدم ہے، خوشبوئیں قربت سی پہنکتی ہیں مگر کستوری کی مثال کوئی

لہ دارقطنی و بیہقی لہ جامع بیان العلم

لہ حدائق الحنفیہ

لہ حدائق الحنفیہ مقدمہ

لہ در مختار ص ۳ لہ در مختار ج ۳

نہیں پرندے تو بہت اڑتے ہیں مگر باز کی طرح کا کوئی نہیں (یعنی علم فقہ دیگر علوم سے اس طرح افضل ہے جیسے کستوری کو دوسری خوشبوؤں پر برتری حاصل ہے اور بسطرح باز کو دوسرے پرندوں پر فضیلت حاصل ہے)

علم فقہ اور فقہاء و مجتہدین کی ضرورت و اہمیت اور فضیلت کے سلسلہ میں یہ مختصر تحریر قارئین نے ملاحظہ فرمائی، اس سے ان اصحاب کی عظمت و رفعت اور رتبہ و مقام کا اندازہ ہو جاتا ہے جو شب و روز علم و فقہ کی تحصیل و اشاعت اور اجتہاد و استنباط مسائل میں مشغول رہتے ہیں اور اصطلاحاً ان کو فقہاء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس طبقہ فقہاء میں ائمہ احناف کو اللہ پاک نے فضل و تقدم و جہت و آفاقیت اور فقہی تعبیرات و تشریحات میں پیشرو کی کامقام عطا ہے جس کو خوب تفصیل سے احقر نے دفاع امام ابو حنیفہ میں لکھ دیا ہے، یہاں اس کے تکرار کی ضرورت نہیں البتہ اس کی بعض جھلکیاں اس کتاب میں جگہ جگہ قارئین ملاحظہ کریں گے، تاہم یہاں اختصار کے پیش نظر فقہاء کی ائمہ احناف کے متعلق ایک دلچسپ تشریحی تمثیل در مختار سے نقل کر دی جاتی ہے۔

ائمہ احناف کے فقہی خدمات
ایک دلچسپ تمثیل و تشریح

وقد قالوا الفقه زعمه عبد الله بن مسعود رضي الله عنه وسقاه علقمه وحصده ابراهيم النخعي وداثه حماد وطحنه ابو حنيفة وعجنه ابو يوسف وعجنه محمد وسائر الناس ياكلون له

فقیہا کہتے ہیں کہ فقہ کا کھیت عبد اللہ بن مسعود نے بویا حضرت علقمہ نے اس کو سینچا، ابراہیم نخعی نے اس کو کاٹا، حماد نے اس کو مانڈا (یعنی بھوسہ سے اناج جدا

کیا) امام ابو حنیفہ نے اس کو پیسا، امام ابو یوسف نے اس کو گوندھا، امام محمد نے اس کی روٹیاں پکائیں اور باقی سب اس کے کھانے والے ہیں۔

تشریح اس کی یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اجتہاد و استنباط احکام کے طریقہ کو فروغ بخشا اور حضرت علقمہ نے اس کی تائید و ترویج کی، ابراہیم نخعی نے اس کے فوائد متفرقہ جمع کئے اور علم فقہ کی تدریجی ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ امام الائمہ، سراج الامم امام اعظم ابو حنیفہ نے کمال تک پہنچا کر باقاعدہ اس کی تدوین کی، ابراہیم بن مرتب کیا اور دیگر ائمہ نے اپنی اپنی کتابوں میں آپ کی پیروی کی، ابراہیم محمد نے آپ کی روایات، اجتہادات اور مسائل کو جمع کر کے فروع کی تنقیح کی اور آپ کے مرجوعات کو بیان کیا اور فقہ کو اصول، فروع اور جزئیات کے ساتھ مدون کیا، عظیم تصنیفات لکھ کر امت محمدیہ کے حضور پیش کیں (جس کی تفصیل باب پنجم میں لکھی گئی ہے) اور آج عالم ان سے مستفید ہو رہا ہے۔

فقہ حنفی کی آفاقیت و جامعیت | مشہور شافعی محقق امام شعرانی فرماتے ہیں

ومذہبه (امام ابو حنیفہ) تمام مذاہب اور فقہی مکاتب خیال میں مدون
اول المذاهب تدویناً و آخرها
انقرضاً كما قاله بعض اهل
الكشف: قد اختاره الله تعالى
اماماً لدينه معاده ولم تنزل
اتباعه في نيادته في كل
عصر الى يوم القيامة

ہر مذہب کے لحاظ سے پہلا مذہب امام ابو حنیفہ ہی کا ہے اور ختم ہونے کے لحاظ سے بھی آخری
مذہب امام ابو حنیفہ ہی کا ہے جیسا کہ بعض ارباب
کشف نے کہا ہے اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ
کو اپنے دین کی پیشوائی کے لئے چن لیا اور
اپنے بندوں کا انہیں امام بنایا۔ ان کے ماننے

والے ہر زمانے میں بڑھتے جائیں گے،
قیامت کے دن تک۔

امیر شکیب ارسلان کا جائزہ | اس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ آج مسلمانوں کی اکثریت غالبہ میں صرف اور صرف چار مسلکوں کا رواج باقی رہ گیا ہے اور ان میں بھی واقعہ یہ ہے کہ ضابطہ کی تعداد نہایت اقلیت میں ہے اور یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اب اسلامی دنیا زیادہ تر حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ پر مشتمل ہے اور ان میں ہر عدد نسبت ہے اس کا اندازہ ذیل کی رپورٹوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

امیر شکیب ارسلان مرحوم نے اپنی کتاب حسن المسالی کے حاشیہ پر لکھا ہے ”مسلمانوں کی اکثریت امام ابو حنیفہ کی پیروی ہے یعنی سارے ترک اور بلقان، روس کے مسلمان، افغانستان کے مسلمان، ہندوستان کے چین کے، عرب کے اکثر مسلمان جو شام اور عراق میں رہتے ہیں، فقہ میں حنفی مسلک رکھتے ہیں اور سورہ (شام) حجاز، یمن، حبشہ اور جادہ کے سارے علاقے، کردستان والے امام شافعی کے متقلد ہیں اور مغرب کے مسلمان اور مغربی اور وسط افریقہ کے مسلمان اور مصر میں کچھ لوگ امام دارلحجرہ امام مالک کے متقلد ہیں، نجد والے اور بعض شام کے باشندے جیسے نابلس اور دودوالے امام احمد بن حنبل کے پیروکار ہیں۔“

انسائیکلو پیڈیا آف | عظمت ابو حنیفہ اور فقہ حنفی کی شان قبولیت، افاقیت اسلام کا جائزہ اور قبولیت عامہ کا اندازہ اس سے لگائیے کہ

آج سے کافی عرصہ پہلے عالمی سطح پر ایک جائزہ لیا گیا تھا اور اس غرض سے لیا گیا تھا کہ دنیا بھر میں مسلمان کہلانے والوں کے جو کتب فکر زیادہ مشہور ہیں ان میں سے ہر ایک کے پیروکاروں کی تعداد کتنی ہے چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام مختصر لیڈن ۱۹۱۱ء کے مطابق دنیا بھر میں زید یہ کتب فکر کی تعداد

تقریباً تیس لاکھ (۳۰,۰۰,۰۰۰)

اثنا عشریہ تقریباً ایک کروڑ سینتیس لاکھ (۱,۲۹,۰۰,۰۰۰)

اور اہل السنۃ والجماعت میں سے

امام احمد کے متقلدین کی تعداد تقریباً تیس لاکھ (۳۰,۰۰,۰۰۰)

امام مالک کے متقلدین تقریباً چار کروڑ (۴,۰۰,۰۰,۰۰۰)

امام شافعی کے متقلدین کی تعداد تقریباً دس کروڑ (۱۰,۰۰,۰۰,۰۰۰)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے متقلدین اور

فقہ حنفی کے پیروکار تقریباً چونتیس کروڑ (۲۴,۰۰,۰۰,۰۰۰)

سے زائد پائے گئے۔ گویا عالم اسلام کا سواد اعظم امام ابو حنیفہ کی تحقیقات پر اعتماد کرتا اور اس کی پیروی کرتا ہے۔

بہر حال عالم اسلام سے قطع نظر اپنے ملک کے حالات کا جائزہ لیں تو یہاں ۹۵ فی صد شہری امام اعظم ابو حنیفہ کے پیروکار ہیں جس ملک میں جس مسلک کا عمومی رواج ہو اور مسائل کے متعلق جن لوگوں کی اکثریت ہو وہاں اسی مسلک کی اتباع کی جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی اکثریت کی پیروی کرو

من شدت شد فی التار ۲۰ جس نے عام مسلمانوں سے الگ ہو کر راہ بنائی وہ جہنم میں گرا۔

کی تعمیل سے سرفراز ہوں اور جس شذوذ (جہنم میں پڑنے) کی اس میں دھمکی دی گئی ہے اس سے بھی مامون ہو جائیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے (جیسا کہ

باب

مختصر سوانح 'تعلیم و تربیت' مجاہدہ و ریاضت تقویٰ، ذوقِ عبادت اور جذبہٴ اتباعِ سنت

مختصر حالات زندگی | امام اعظم ابو حنیفہ کا نام نعمان، والد کا نام ثابت، کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم ہے۔ نسلاً عجمی ہیں اور اہل فارس ہیں۔ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ مرنے تک کوفہ آپ کا مولد و مسکن ہے۔ ۲۰ سال کی عمر میں تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ علم ادب، علم انساب اور علم کلام کی تحصیل کے بعد علم فقہ کی تحصیل کی غرض سے فقہیہ وقت امام حاد کے حلقہ درس میں شریک ہو گئے۔ امام حاد آپ کے خاص انخاص مرتبی و استاذ تھے۔ ان کے علاوہ آپ کے شیوخ و اساتذہ کی تعداد چار ہزار بتائی جاتی ہے۔ اور جب درس و تدریس اوفادہ کا سلسلہ شروع کیا تو طالبانِ علوم نبوت کا آپ کے حلقہ درس میں زبردست ازدحام ہوا۔ علامہ گردی نے آٹھ سو فقہاء و محدثین اور صوفیاء و مشائخ کو آپ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔ فقہ و ترویج اسلامی کی تدوین اور تشکیل نو کے لئے ۴۰ فقہاء کی ایک قانونی کونسل مقرر کی جس نے طویل مدت میں فقہ حنفیہ کی صورت میں اسلام کی قانونی و دستوری جامعیت کی لاجواب

بعض نادانوں کا اصرار ہے کہ ضرورت بھی آدمی اپنے ملک کے عام مسلک سے کسی وقت اور کسی زمانہ میں بھی تجاوز نہیں کر سکتا مگر یاد رہے احناف کا مسلک اس بارے میں یہ ہے کہ

لو افقی بقول مالك
فی موضع الضرورة ينبغي
اللاباس به
اگر ضرورت کے وقت امام مالک (یہ نام
میں بطور مثال کے ذکر کیا گیا ہے ورنہ
مقصود وہی ہے کہ چاروں مجتہدوں کی
فقہ سے حل مسئلہ کیا جاسکتا ہے) کے
قول کے مطابق (کوئی صنفی عالم) فتویٰ
دیدے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں)



شہادت مہیا کی اور اس مدت میں جو مسائل مدوں ہوئے ان کی تعداد بارہ لاکھ اور ستر ہزار سے زائد ہے۔ آپ کی تابعیت پر اجماع ہے اور صحابہؓ سے نقل وایت بھی ثابت ہے سیاسی عظمت و بصیرت ظالم سلاطین سے مقابلہ و حق گوئی، خالص اسلامی اور شرعی سیاست علیٰ منہاج نبوت اور فقہ حنفیہ کی ترویج و اشاعت اور بطور ایک جامع نظام کے نفاذ و اپنائیت آپ کا ایک ایسا لازوال کارنامہ ہے جس کی نظیر تاریخ میں ڈھونڈنے بھی نہیں ملتی بلکہ

امام شعبی کی نظر انتخاب | ایک روز امام اعظم ابوحنیفہؒ کسی کام سے بازار جا رہے تھے کہ کوفہ کے ایک مشہور امام حضرت شعبی سے اور قابلیت کا جوہر

۱ امام اعظم کی سوانح کا یہ اجمالی خاکہ، محقر نے اپنی تالیف دفاع امام ابوحنیفہؒ سے طعنا نقل کیا ہے جو ۲۵۲ صفحات اور ۱۳۰ ابواب پر مشتمل ہے جس میں تفصیل سے امام اعظم ابوحنیفہؒ کی عظمت شان، علو مرتبہ، اشرفیت، تابعیت، معجزہ نبوت، درس و افتادہ اور درس گاہ کی وسعت، محدثانہ جلال و قدر، انتہائات و اعتراضات کی نامعقولیت، بے دروغ سیرت، فقیہانہ کردار، حنفی مسلک کی ترجیح و صداقت، حنفیت کی حقیقت، فقہ و قانون کی تدوین اور طریق کار، شرکائے تدوین یعنی دستور کی پیشی امام ابوحنیفہؒ کا علمی، تجر، بحث و مناظرے، وصایا اور نصائح، مرتبہ حدیث، فانی، محبت، اجماع و قیاس، ان کا حدیث سے نلازم اور اس کی شرعی دائرہ حیثیت، ابوحنیفہؒ کا نظریہ انقلاب و سیاست، حنفی اور فقہی اور خالص شرعی سیاست کے خدوخال، انفرادیات کی سیرت و سوانح کے چند جہتیں، اظہار و تعلیق کی ضرورت و اہمیت، نظریہ تہذیب و تمدن اور بے جا توسیع کی مذمت اور اس نوع کے مختلف اور جدید و قدیم عقائدات پر سیر حاصل مباحث آگئے ہیں۔

شافعیین مرید، تعصبات و مباحث دفاع امام ابوحنیفہؒ میں ملاحظہ فرمادیں جو مؤثر المستفین (دارالعلوم عقائدہ کوثرہ، تلک ضلع پشاور) سے حال ہی میں شائع ہو چکی ہے +

ملاقات ہو گئی کہ ان کا مکان راہ میں پڑتا تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی شکل و وجاہت دیکھ کر انہوں نے خیال کیا کہ یہ نوجوان کوئی طالب علم ہے اپنے پاس بلایا اور دریافت کیا، اسے نوجوان کہاں جا رہے ہو، امام ابوحنیفہؒ نے کسی تاجر کا نام لے کر کہا کہ فلاں صاحب کے پاس جا رہے ہوں، امام شعبیؒ نے کہا کہ یہ مقصد یہ تھا بلکہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم پڑھتے کس سے ہو؟ ابوحنیفہؒ کو اس سوال سے دل میں کڑھن اور شرمندگی ہوئی اور جواب میں کہا کہ کسی سے بھی نہیں پڑھنا۔ امام شعبیؒ نے یہ سن کر کہا کہ

”تم علماء کی صحبت میں بیٹھا کہو کہ مجھ کو تمہارے اندر قابلیت کے جوہر نظر آتے ہیں خود امام ابوحنیفہؒ کی روایت ہے کہ امام شعبیؒ کی بات میرے دل کے اندر گھر گئی اور بازار چھوڑ کر بس علم ہی کا مہر ہا گیا

ایک عورت تحصیل علم فقہ | اوائل میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ علم کلام کی تحصیل کا ذریعہ بن گئی کی طرف متوجہ ہوئے چونکہ رگوں میں ایرانی خون اور طبیعت میں قوت اور جدت تھی۔ قدرتی ذہانت کا حصہ وافر آپ کو ملا تھا لہذا علم کلام میں ایسا کمال پیدا کیا کہ بڑے بڑے اساتذہ فن بحث کرنے میں امام صاحب سے جی چراتے تھے بلکہ

چنانچہ اس زمانہ میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ کسی عورت نے امام صاحب کی دکان پر حاضر ہو کر طلاق یا حیل کا کوئی مسئلہ دریافت کیا، مگر امام صاحب نے لاطمی کا اظہار کرتے ہوئے امام حماد کی درس گاہ کی طرف اشارہ کیا اور ساتھ ہی عورت کو یہ

۱ عقود الجان باب سادس ص ۱۱۱ ۲ مناقب للرفی ص ۵۵ ۳ اس سلسلے میں امام ابوحنیفہؒ کے مناظرے، کمالات اور بعدیں رحمانات میں تبدیلی کی فہم بحث دفاع امام ابوحنیفہؒ میں محقر نے تفصیل سے درج کر دی ہے اور اس کی بعض جھلکیاں کتاب ہذا کے باب ۵ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

خدا عتی اسواء و زہد تہی اخوی ایک عورت نے مجھے دہو کہ دیا اور
وفقہ تہی اخوی لہ ایک عورت نے مجھے ناہد بنایا اور
ایک عورت نے فقہہ بنا دیا۔

مردہ مصری علوم میں | امام اعظم ابو حنیفہؒ کے تلمیذ رشید امام ابو یوسفؒ فرماتے
علم الفقہ کا انتخاب ہیں کہ ایک مرتبہ امام صاحب سے سوال کیا گیا کہ آپ کو
تحصیل علم فقہ کی توفیق کیسے نصیب ہوئی۔ امام صاحب نے فرمایا۔

جہاں تک توفیق کا تعلق ہے وہ تو بارگاہِ علم یزید کی جانب سے تھی فلہ الحرج میں جب
طالب علمی کے زمانہ میں طلب علم کے لئے مکہ رستہ ہوا تو میں نے تمام علوم پر ایک ایک
کر کے نظر دوڑائی ان کے نفع اور نتیجہ پر غور کیا میرے جی میں آیا کہ علم کلام پڑھوں غور
کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کا انجام اچھا نہیں اور اس میں فائدہ بھی کم ہے۔ آدمی اس میں
ماہر بھی ہو جائے تو اپنا عقیدہ برسرِ عام بیان نہیں کر سکتا۔ اس پر طرح طرح کے الزام
عائد کئے جاتے ہیں اور اسے صاحب بدعت و فسادات کا لقب دیا جاتا ہے۔

پھر ادب و نحو پر غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ آخر اس کا مقصد اس کے سوا
اور کیا ہو سکتا ہے کہ بیٹھ کر بچوں کو سکھادے اور ادب کا سبق دوں۔

پھر شعر و شاعری کے پہلو پر غور کیا تو اس مقصد مدح و ہجو، دروغ گوئی اور تخریب
دین کے سوا کچھ نہ پایا۔

پھر قرأت و تجوید کے معاملہ پر غور کیا۔ میں نے سوچا کہ اس میں مہارت تامہ حاصل
کرنے کے بعد آخر یہی ہو گا کہ چند نو عمر جمع ہو کہ میرے پاس تلاوت قرآن کریں باقی اس
کا مفہوم معنی تو وہ بدستور ایک دشوار گزار گھاٹی رہے گی۔

لہذا تب مفتی ۵۵ اس کا پس منظر اور تفصیل آخری باب ۲۴ میں درج کر دی گئی ہے۔

بھی تاکید کر دی کہ امام حماد جو جواب دیں اس سے مجھے بھی آگاہ کرنا چہنچہ اس عورت نے جب
واپسی پر جواب سنایا تو اس سے امام صاحب کو بے حد لذت ہوئی۔ اور بس اسی وقت سے
علم فقہ سیکھنے کا عزم کر لیا اور امام حماد کے حلقہ درس میں پابندی سے حاضری شروع کر دی
تاکہ امام حماد کے جانشین قرار پائے لہذا (مناقب مفتی ۵۵)
چنانچہ امام ابو حنیفہؒ اس واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے :-

لہذا دفع ابو حنیفہ۔ البتہ عقودا بھان صد ۱۶۲ میں خود امام صاحب کی زبان سے یہ روایت یوں
منقول ہے کہ ہم امام حماد کے حلقہ درس کے قریب بیٹھا کرتے تھے کہ اتفاق سے ایک روز کوئی عورت
میرے پاس آئی اور مجھ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ اگر ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق سنت دینے کا
ارادہ رکھتا ہو تو وہ کیا کرے؟ مگر مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ میں اسے کیا جواب دوں۔ بغیر سکوت کے
اور جواب ہی کیا ہو سکتا تھا۔ البتہ عورت سے یہ کہہ دیا کہ سامنے والے حلقہ درس میں چلی جا اور وہاں
حضرت حماد سے مسئلہ دریافت کر لے، وہ جو جواب دیں اس سے بعد میں مجھے بھی آگاہ کر دے۔ عورت
حضرت حماد سے مسئلہ دریافت کر کے واپس ہوئی اور مجھے بتایا کہ حضرت حماد نے طلاق سنت کا طریقہ
یہ بتایا کہ مرد عورت کو اس طہر کی حالت میں طلاق دے جو حجام سے خالی ہو۔ پھر اس کو چھوڑ دے
حتیٰ کہ وہ عدت گزارے۔ جب عدت گزر جائے تب دوسرے مرد سے اس کا نکاح جائز ہو جاتا ہے
امام صاحب فرماتے ہیں کہ جب عورت نے یہ مسئلہ سنایا تو مجھے بے حد مسندگی اور ندامت
ہوئی۔ اور دل ہی دل میں علم کلام کو اپنے لئے بے فائدہ قرار دیا۔ جوتے اٹھائے اور سیدھا حضرت
حماد کے حلقہ درس ہی چلا گیا۔ اور میں چونکہ روزانہ کا سبق بلانا مذہباً دکر لیا کرتا تھا۔ اس لئے
حضرت حماد نے بھی صدر حلقہ میں اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے جگہ عنایت فرمائی۔ اس طرح
گویا ایک عورت کا استفسار مسئلہ میری علمی ترقی کا غیبی سبب بن گیا۔

پھر خیال آیا کہ طلب حدیث میں لگ جاؤں۔ پھر سوچا کہ ذخیرہ احادیث جمع کرنے کے بعد مجھے طویل عمر کی ضرورت ہوگی تاکہ علمی استفادہ کے لئے لوگ میرے محتاج ہوں اور ظاہر ہے کہ طلب حدیث کے لئے احتیاج کی ضرورت نوخیز لوگوں کو ہی ہو سکتی ہے، پھر فکر ہے کہ مجھے کذب اور سوء حفظ سے متہم کرنے لگیں اور روزِ حشر تک یہ الزام میرے گلے کا بار ہو جائے۔

بعد ازاں میں نے علم فقہ کی ورق گردانی شروع کر دی جوں جوں تکرار و اعادہ ہوا اس کا طلب و اجلال بڑھتا ہی گیا۔ اور اس میں مجھے کوئی عیب دکھائی نہ دیا۔ میں نے سوچا کہ تحصیل فقہ میں علماء اور مشائخ کی مجالست و مصاحبت اور ان کے اخلاقی جلیلہ سے آراستہ و پیراستہ ہونے کے مواقع میسر آئیں گے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اداۓ فرض، اقامتِ دین، اظہارِ ربوبیت، اور دنیا و آخرت کا حصول فقہ کے بغیر ممکن نہیں۔ اگر کوئی شخص فقہ کے ساتھ دنیا کمانا چاہے تو وہ بڑے بلند منصب پر فائز ہو سکتا ہے اور اگر تخلیہ عبادت کا آرزو مند ہو تو کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ وہ حصولِ علم کے بغیر مشغولِ عبادت ہے بلکہ یہ کہا جائے گا کہ وہ صاحبِ علم فقہ کی راہ پر گامزن ہے۔

علم کا پندرہ وار
اور فیضی ہدایت کا اظہار
امام اعظم ابو حنیفہؒ غالباً چوبیس سال کی عمر میں اپنے
استاد حماد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پورے

۱۔ ابو حنیفہؒ از ابو زہرہ و موفق مد ۵۲ و میری مد ۱۹ ۲۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظم نے تمام رائج اوقاتِ علوم اور فنون پر تنقیدی نگاہ ڈالی تاکہ ان میں سے اپنے لئے کسی مناسب علم کا انتخاب کر کے اس میں مہارت و تخصیص پیدا کر سکیں اور اس سے حقیقت بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ آپ نے تمام عصری علوم میں واجبی حد تک واقفیت حاصل کر لی تھی اگرچہ بعد میں صرف علم فقہ ہی آپ کا جولاں نگاہ فکر و نظر بنا۔ گویا فقہ کی جانب آپ کے رجحان و میلان دیگر علوم کو آواز دینا اور ان میں واجبی طور و تامل کے بعد تھا۔

انہارہ سال تک ان کی رفاقت و خدمت اور صحبت و مجالست میں رہے۔ ۱۲۰ ھ میں ایک عظیم اور باکمال مجتہد کی حیثیت سے رونما ہوئے۔ انہی دنوں کا واقعہ ہے جسے خود امام ابو حنیفہؒ نے بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ:-

میں دس برس تک مسلسل اپنے استاد امام حماد کے حلقہ درس میں حاضر ہوتا رہا۔ اور بلاناہ تحصیلِ علم و استفادہ میں مشغول رہا۔ پھر خیال ہونے لگا کہ اب اپنا علیحدہ مستقل مدرسہ کھولوں اور خود تعلیم اور درس و تدریس کا سلسلہ قائم کروں لیکن استاد کا ادب اور غایتِ حیا مانع رہی اس کی جرأت نہ ہو سکی۔ اتفاق سے انہی دنوں امام حماد کو بصرہ سے اپنے کسی رشتہ دار کے موت کی خبر موصول ہوئی۔ جس کا حماد کے سوا کوئی دوسرا وارث نہ تھا۔ اسی ضرورت سے امام حماد کو بصرہ جانا ضروری ہوا۔ چنانچہ امام حماد کو بصرہ روانہ ہو گئے۔ اور مجھے اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ تلامذہ، اہل ضرورت اور ارباب حاجت نے میری طرف رجوع کیا۔ اسی دورانِ بہت سے ایسے مسائل بھی پیش آئے۔ جن میں میں نے اپنے استاد حضرت حماد سے کوئی روایت نہیں سنی تھی لہذا مجبوراً اپنے اجتہاد سے جوابات دئے اور احتیاطاً ایسے مسائل کے جوابات کی ایک علیحدہ یادداشت مرتب کی۔ امام حماد نے بصرہ میں دوماہ تک قیام کیا جب واپس تشریف لائے تو میں نے وہ یادداشت ان کے پیشِ خدمت کر دی۔ جس میں کل ساٹھ مسئلے درج تھے امام حماد نے دیکھا تو چالیس مسائل کی تصویب فرمائی بیس مسائل میں غلطیاں نکالیں مجھے خود شناسی ہوئی اور اس وقت سے میں نے عہد کر لیا کہ

”حضرت حماد جب تک زندہ ہیں ان سے استفادہ اور شاگردی کا تعلق کبھی بھی نہ چھوڑوں گا۔“

حضرت حماد کی نگاہ شفقیت | شاگرد کا خلوص، خود سپردگی، تواضع و انکساری جذبہ طلب علم اور اخلاص و ولہیت اور صلاحیت و استعداد کا جو ہر قابل، حضرت حماد کی نگاہ میں مقام توجہ و محبت حاصل کر چکا تھا۔

حماد کے بیٹے اسماعیل کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ میرے والد محترم حضرت حماد سفر میں تشریف لے گئے تھے کچھ روز باہر گزار کر جب واپس تشریف لائے تو میں نے دریافت کیا ابا جان! آپ کو سفر سے واپسی پر سب سے زیادہ کس کے دیکھنے کا شوق تھا (دن کا خیال تھا کہ کہیں بیٹے کے دیکھنے کا) فرمایا: ابو حنیفہؒ کے دیکھنے کا اشتیاق تھا اگر یہ ہو سکتا کہ میں کہیں نگاہ ان کے چہرہ سے نہ اٹھاؤں تو بس یہی کرتا رہے۔ زمانہ کے ساتھ اس کے انداز و اطوار بھی بدلتے رہتے ہیں۔ وضع و روش میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے آج کے کالجوں، یونیورسٹیوں اور دانش گاہوں سے آج سے ۱۲ برس قبل کے انداز تعلیم کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ البتہ دینی مدارس میں اس کی غالب حال جھلک باقی ہے۔ خدا نظر بد سے سجائے استاد اور شاگرد کے جو رابطہ پہلے تھے وہ اب نہیں ہیں اور جو آج ہیں وہ کل نہ ہوں گے۔ تاریخ ماضی بالخصوص حنفی مکتب فکر کی یہ تاریخی جھلکیاں اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کرتی ہیں کہ آج سے بارہ سو برس قبل کا نظام تعلیم کیا تھا۔

امام حماد کے جانشین کا انتخاب | حماد بن سلمہ کی روایت ہے کہ کوئمہ کے مفتی اعظم، استاذ کل اور محبوب علمی شخصیت حضرت حماد کا جب انتقال ہو گیا تو ان کے اصحاب و تلامذہ میں ان کے جانشین کے انتخاب کا مسئلہ چل پڑا، انہیں اندیشہ تھا کہ اگر ان کے علوم و معارف کی تدریس و اشاعت کا سلسلہ ان کی وفات کے ساتھ بند ہو گیا تو ان کا نام بھی باقی نہ رہے گا۔ اور ان کے علوم و معارف سے مزید لوگ استفادہ

کر سکیں گے۔

چنانچہ سب سے پہلے حضرت حماد کے بیٹے سے اپنے باپ کی مسند فقہ پر درس و تدریس کے جاری رکھنے کی استدعا کی گئی مگر ان پر علم نحو اور علم کلام کا غلبہ تھا فقہی درس میں اہل علم ان سے مطمئن نہ ہو سکے۔ تو موسیٰ بن ابی کثیر نے مسند حماد پر بیٹھ کر علم فقہ کی تدریس شروع کی۔ لوگ حضرت حماد کی جانشینی کی خوش اعتقادی سے حاضر ہونے لگے۔ مگر انہیں بھی علم فقہ سے عدم مہارت کی وجہ سے طالبان علم فقہ میں مقبولیت حاصل نہ ہو سکی۔ اس کے بعد ابو بکر نبشلی سے حضرت حماد کی مسند تدریس پر رونق افزہ ہونے کی درخواست کی گئی تو انہوں نے معذرت کر دی، ابو بکر سے بھی یہی درخواست کی گئی تو انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ تاہم ابو بکر نبشلی، ابو حصین اور یزید بن ابی ثابت نے اہل علم سے مسند حماد کی جانشینی کے لئے امام اعظم ابو حنیفہؒ کا نام تجویز کیا۔ حضرت امام صاحب دوسرے اکابر کی نسبت نوجوان اور عمر میں کم تھے۔ جب انہوں نے مسند حماد پر تدریس فقہ کی درخواست پیش کی تو امام صاحب نے اس نسبت سے کہ حضرت حماد کے علوم و معارف کا سلسلہ جاری رہے ان کی درخواست منظور کر لی اور مسند تدریس پر جلوہ آرا ہو گئے۔

ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ طلبہ علم کے انبوهہ درانبوہ حاضر ہوئے مستفیدین کا ہجوم بڑھنے لگا۔ اطراف و اکناف عالم سے علم کے پیاسے آتے اور یہاں سے سیراب ہوتے۔

لوگوں نے امام صاحب کی درس گاہ میں علوم و معارف کے ایسے خزانے پائے جو دوسری درس گاہوں میں نہیں مل سکتے تھے۔ آپ کی صلاحیت، علم و معرفت، فقہ و اجتہاد

۱۵ امام حماد کا انتقال ۱۲۰ھ میں ہوا اگرچہ ان کے انتقال کے وقت امام صاحب کی عمر چالیس سال

تھی۔ گویا جسم اور عقل میں کامل ہونے کے بعد آپ نے چالیس سال کی عمر میں مسند درس کو سنبھالا۔

۱۶ تاریخ بغداد ج ۱۳ و اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ ج ۲

اور استنباط مسائل، جو دو سنا اور حسن سیرت کے پیش نظر حلقہ درس وسیع تر ہوتا چلا گیا اور قلیل عرصہ میں تمام درسی حلقوں پر اپنا فضل و تفوق اور انفرادیت قائم کر لی۔
خدمت و اشاعت دین | امام اعظم ابو حنیفہؒ تحصیل علم سے فارغ ہوئے اور کے غیبی اشارات | جملہ علوم و فنون میں کامل دستگاہ حاصل کر لینے کے بعد گوشہ نشینی کا قصد کر لیا تو اس پر ایک رات خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے فرما رہے ہیں "اے ابو حنیفہ! آپ کو خدا نے میری سنت کے زندہ کرنے کے لئے پیدا کیا ہے آپ عرواست گزینی و گوشہ نشینی کا ہرگز قصد نہ کریں"۔
 امام صاحب نے یہ بشارت پائی تو گویا نئی زندگی آئی۔ فوراً افادت و افاضت خلافت اور اجتہاد و استنباط مسائل شرعیہ میں مشغول ہو گئے حتیٰ کہ آپ کا مذہب چہار دہک عالم میں پھیل گیا۔

ریاضت و مجاہدہ اور فوق عبادت و تلاوت | تالیف ابن خلکان میں ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ عالم، عابد، زاہد، صاحب ورع و تقویٰ، کثیر الخیرات و اتم التضرع، خوش صورت، خوش سیرت، بڑے کریم، مسلمان بھائیوں کے علاوہ مددگار۔ میانہ قدر، گندم گول، خوش تقریر اور شیریں زبان تھے۔

اسد بن عمر و راوی ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے چالیس سال تک منشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور عموماً راست کو تمام قرآن مجید ایک رکعت میں پڑھ لیا کرتے تھے۔ بٹہ ظہر کے بعد قدر سے غنیدہ کر لیا کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۱۵ عقود الجمان ۱۶۸ھ بموافق ۱۵ صلیح الحنفیہ ۴۶۶ھ بموافق ۱۰۷۲ھ

۱۶ وفیات الاعیان لابن خلکان ج ۵ ص ۱۳۱ ماخبار ابی حنیفہ و اصحابہ ۵

ہے کہ قیام بیل و ظہر کے بعد نیند سے امداد طلب کر لیا کرو۔ رمضان المبارک میں معمول بدل جاتا تھا ایک ختم القرآن رات کو اور ایک دن کو کر لیا کرتے تھے۔

طحاوی ہیں مسعر بن کدام سے روایت ہے کہ میں ایک رات مسجد میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہے ہیں مجھ کو ان کا قرآن پڑھنا بے حد پسند ہوا سو اس نے جب قرآن کا ساتواں حصہ پڑھا تو میں سمجھا کہ اب رکوع کرے گا۔ مگر اس نے رکوع نہیں کیا اور قرآن کا تہائی حصہ تک پڑھ لیا میں نے سوچا شاید اب رکوع کرے مگر رکوع نہیں کیا اور دہا قرآن پڑھ لیا اور اسی طرح تلاوت قرآن جاری رکھی حتیٰ کہ تمام قرآن ایک رکعت میں مکمل کر لیا جب نماز ہم دونوں فارغ ہوئے تو میں نے انہیں اچھی طرح دیکھا تو وہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ تھے۔

رمضان میں ساٹھ مرتبہ ختم القرآن کا معمول تھا۔ اور زندگی بھر میں پچپن حج کئے جس مکان میں ان کی وفات ہوئی وہاں امام صاحب نے سات ہزار دفعہ قرآن ختم کیا تھا۔

۱۷ وفیات ج ۵ ص ۱۳۱ و عقود الجمان ۲۲۱ و موافق ۲۵

۱۸ یہ مناقب صوفی مقلدین امام ابو حنیفہؒ نے نہیں لکھے کہ مباخذہ پر معمول کر کے سب طعن شہرائے جائیں بلکہ ابن خلکان، ابوالفداء، ابونعیم صاحب علیہ خطیب بغدادی، حافظ جمال الدین سیوطی اور حافظ ابن حجر مکی نے بیان کئے ہیں جو سب کے سب شافعی المذہب اور اپنے وقت کے امام تھے بلکہ حافظ ذہبی شافعی نے تو ان پر تواتر کی شہادت دی ہے۔ البتہ سات ہزار مرتبہ مسکن و شافعی ختم قرآن کی تعداد کے قصے کو بعض حضرات نے موجودہ صورت میں بظاہر درست نہیں قرار دیا۔ اسی لئے کہ امام ابو حنیفہؒ زندگی کا اکثر حصہ کوفہ میں قیام پذیر رہے۔ آپ کے علمی و فقہی قومی و ملی اور سیاسی کارناموں کا سرگزشتی صدر مقام کوفہ ہی تھا۔ جائے وفات تو آپ کی بغداد ہے جہاں آپ نے قید کے چند ایام کئے ہیں لہذا یہ وہم کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے قید کے ان چند ایام میں جیل خانہ ہی میں سات ہزار مرتبہ کس طرح ختم القرآن کیا۔ حالانکہ بظاہر یہ ناممکن ہے (باقی رکھ صفر پر)

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ مگر اس کو درست قرار دینے کے لئے قرین قیاس توجہ دینی

مکن ہے کہ رومی نے کچھ یوں بیان کیا ہوگا کہ جب آپ کی وفات ہوئی یا جس مکان میں آپ کی وفات ہوئی تب یہ معلوم ہوا کہ آپ نے تا وفات سات ہزار مرتبہ ختم القرآن کی سعادت حاصل کی ہے یا جس مکان کو آخری مرتبہ چھوڑا یعنی کوفہ سے بغداد لائے گئے تو اس وقت تک کوفہ میں سات ہزار ختم القرآن کئے تھے۔ ظاہر بینوں نے اسے مبالغہ پر حمل کیا ہے اور ہم نے اس کی توجہ بیان کر دی ہے اور اگر یہ سب کچھ مان لیا جائے تو سات ہزار ختم القرآن کے لئے یومیہ ایک ختم کے حساب سے ۲۰ سال چاہیں اور ابو حنیفہؒ کی زندگی ۷۰ سال پر حاوی ہے تو یہ عام معمول انسانی عادت اور بشری طاقت کے اندر کی چیز ہے۔ آخر اس پر حیرت و مستحجاب کرنے کی وجہ ہی کیا ہو سکتی ہے کہ مفسرین اسے مبالغہ پر حمل کرنے کا ڈھونڈ لاپیتے ہیں میرے نزدیک سات ہزار کی روایت مبالغہ و افراط ہرگز نہیں۔

اور اگر بالفرض یہ روایت صحیح بھی تسلیم کر لی جائے کہ امام صاحب نے جائے وفات ۷ ہزار مرتبہ ختم القرآن کیا ہے تب بھی یہ بات ارباب بصیرت کے لئے کسی بھی اچھے بے باعدت نہیں۔ اس لئے کہ برکت اوقات ۱۰ ایک مستقل کرامت ہے جس سے اسلاف امت کو نوازنا جاتا رہا ہے ہم جب بخیر انصافیت کا برو مشائخ کے یومیہ تصنیفی کام کا اندازہ لگاتے ہیں تو وہ فی یوم سینکڑوں صفحات سے بھی بات بڑھ جاتی ہے۔ اور زمانہ بھی وہی تھا جب کا غزقلم اور سیاہی اور دوت تک خود اپنے ہاتھوں سے بنا نا پڑتی تھی علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی ۲۰ تصانیف میں اور ایک ایک تصنیف کئی کئی جلدات پر مشتمل ہے اور خود ہمارے قریبی زمانے کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی چھوٹی بڑی تصانیف کا اندازہ لگائیے کہ کئی کئی جلدات پر ان کی تصنیفات مشتمل ہیں اور ہزاروں سے بھی ان کی تعداد بڑھ کر ہے۔ آخر یہ مستی مشاہدہ کر لینے کے بعد جب عقل کی پہنائیاں تنگ و تنگی کی شکایت کرتی ہیں تو یہی کہن پڑتا ہے کہ یہ ان کی کرامت تھی کہ اللہ کریم نے ان کے لئے اوقات میں برکت فرمائی تھی۔ اور ابو حنیفہؒ تو سچا پاب برکت و کرامت کا مجموعہ تھے باقی رہی چالیس سال تک عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنے کی روایت، تو یہ بھی کوئی مبالغہ نہیں کہ اس میں اکثر اوقات

ہمیشہ کا معمول، قیام لیل و تدلیس علم | مسعرین کد ام سے خطیب ابو محمد بخاری اور ابو عبد اللہ بن خضر نے روایت نقل کی ہے کہ:-

میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی مسجد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ نے صبح کی نماز پڑھی اور لوگوں کو علم دین پڑھانے میں مشغول ہو گئے اور یہ سلسلہ تعلیم ظہر تک جاری رہا۔ پھر نماز کا وقفہ ہوا۔ نماز ظہر کے بعد عصر تک اور عصر سے مغرب تک اور مغرب سے عشا تک اسی جگہ بیٹھے رہے اور تعلیم و تدلیس کا سلسلہ جاری رہا بشری نقادوں اور انسانی حواس سے ضرورت سے قطع نظر مسلسل یہ خدمت اور تدلیس علم کا شغل دیکھ کر مجھے حیرت رہی۔ امام اعظم عشا کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لے گئے۔ مجھے یہ فکر و امن گیر ہوئی اور جس بڑھتا گیا کہ جب آپ کی تدریسی انہماک اور تعلیم مسائل کی معروضیت کا یہ عالم ہے تو مطالعہ کتب اور نوافل و عبادت کے لئے آپ کو کونسا وقت ملتا ہوگا اس سلسلہ کے سنن و نوافل اور مستحبات کے معمولات آپ کس طرح جمع کرتے ہوں گے۔ ابھی میں ایسے ہی نصورات میں ڈوبا ہوا تھا۔ لوگ نماز عشا پڑھ کر گھروں کو جا چکے تھے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ امام صاحب گھر سے مسجد میں تشریف لائے صاف و سادہ لباس بسم معطر اور خوشبو سے فضا بھی معطر ہو رہی تھی۔ بڑی تمکنت اور سکون و وقار کے ساتھ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ صبح صاف طلوع ہوئی۔ اب رات کی عبادت، بیداری شب و ریاضت سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے گئے۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ اور زندگی کا ایک معمول بتایا گیا ہے۔ اس سے بشری حاجات قوی و ملی امور میں اسفار، فقہ کی آئینی و تدوینی کونسل کی سرپرستی اور اس نوع کے دیگر اہم امور میں اشتغال اور بیماری و اعذار بشری کے اوقات اس سے مستثنیٰ ہیں۔

هَذَا ابُو حَنِيفَةَ لَا يَنَامُ
يُشْفِصُ امَامُ ابُو حَنِيفَةَ نَهِيں جَو تَمَام رَات
اللَّهُ كِي بَوَات كَرْتِے ہيں اور سوتے
نہیں۔

ان کی یہ آواز ابو حنیفہ کے کان میں آئی تو فرلنے لگے۔
سبحان اللہ! آپ سفتے نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمارے متعلق لوگوں میں کیسی کیسی باتیں
پھیلادی ہیں۔ اور یہ کس قدر بُری بات ہوگی کہ خود ہماری زندگی میں اس کے برعکس اعمال
پائے جائیں۔ پھر ارشاد فرمایا، واللہ یہ لوگ میرے بارے میں ایسی باتیں نہیں کہہ رہے
جو واقعہ میرا معمول نہ ہوں۔

امام ابو یوسفؒ فرمایا کرتے کہ واقعہ بھی یہی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ تمام رات اللہ کی بشارت
دعا، تضرع وابتہال اور ذکر اللہ میں گزارتے تھے یہ

ابو حنیفہؒ شریعت کا ستون تھے | مجاہدہ وریاضت اور تہجد و
شب بیداری کے واقعات امام صاحب کے تذکرہ نگاروں نے اس کثرت سے لکھے
ہیں کہ وہ حد قاتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔ محمد بن یوسف صاکی اور صاحب مجمع نے لکھا ہے۔
ومن ثم یسعی الودد شب بیداری اور مسلسل قیام لیل
من كثرة قیامہ باللیلہ کی وجہ سے لوگ امام ابو حنیفہؒ کو
وتدلینی میخ بھی کہتے تھے۔

اس سلسلہ میں کتابوں میں ایک لطیفہ بھی منقول ہوتا چلا آیا ہے کہ امام اعظم کے
پڑوس میں ایک صاحب کا مکان تھا۔ امام صاحب کا جب انتقال ہو گیا تو اسی پڑوسی

ارشاد اس دوران قضاے حاجت اور بشری تقاضوں کے پیش نظر نیا وضو وغیرہ بنایا جو
والپس تشریف لائے تو لباس بدلا ہوا تھا۔ صبح کی نماز باجماعت ادا کی۔ تو پھر حسب سابق
وہی مدرسین و تعلیم دین کا سلسلہ شروع ہوا۔ جو برابر عشا تک جاری رہا۔ میں دل میں
خیال کرتا تھا کہ آج رات آپ ضرور آرام کریں گے۔ کہ کل کا دن اور رات بیداری میں گزاری
ہے۔ مگر دوسری رات بھی آپ کا معمول وہی رہا جو پہلی رات کا تھا۔ تیسری رات بھی ایسے
ہی گذری اور وہی کچھ دیکھا جو پہلی دو راتوں میں مشاہدہ کر چکا تھا۔ اس کے بعد میں نے فیصلہ
کر لیا کہ ابو حنیفہؒ کا ساتھ اور خدمت و مصاحبت اور تلمذ اس وقت تک نہیں چھوڑوں
گا جب تک میرا یا ان کا دنیا سے انتقال نہ ہو جائے۔

لہذا میں نے مستقلاً ابو حنیفہؒ کی خدمت میں رہنے کا فیصلہ کر لیا اور ان کی مسجد میں
باقاعدہ مستقل قیام اختیار کر لیا۔ اپنی مدت قیام میں میں نے ابو حنیفہؒ کو دن میں کبھی
بے روزہ اور رات بغیر قیام لیل کے گزارنے نہیں دیکھا۔ البتہ ظہر سے قبل آپ قدس
آرام کر لیا کرتے تھے اور علی العموم یہی معمول بنایا ہوا تھا۔

ابن ابی معاذ کی روایت ہے کہ:
مسعر بن کدام بے خوش نصیب تھے کہ ان کی وفات بھی امام اعظمؒ کی مسجد میں ایسی
حالت میں ہوئی جب حالت سجدہ میں اپنی ہمین نیاز، بارگاہ بے نیاز میں جھکا چکے
تھے۔

یہ ابو حنیفہؒ ہیں جو تمام رات نہیں سوتے | امام ابو یوسفؒ کی روایت ہے
کہ ایک دفعہ میں امام اعظمؒ ابو حنیفہؒ کے ہمراہ چل رہا تھا کہ راستے میں کچھ آدمیوں نے ہمیں
دیکھا تو ایک نے ابو حنیفہؒ کی طرف انگل سے اشارہ کرتے ہوئے دوسرے سے کہا:-

کے ایک چھوٹے بچے نے اپنے باپ سے پوچھا کہ

یا ابا! این تلك الدعامة
التي كنت اداها كل ليلة
في سطح ابی حنیفة باللیل
ایا جان! اسامنے ابو حنیفہ کی چھت
پر ایک ستون نظر آیا کرتا تھا اسے
کیا ہو گیا کس نے گرا دیا کہ وہ نظر
نہیں آتا۔

باپ نے بڑی محبت اور شفقت سے کہا۔

یا بخت! لیست بدعامة
وانما كان ذلك دعامة
الشرح ابو حنیفہؒ لہ
مذمت! یہاں کوئی ستون وغیرہ
نہیں تھا وہ شریعت کے ستون
امام اعظم ابو حنیفہؒ ہی تھے جو ساری
رات چھت پر اللہ کی عبادت کرتے
اب وہ ستون گر گیا ہے کہ امام صاحب
کی وفات ہو گئی ہے۔

ابوالموین نے امام اعظم کی ریاضت و مجاہدہ کی کیفیت دیکھی تو بے اختیار پکار اٹھے

نهار ابی حنیفہ لا فادہ
دلیل ابی حنیفہ للعبادہ

امام صاحب کا دن درس و تدریس اور عامۃ الناس کی خدمت و افادہ کے لئے وقف
ہے اور رات اپنے خالق کی عبادت کے لئے وقف ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا تقویٰ
اور مجوسی کا قبول اسلام
تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازنی جو حضرت امام اعظم
کے حق میں بڑے متعصب ہیں تحریر فرماتے ہیں:-

امام ابو حنیفہؒ کا ایک مجوسی پر کچھ قرضہ ہو گیا تھا۔ ایک روز امام صاحب اس مجوسی
کے گھر مطالبہ کے لئے گئے جب اس کے مکان کے دروازے کے قریب پہنچے تو امام
صاحب کی جوتی کو اتفاقاً کچھ نجاست لگ گئی۔ آپ نے اس سے نجاست کو دور کرنے
کی غرض سے اسے جھاڑا تو کچھ نجاست اڑ کر مجوسی مذکور کی دیوار سے لگ گئی۔ اس
صورت حال سے امام صاحب بڑے رنجیدہ و حیران ہوئے اور دل میں کہا کہ اگر میں اس
نجاست کو اسی طرح رستے دیتا ہوں تو یہ دیوار قیح ہو جائے گی اور اگر اس کو کر دیتا ہوں
تو اس سے دیوار کی مٹی گر پڑے گی اور اس سے مالک مکان کو نقصان ہے۔ چنانچہ
آپ نے مجوسی کے مکان کو کھٹ کھٹایا۔ جس پر ایک نوٹدی باہر آئی۔ آپ نے اس کو کہا
کہ اپنے مالک کو خبر کر کہ ابو حنیفہؒ دروازے پر کھڑا ہے۔ نوٹدی کے کہنے پر مجوسی گھر
سے باہر نکلا اور اس نے یہ خیال کر کے کہ شاید یہ مجھ سے اپنے مال کا مطالبہ کریں گے عذر
کرنا شروع کر دیا۔ آپ نے اس سے دیوار کی نجاست کا قیغہ بیان کر کے فرمایا کہ اب کوئی
ایسی تدبیر بتاؤ کہ تمہاری دیوار صاف ہو جائے۔

مجوسی نے امام ابو حنیفہؒ کا یہ ورع و تقویٰ اور زہد اور کمال احتیاط دیکھ کر اسلام
قبول کر لیا۔

سایہ چھوڑ کر دھوپ میں بیٹھ رہے | اسماعیل بغدادی کہتے ہیں کہ کسی

نے یزید بن ہارون سے دریافت کیا کہ آدمی کو فتویٰ دینا کب جائز ہے۔ فرمایا: جب
وہ ابو حنیفہؒ کی طرح احتیاط اختیار کرے، مسائل نے کہا، حضرت آپ یہی کہتے ہیں۔ فرمایا
ہاں! میں اس سے بھی زیادہ کہوں گا کہ میں نے ان سے زیادہ فقیہ اور ورع و ربط
پر ہیزگار نہیں دیکھا۔

عدل اور علم حرام سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ عام لوگوں سے بڑھ کر اپنے نفس اور نگاہوں کی حفاظت کرے۔ خدا کی قسم! جب سے آپ تشریف لے گئے ہیں میں نے آپ کی نوٹڈی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

خارجہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنی نوٹڈی سے امام ابو حنیفہ، ان کے اخلاق اور گھریلو معاملات کے بارے میں دریافت کیا تو نوٹڈی کہنے لگی۔

"میں نے ابو حنیفہ جیسا معیف، پاکہ امن اور پاکیزہ کردار والی شخصیت نہ دیکھی ہے اور نہ سنی ہے۔ میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ ابو حنیفہ نے کبھی دن یا رات کو اپنے گھر میں جنابت سے غسل کیا ہو۔ جمعہ کے روز صبح کی نماز پڑھنے کے لئے ابو حنیفہ اپنے گھر سے باہر چلے جاتے پھر واپس تشریف لاتے اور گھر میں چاشت کی غنیمت نماز پڑھتے اس کے بعد غسل فرماتے تیل لگاتے پھر نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے۔ میں نے کسی دن بھی انہیں کبھی بے روزہ نہیں دیکھا، سونا تو بہت غنیمت مگر کم ہوتا ہے۔

نحیشت و تقویٰ | کہتے ہیں کہ امام اعظم کسی سے گفتگو کر رہے تھے کہ چائناک اس شخص نے امام صاحب سے کہا

راتق اللہ خدا سے ڈرو

اس لفظ کا اس کے منہ سے نکلا تھا کہ امام صاحب کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ سر جھکا لیا۔ اور کہتے جلتے تھے۔ "بھائی! خدا آپ کو جزائے خیر دے سلم پر جس وقت کسی کو ناز ہوئے لگے اس وقت وہ اس کا محتاج ہوتا ہے کہ کوئی اس کو خدا یاد دلادے۔

محافل اور ہدایا میں | نورک سعدی الکوفی کی روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حدیث نبویؐ پر عمل امام اعظم کی خدمت میں کچھ تحفے اور ہدایا بھیجے تو امام صاحب نے

ایک روز امام صاحب کسی شخص کے دروازہ کے سامنے دھوپ میں بیٹھے ہوئے ہیں میں نے عرض کیا اگر آپ دھوپ چھوڑ کر اس گھر کے سایہ میں بیٹھ جاتے تو بہتر ہوتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کو قسم دے کر دریافت کیا کہ سایہ چھوڑ کر دھوپ میں بیٹھنے کا سبب کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس صاحب مکان پر میرا کچھ قرض ہے میں اپنے مقروض کے گھر کے سایہ کے استعمال کو اس وجہ سے مکروہ سمجھتا ہوں کہ کہیں وہ ناجائز نفع اور سود میں نہ آجائے۔ کیونکہ حدیث کا مضمون ہے کہ جس کا قرض سے کوئی نفع حاصل ہو وہ سود ہے۔

نظروں کی حفاظت | امام محمدؒ لوگوں میں بڑے حسین اور صاحب جمال تھے امام اعظم ابو حنیفہ کی خدمت میں طالب علمانہ حیثیت سے داخل ہوئے پہلی نظر پڑی جو غیر اختیاری تھی اس کے بعد ان کی طرف کبھی نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا جب ان کو سبق پڑتا تو انہیں ستون کے پیچھے بٹھا لیا کرتے تھے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر نظر پڑ جائے یہ ابو حنیفہ کی عقیف اور خارجہ بن مصعب سے روایت ہے کہ مجھے جب چاہا کہ وہ در شخصیت

میں نے اپنی نوٹڈی امام ابو حنیفہ کی خدمت کے لئے ان کے ہاں چھوڑ دی مجھے تقریباً چار ماہ تک مکہ معظمہ میں قیام کرنا پڑا۔ واپسی پر جب میں ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دریافت کیا کہ۔

"حضرت امیری نوٹڈی کو خدمت و اخلاق کے اعتبار سے آپ نے کیسے پایا؟" فرمائیے! جو آدمی قرآن پڑھتا ہو اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہو علم

اس سے دوچند تحائف کے ساتھ احسان فرمایا۔ میں نے یہ دیکھا تو ان کی خدمت میں عرض کیا۔
حضرت! اگر مجھے علم ہو تا کہ آپ اس قدر رحمت اٹھائیں گے اور میرے تحائف کے بدلے دو
چند احسان فرمائیں گے تو میں ہرگز یہ کام نہ کرتا۔

امام اعظم نے فرمایا: ایسی باتیں ہرگز نہ کیجئے اس لئے کہ فضیلت اور زیادہ اجر و ثواب
سبقت اور پہل کرنے والے کو حاصل ہے۔ کیا آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا یہ ارشاد گرامی نہیں سنا کہ:-

”جو آدمی تمہارے ساتھ کوئی نیکی کرے، عنایت و احسان کا معاملہ کرے تو تم بھی
اس کا بدلہ احسان سے چکایا کرو اگر تم اس کے برابر کا بدلہ اور برابر کا احسان کرنے کی قدرت
نہیں رکھتے تو عس کا شکریہ ادا کر لیا کرو۔ زبان سے اس کی تعریف کر لیا کرو۔

غور کہ سعدی کہتے ہیں کہ میں نے یہ سنا تو ابو حنیفہ کی خدمت میں عرض کیا۔
حضرت! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مجھے اپنے تمام مال ملک سے
عزیز تر ہے یہ اور ایک روایت یہ یہ مقولہ ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے۔

مقتضائے حدیث پر شوق عمل | مردوں پر شوق عمل
علمانہ وقار اور شوق عمل | کا رقعہ لے کر امام اعظم ابو حنیفہ کی خدمت میں

حاضر ہوا، یہ عصر کا وقت تھا۔ آپ نے مسجد ہی میں عصر مغرب اور عشاء کی نمازیں
ادا فرمائیں اور عشاء کے بعد مجھے ہمراہ لے کر دولت کدہ پر تشریف لائے کھانا کھلایا اور ایک
بستر پر مجھے لٹا دیا اور خود ایک گوشہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی اور تمام
راست پڑھتے رہے جب صبح ہوئی تو مجھے اٹھایا اور وضو کا پانی لا کر دیا اور مسجد میں
تشریف لائے۔ صبح کی نماز پڑھ کر آپ اپنی جگہ بیٹھے رہے کہ اچانک ایک سانپ

مسجد کی چھت سے آپ پر گرا۔ اور آپ نے اس کے سر پر پیر رکھ دیا اور آرام سے بیٹھے رہے
خدا کی یاد اور اس کے ذکر میں اطمینان سے مصروف رہے جب سورج طلوع ہوا تو آپ نے
یہ دعا پڑھی۔

الحمد لله الذي اطلعها
من مطلعها اللهم اوفقنا
نحوها وخير ما
طلعت فيها. له
تمام تعریفیں ہیں اس خدا کے لئے
جس نے سورج کو اس کے مطلع سے
نکالا۔ اے اللہ! ہم کو اس کے اور
جس چیز پر اس کا طلوع ہوتا ہے اس کے
خیر سے بہرہ ور فرما۔

اس کے بعد امام ابو حنیفہ نے سانپ کو مارنے کا حکم دیا اور اتنی دیر آپ نہایت آرام
اور سکون و وقار سے اپنی جگہ بیٹھے خدا کی یاد میں مشغول رہے جب اشراق کی نماز پڑھی
تو پیش آمدہ واقعہ کے پیش نظر امام صاحب نے ایک حدیث سنائی کہ حضور کا ارشاد
ہے۔

ومن صلى الفجر ولم يتكلم
الا بذكر الله تعالى حتى
تطلع الشمس كان
كالجاهد في سبيل الله
جس نے صبح کی نماز پڑھی اور سوچ
نکلتے تک سوئے ذکر خدا کے اور
کچھ زبان سے نہ کہا وہ مثل مجاہد فی
سبیل اللہ کے ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام صاحب کو حدیث کے مقتضاء پر عمل کرنے کا کتنا
شوق تھا جان ملی جائے مگر مقتضائے حدیث معمول میں آجائے اور اس واقعہ سے
امام صاحب کے عالمانہ وقار اور تحمل کی ایک جھلک بھی سامنے آجاتی ہے۔

۱۔ مناقب برقی ص ۲۵ ۲۔ اسی واقعہ کے قریب قریب واقعہ حدثی المنفیہ، عقود الیمان ص ۲۴ اور

خیرات المصان میں بھی منقول ہے یہ واقعہ ایک ہی ہو۔

سنت رسول کا احیاء | امام عظیم ابو حنیفہؒ نے اپنی زندگی میں پچیس حج اور مجاہدہ و ریاضت کی انتہا کیے جب آخری مرتبہ زیارت بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو کعبۃ اللہ کے خدام سے دروازہ کھولنے اور اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی، جب دروازہ کھول دیا گیا تو بیت اللہ کے دونوں ستونوں کے درمیان نازکے لئے کھڑے ہو گئے اور ایک پاؤں پر دو سہ پاؤں رکھ کر پورا قرآن تلاوت فرمایا جب نازکے سے فاسق ہوئے تو امام صاحب پر گریہ طاری ہوا خوب روتے اور دیر تک بارگاہِ نبوت میں مصروف مناجات رہے۔

یا رب عرفت حق
العرفہ وما عبدتك حق
العبادۃ فہب لی
نقصان الخدمۃ بکمال
المعرفۃ بک

اے اللہ! اس بندہ ضعیف نے تجھے کمال معرفت (صفات کبریائی) کے ساتھ پہچانا جیسا کہ تیرے جلالت کا حق ہے۔ مگر تیری عبادت جیسا کہ تیرے شایان شان ہے نہیں کر سکا۔ اے پروردگار! تو اس بندہ ضعیف کی خدمت کے نقصان کو جو مجھ اس کی کمال معرفت کے بخشش سے (یعنی کمال عرفان کو نقصانِ خدمت کا وسیلہ بنا دے)

لے کر بندائی نے اس کو تراویح (قدیم تو زمین پر ہوں مگر باری باری ایک پاؤں کو ڈھیدا چھوڑ کر دوسرے پاؤں کا سہارا لیا جائے) پر حمل کیا ہے تو اس سے مخالفت سنت کا اعتراض رفع ہو جاتا ہے مگر توجہ مکرور ہے دوسری توجہ یہ کی گئی ہے کہ ابو حنیفہ کے ایک پاؤں پر (باقی اگلے صفحہ پر)

اس پر بیت اللہ کے ایک گوشہ سے ہاتھ بٹھائی نے آواز دی۔

و عرفت فاحسنت المعرفة
و خدمت فاحسنت الخدمۃ
غفرنا لك ولعن كان علی
مذهبك الی قیام الساعة

اے ابو حنیفہ! تو نے ہمیں جیسا کہ چاہئے تھا ویسا پہچانا اور جس طرح تم نے ہمارے دین کی خدمت کی لہذا ہم نے تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے مذہب کے پیروکار ہیں اور قیامت تک جو تیرے پیروکار ہوں گے سب کی مغفرت کر دی ہے۔

۱۔ عقود ایمان ص ۲۲۰ کے علاوہ طحاوی، کوری، حدائق الخفیہ اور رد المحتار ج ۱ ص ۳۵ میں بھی قدرے تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا گیا ہے۔

بقیہ گذشتہ صفحہ کھڑے ہونے کا مقصد مجروح و تذل تھا جیسا کہ ننگے سر پڑھنا مکروہ ہے مگر جب تذل مقصود ہو تو جائز ہے بعض علما نے تیسری توجہ یہ یوں کی ہے کہ امام صاحب کا اس سے مقصد ریاضت و مجاہدہ نفس تھا جس سے خشوع و انابت الی اللہ میں خلل واقع نہیں ہوتا بلکہ اس میں زیادتی ہوتی ہے جو مانع کراہت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب، رد المحتار ج ۱ ص ۲۶) اور ایک توجہ یہ بھی کی جاسکتی ہے کہ ختم القرآن نوافل میں کیا کرتے تھے۔ اور نوافل میں توسع ہے۔

۲۔ یہاں عرفان الہی سے مراد خدا تعالیٰ کو اس کے صفات کبریائی و بزرگی و عظمت و توحید والوہیت اور دوام مشاہدہ کے ساتھ پہچاننا ہے۔ ذات باری تعالیٰ کی حقیقت کمال اللہ تعالیٰ کے صفات ہرگز مراد نہیں کہ اس کی معرفت محالات سے ہے۔ عقود ایمان کی ایک روایت (باقی اگلے صفحہ پر)

سنتِ رسولؐ اپنانے کی تلقین | امامِ اعظمؒ اپنے شہنشاہِ اجباب کو خوش پوشی اور اپنے منظر و منظر کو عمدہ رکھنے کی تلقین فرماتے۔

روایت ہے کہ آپؐ نے ایک ساتھی کو بوسیدہ لباس میں ملبوس دیکھا جب وہ چلنے لگا تو اسے فوراً بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب لوگ چلے گئے تو وہ تنہا رہ گیا تو امام صاحبؒ نے انہیں فرمایا۔

مترجم! جائے نماز اٹھائیے جو کچھ اس کے نیچے پڑا ہے وہ لے لیجئے۔ تعمیل ارشاد کرنے پر اس نے دیکھا کہ وہاں ایک ہزار درہم پڑے ہیں۔ فرمایا یہ درہم لے لو اور ان سے اپنی حالت درست کر لو۔ وہ صاحبؒ کہنے لگے۔

جی! میں تو دولت مند آدمی ہوں اور مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ امام صاحبؒ نے ارشاد فرمایا۔ کیا آپؐ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا۔

ان الله يحب ان يری اثر
نعتہ علی عہدہ
اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر اپنی نعمت کے نشان دیکھنا پسند کرتا ہے۔

جناب اپنی حالت کو بدل دیجئے خدا کی نعمتیں استعمال میں لائیے تاکہ آپؐ کے اجباب اور اعزہ آپؐ کو دیکھ غمزہ نہ ہوں لے

ابو حنیفہ از ابو زہرہ معری بحوالہ تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۲۶۱ و مناقب موفق ص ۲۳۵

(بقیہ من)

کے مطابق ”یارب ما عرفت“ ہے مگر یہ اس لئے درست نہیں قرار دی جاسکتی کہ اس سے اگلی عبارت میں ”فہب لی“ نقصانِ الحمد للہ بکمال المعرفت ”آیا ہے۔ جو معرفت کی گویا تفسیر ہے۔ البتہ نسخہ ”ما عرفت“ کی ایک توجہ یہ بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ کسی چیز کے حق معرفت حاصل نہ ہونے سے اس کے کمال معرفت کے نفی لازم نہیں آتی اور اس صورت میں کمال معرفت کو حق معرفت کی تعریف نہیں ہو سکتی۔

باب ۲

جذبِ شوق، سوزِ دروں، تسلیم و رضا ایمان و احتساب اور احسانی کیفیات

اللہ کا نام سن کر ابو حنیفہؒ لرز جاتے | جن دنوں وجہ کے پار ایک چھوٹی سی آبادی کی بنیاد پڑ رہی تھی جو بعد میں ایک بڑا فوجی کیمپ قرار پایا اور صافہ کے نام سے مستقل شہر بن گیا۔ امامِ اعظم ابو حنیفہؒ نے قاضی القضاۃ اور وزارتِ عدل کے منصب جلیل کو سنبھالتے ہوئے چند ایک گھروں کی اس چھوٹی سی بستی کی دو ایک روز کی قضا قبول کر لی۔ آپ کی عدالت میں سب سے پہلا اور آخری مقدمہ جو دائر ہوا اور جس کے بعد امام ابو حنیفہؒ نے استعفیٰ دے دیا۔ وہ ایک غریب ٹھٹھیرے (صفار) کا تھا جس نے ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو قتل کی ایک ٹھلیا دی تھی جس کی قیمت میں دو درہم اور چار پیسے باقی رہ گئے تھے۔

امام صاحبؒ نے مدعی علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

بھائی! اللہ سے ڈر، ٹھٹھیرا جو کچھ کہہ رہا ہے بتا کہ واقعہ کیا ہے؟

مدعی علیہ نے انکار کر دیا مدعی کے پاس گواہ نہیں تھے تو مدعی علیہ پر قسم آتی تھی لہذا قانونی طریقہ اختیار کرتے ہوئے مدعی علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے امام صاحبؒ نے کہا۔

قُلْ وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ
اچھا کہو، قسم ہے اس کی جس کے سوا
کوئی معبود نہیں۔

امام اعظم نے دیکھا کہ مدعی علیہ بغیر کسی جھجک کے بے تحاشا قسم کھانے لگا۔ ایمان کی حسنی
ذکاوت، خوفِ خدا اور خشیتِ خداوندی سے ابوحنیفہؒ کی فطرت سرفراز تھی۔ اللہ کا نام سن
کر لرز گئے۔ قسم کھانے کی یہ دلیری اور جرأت ان کے لئے ناقابلِ برداشت ہو گئی۔ مدعی علیہ
کی باسٹ اچھی پوری نہ ہوئی تھی کہ امام ابوحنیفہؒ نے اس کی بات کو کاٹ کر اسے چپ کر دیا۔
اور اپنے دوستی بیگ سے دو بھاری بھاری درہم نکال کر ٹھٹھیرے کو دیتے ہوئے
فرمایا۔

”اپنے دام کے جس بقایا کا تم نے اس پر دعویٰ کیا ہے مجھ سے لے لو اس طریقہ سے
مدعی علیہ کو آپ نے قسم کھانے سے روک دیا اور ساری زندگی میں کسی مقدمہ کے عملی تجربہ
کا یہی ایک موقع تھا جو آپ کو ملا۔

حصولِ علم کے ساتھ عمل کی ضرورت | داؤد طائی کا شمار اسلام کے اکابر و ائمہ
اعتراف میں ہوتا ہے۔ حضرت امام اعظمؒ کے قدیم تلامذہ میں سے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ کے تلمذ میں
علمِ حدیث و فقہ میں، عربیت اور قرآن و تفسیر میں کافی دست گاہ حاصل کر لی تھی۔

ایک روز امام ابوحنیفہؒ نے ان سے فرمایا۔ داؤد! آلات تو تمہارے سارے مکمل ہو
گئے ہیں۔ داؤد نے عرض کیا! تو پھر کوئی چیز باقی بھی رہی، امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا! اے علم پر
عمل کرنا باقی رہ گیا ہے۔ ابوحنیفہؒ کا یہ کہنا تھا کہ اسی وقت اسٹھے وراثت میں حاصل کروں
زین کو چار سو درہم میں فروخت کر دیا۔ اور دنیا سے الگ ہو گئے۔ لوگوں سے بہت کم
ملنے جلتے تھے۔

ایک روز فضیل بن عیاض ان سے ملنے آئے۔ دروازہ کھولا۔ فضیل باہر بیٹھے
رونے لگے۔ داؤد طائی اندر بیٹھے رو رہے تھے۔ فضیل نے عرض کیا آخر کہاں جاؤں؟
مجھے تو آدمی کی تلاش ہے داؤد نے فرمایا۔ جی ہاں! یہی تو وہ متاعِ گم شدہ ہے جو
ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی تھی۔

دنیا و آخرت کی آبرو و مندی | امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے گاہے غزل و تشبیب
سے قطع نظر و عطر و پند اور فکر و جذبہ کے طور پر یہ شعر بھی گنگنا کرتے تھے۔

اَوْ مِنْ الْمَرْوَةِ لِلْفَتْحِ مَا عَاشَ دَارًا فَاحْشَرُ
فَاشْكُرْ اِذَا اُوتِيتَ سَهًا وَاعْمَلْ لِدَارِ الْاٰخِرَةِ
توجہ! انسان جب تک زندہ رہے عزت و آبرو کے لئے اس کو اچھا مکان چاہئے
یہی موت ہے جب ایسا مکان مل جائے تو خدا کا شکر کرنا چاہئے اور عاقبت کے مکان
کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

مشاورت صحابہؓ | ایک مرتبہ کسی شخص نے امام اعظمؒ کی خدمت میں حاضر
اور ابوحنیفہؒ کا مسلک ہو کر عرض کیا۔

حضرت! حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی لڑائیوں اور جنگِ صفین کے متعلق آپ
کیا کہتے ہیں۔

امام صاحب نے فرمایا۔ قیامت کے روز جن باتوں کی پریشانی ہوگی مجھے ان کا ڈر لگا رہتا
ہے۔ ایسے واقعات خدا تعالیٰ مجھ سے نہیں پوچھے گا اس لئے ان واقعات پر چندال توجہ
دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

شیطان طاق رافضی ابو حنیفہ کا یہ جواب سن کر لال پیدا ہو کر بھاگ گیا۔

زبان کی حفاظت | وکیع سے روایت ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ قسم کھانے سے

ہمیشہ احتراز کرتے تھے اور ممکن حد تک اس سے پرہیز میں کامیاب رہتے تھے جبکہ انہوں نے یہ عہد کر رکھا تھا کہ اگر کہیں دوران گفتگو غیر ارادی طور پر اتفاقاً بھی قسم کھالی گئی اور اس خطا کا ارتکاب ہو گیا تو اپنے اوپر ایک درہم کا کفارہ لازم کر لیا تھا۔ پھر بعد میں بجائے درہم کے ایک اور درہم کا اضافہ کر دیا اور دو درہم کا معمول بن گیا پھر یہ ہمیشہ کا معمول رہا کہ کلام میں کہیں بھی قسم کھا لینے تو درہم کا صدقہ ضرور کرتے تھے۔

غیبت سے اجتناب اور | آج غیبت ایک سیشن بن گیا ہے علماء و مشائخ ادائے کفارہ و احتساب کی غیبت، جب لکھے پڑھے یا خود کو علم سے منسوب

کرنے والے بھی اس کا زخیر میں مصروف اور ہمہ تن مشغول ہو جاتے ہیں تو عوام کا لالچام سے شکوہ ہی بے جا ہے۔

امام اعظمؒ کو غیبت سے نفرت اور وحشت تھی۔ اس گناہ بے لذت سے محتجب و محترز رہتے۔ ہمیشہ خدا کا شکر ادا کرتے۔ اور کہتے کہ الحمد للہ اللہ پاک نے میری زبان کو اس نحوست کی آلودگی سے پاک رکھا۔

ایک مرتبہ کسی غلص نے عرض کیا۔ حضرت! لوگ آپ کی شان میں بہت کچھ کہہ جاتے ہیں مگر آپ سے ہم نے ان کے بارے میں عزت کا کوئی لفظ بھی نہیں سنا۔ فرمانے لگے۔

یہ تو اللہ ہی فضائل سے جس کو چاہتے ہیں نوازتے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتہ من یشاء۔
۱۱ م سفیان ثوریؒ سے کسی نے کہا کہ امام اعظمؒ کو میں نے کبھی کسی کی غیبت کرتے

علقمہ اور اسود میں | امام اعظمؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت اعلقمہ اور اسود افضل کون؟ میں کون افضل ہے۔ آپ نے فرمایا بخدا! میری حیثیت یہی

ہے کہ میں ان دونوں کی سرت و احترام کے لئے ان بزرگوں کو دعائے استغفار سے یاد کروں۔ آخر میرے لئے اس کی حاجت کیا ہے اور مجھے کیا پڑی ہے اور میری حیثیت کیا ہے کہ میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دوں!

طاقت و رکون، حضرت ابو بکرؓ | حضرت امام اعظمؒ مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے

یا حضرت علیؓ؟ کہ شہور رافضی مناظر شیطان طاق آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا یہ بتائیے کہ لوگوں میں سب سے بڑا طاقتور اور اشد الناس کون ہے امام صاحب نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اشد الناس حضرت علیؓ ہیں اور تمہارے نزدیک اشد الناس حضرت ابو بکرؓ ہیں۔

شیطان طاق سٹ پٹایا اور کہنا تم نے بات الٹ کر دی، اصل میں ہمارے نزدیک اشد الناس کا مصداق حضرت علیؓ اور تمہارے نزدیک ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ ابو حنیفہ نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں۔

ہم جو حضرت علیؓ کو اشد الناس قرار دیتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انہیں معلوم ہو گیا کہ خلافت کے استحقاق ابو بکرؓ ہی کو حاصل ہے تو انہوں نے اسے تسلیم کر لیا۔ اور تمام عمر ابو بکرؓ کی اطاعت کی۔ اور تم لوگ کہتے ہو کہ خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا ابو بکرؓ نے جبراً ان سے یہ حق چھین لیا تھا مگر حضرت علیؓ کے پاس اتنی قوت اور طاقت نہیں تھی کہ وہ اپنا حق ابو بکرؓ سے واپس لے لیتے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے نزدیک ابو بکرؓ حضرت علیؓ سے زیادہ طاقتور اور قوت والے تھے۔

نہیں سنا۔ انہوں نے کہا: ہاں ابو حنیفہ ایسے بیوقوف نہیں کہ اپنے اعمال صالحہ کو رنجیت کر کے آپ ہی برباد کر دیں۔

مناجات ابو حنیفہ | بزرگین کیت کا بیان ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ پر فکر آخرت اور خوفِ خدا ہر وقت طاری رہتا تھا۔

ایک مرتبہ علی بن الحسین المؤمنین نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی اور اس میں سورۃ اذا زلزلت کی تلاوت کی۔ ہمارے ساتھ امام اعظم بھی اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں سے تھے۔

جب نماز پوری ہوئی اور لوگ چلے گئے تو امام اعظم کو میں نے دیکھا کہ اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں گویا فکرِ آخرت میں مراقب ہیں میں نے تھوڑی دیر انتظار کی مگر ابو حنیفہ کے ہمہ پہلو استغراق کی وجہ سے میں نے سوچا کہ وہ میری طرف متوجہ نہ ہو سکیں گے لہذا میں چل دیا مگر چراغ چھوڑ دیا جس میں تیل بھی ناکافی اور قلیل تھا۔ جب صبح ہوئی تو میں حسب معمول مسجد میں حاضر ہوا دیکھا کہ امام صاحب اللہ کی بارگاہ میں کھڑے اور اپنی وارثی کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے دعا بہتال، و تضرع اور بڑی عاجزی کے ساتھ مصروفِ مناجات ہیں۔ اے بارالہا! جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا آپ اس کی پوری پوری جزا رحمت فرمادیں گے۔ اور جس کسی نے بھی ذرہ بھر بھی بدی کی ہوگی آپ اس کی سزا دیں گے۔ اپنے بندۂ ضعیف نعمان کو جنہم کی آگ سے بچائیے اور چھوٹی بڑی ہر برائی سے نجات دلائیے

۱۵ سیرت النعمان ص ۶۴ | اس پر مجھے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا مقولہ یاد آیا کتاب اور حوالہ انبیاء نہیں رہا ہر حال بات انہی کی ہے فرما رہے تھے غیبت کہنے کی طرح غیبت سنا بھی گاہ ہے کئی کچھ دیا حضرت شیخ یا استاد غیبت شروع کر دے ارشاد فرمایا مجلس سے اٹھ جانا چاہئے جب غیبت کی باتیں تم ہر جا میں تو پھر طرز ہو جانا چاہئے۔ مرشد یا استاد کی مجلس بارانِ رحمت ہے لیکن جب اس میں شراباری شروع ہوتی ہے تو سب اس سے بھاگتے ہیں اور پناہ ڈھونڈتے ہیں۔

اور اپنی وسعتِ رحمت میں پناہ عطا فرمائیے۔

علی بن حسین نے کہا کہ میں امام اعظم ابو حنیفہ کے قریب ہوا دیکھا کہ چراغ جل رہا ہے اور امام صاحب بارگاہِ صمدیت میں کھڑے مصروفِ مناجات ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا۔ تم شاید اپنا چراغ اٹھانے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا۔

حضرت! شب گزر چکی ہے اور میں حسب معمول صبح کی اذان بھی دے چکا ہوں۔ ابو حنیفہ سمجھ گئے کہ اس نے میری ساری حالت کا مشاہدہ کر لیا ہے بے اختیار منت اور بڑے الحاح سے فرمانے لگے۔

اَللّٰهُمَّ عَلٰی مَا رَأَيْتَ خذْ لِيْ جَوْ كَيْفِيَّتِمْ لَمْ تَكُنْ يَدْرِيْ اَنْتَ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ صَدْرِ رَجُلٍ مِّنْ خَلْقِكَ

اس کے بعد ابو حنیفہ سنبھل گئے، دو رکعت نماز پڑھ کر مسجد میں بیٹھے رہے حتیٰ کہ نماز کھڑی ہوئی تو انہوں نے بھی ہمارے ساتھ نماز باجماعت ادا کی اور میرا یقین ہے کہ ابو حنیفہ نے یہ نماز فجر ادا کی (عشاء) کے وضو کے ساتھ ادا فرمائی تھی

ابو حنیفہ مجھے ہوئے مسئلوں کو ابو جعفر طوسی سے روایت ہے فرماتے ہیں توبہ و استغفار سے سلجھا لیتے کہ مجھے ثقہ راویوں سے یہ بات پہنچی ہے

کہ جب امام اعظم ابو حنیفہ پر کوئی مسئلہ مشتبہ ہو جاتا اور اس کا حل بظاہر نہ سوچتا تو اپنے تلامذہ سے فرماتے یہ مشکل اور علمی مسئلہ کا اشتباہ میرے گناہوں کی وجہ سے پیش آیا ہے تو استغفار شروع کر دیتے۔ اکثر معمول یہ تھا کہ ایسی صورت پیش آجانیے کہ وقت مجلس سے اٹھ جاتے۔ وضو بناتے دو رکعت نماز توبہ پڑھتے پھر کثرت سے استغفار کرتے جس کی برکت سے مسئلہ سلجھ جاتا اور اس کا حل اللہ تعالیٰ زمین میں ڈال دیتے

حضرت! مجھے اپنے پھسلنے کا اندیشہ نہیں کہ میرے گرنے سے میرے جسم کو ضرر پہنچے گا ایک فرد کا نقصان ہو گا مگر مجھے تو اپنے سے زیادہ آپ کے پھسلنے کا اندیشہ ہے کہ آپ کی لغزش سے ایک جہان کی لغزش ہوگی۔

فان فی سقوط العالم
سقوط العالم لہ
کہ ایک صالح عالم کے پھسلنے (بے راہ ہونے) سے سارا جہان پھسل جائے گا یعنی بے راہ ہو جائے گا۔

خدا نخواستہ اگر تم پھسل گئے تو پورے دین اور اہل اسلام کا ضرر ہو گا۔
امام اعظم ابو حنیفہ پر چھوٹے بچے کی یہ حکمت بھری نصیحت اثر کر گئی اسے ہمیشہ کے لئے پلے باندھ لیا۔ اور اپنے تلامذہ سے تاکید کیا کہ کرتے متھے دیکھو مسائل تحقیق و استنباط میں حتی المقدور بھرپور کوشش کرو کہ عالم کی لغزش پورے عالم کی لغزش ہے۔

دجمعی اور فراغ خاطر
افادہ و استفادہ
ایک شخص نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ فقہ حاصل کرنے میں کیا چیز معین اور مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

فرمایا "دجمعی اور فراغ خاطر"

انہوں نے عرض کیا۔
دجمعی کیونکہ حاصل ہو سکتی ہے۔ ارشاد فرمایا "تعلقات کم کئے جائیں۔
عرض کیا کیا تعلقات کیونکہ کم ہو سکتے ہیں۔
فرمایا! انسان ضروری چیزیں لے لے اور غیر ضروری چھوڑ دے۔"

اور بڑی بشاشت اور مسرت سے فرماتے کہ میں نے اللہ کی بارگاہ میں رجوع کیا۔ گناہوں سے توبہ کی تو اللہ پاک نے فضل فرمایا توجہ کی اور مسئلہ حل ہو گیا۔

فضیل بن عیاض کو جب پیغمبرؐ پہنچی توبے اختیار ان کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ بہت روئے اور ابو حنیفہ کے لئے دعائیں کرتے رہے۔

ہم اس قابل کہاں کہ
جنت کی آرزو کریں
امام اعظم ابو حنیفہؒ ایک دفعہ مسب معمول اپنی دکان پر تشریف لے گئے تو خادم نے کپڑوں کے تھان نکال کر سامنے رکھے اور تغاؤل کے طور پر کہا خدا ہم کو جنت دے امام ابو حنیفہؒ پر اس جملہ سے رقت طاری ہوئی اس قدر روئے کہ شانے تر ہو گئے۔ خادم سے فرمایا کہ دکان بند کر دو۔ خود چہرہ پر رومال ڈال کر کسی طرف نکل گئے۔ دوسرے روز جب دکان پر تشریف لائے تو خادم سے فرمایا۔

بھائی! ہم اس قابل کہاں کہ جنت کی آرزو کریں یہی بہت ہے کہ عذاب الہی میں گرفتار نہ ہوں۔
حضرت عمر فاروقؓ بھی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "قیامت کے روز اگر مجھ سے نہ مواخذہ ہو نہ انعام ملے تو میں بالکل راضی ہوں۔"

سقوط العالم سقوط العالم
ایک مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کسی گلی سے گذر رہے تھے کہ دیکھا ایک چھوٹا بچہ مٹی اور کیچڑ سے کھیل رہا تھا۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اس کو کیچڑ میں کھیلنے سے منع فرمایا اور کہا دیکھو پیارے! پھسل جاؤ گے، اڑی پسلی ٹوٹ جائے گی۔

تو اس بچے نے امام صاحب کے جواب میں کہا۔

ایک دفعہ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ علم فقہ سے آپ کیونکر مستفیض ہوئے۔
ارشاد فرمایا۔

مَا بَخَلْتُ بِالْإِسْفَادِ وَلَا
اسْتَكْفْتُ عَنِ الْإِسْتِفَادَةِ
میں نے علم کی اشاعت و قدر میں
کبھی بخل نہیں کیا اور علم حاصل
کرنے میں کبھی سستی و غفلت پہلو
تھی اور اعراض و انکار سے کام نہیں
لیا۔ ۱۰

عبرت پذیر | مسعر بن کدام سے روایت ہے کہ ایک روز ہم امام اعظم کے
ساتھ چل رہے تھے کہ اچانک امام صاحب کا پاؤں ایک لڑکے کے پاؤں پر آ گیا جسے
ابو حنیفہؒ نے نہیں دیکھا تھا۔ لڑکا چیخ اٹھا اور کہا۔

يَا شَيْخَ أَمَا تَخَافُ الْقَصَاصَ
یوم القیامہ
اے محترم! کیا تم قیامت کے روز
خدا کے انتقام سے نہیں ڈرتے۔

امام اعظم نے لڑکے کی یہ بات سنی تو غش کھا کر گر گئے۔ مسعر کہتے ہیں میں نے سنبھالا
ویا کچھ دیر بعد ہوش میں آئے تو میں نے عرض کیا۔ ایک لڑکے کی بات پر اس قدر دل گرفتگی
اور بے قراری کی شدت کیوں بڑھ گئی۔ امام اعظم نے فرمایا
أَخَافُ أَنْتَهُ لَقْنٌ لَّهٗ
کیا عجب کہ اس کی آواز غیبی ہدایت
ہو۔

امام ابو حنیفہؒ کی خلوت و جلوت یکساں تھی | داؤد طائی کہتے ہیں کہ میں بیس سال
ہم امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں رہا پس اس مدت میں میں نے ان کو خلوت اور جلوت میں

ننگے سر اور پاؤں لیے کئے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ میں نے امام صاحب کی خدمت میں
عرض کیا کہ:-

اے امام محترم! اگر آپ خلوت میں پاؤں و راز کر لیا کریں تو کیا مضائقہ ہے۔
فرمایا۔ خلوت میں ادب کو ملحوظ رکھنا بہ نسبت جلوت کے بہتر اور زیادہ اولیٰ ہے یہ
سویار اللہ تعالیٰ کی زیارت و ملاقات | امام اعظم ابو حنیفہؒ فرمایا کرتے
اور نجاتِ آخری کی جامع دعا | تھے کہ میں نے ننادے مرتبہ خواب
میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔ اب کے بارے میں سوچا کہ اگر ایک دفعہ اور بھی خدا تعالیٰ کی
زیارت کی سعادت حاصل ہو جائے تو باری تعالیٰ سے دریافت کروں گا کہ روز قیامت
تیری گرفت اور عذاب سے کس فریہ سے نجات حاصل کر سکے گی۔ سو خدا کا فضل ہوا کہ
ایک مرتبہ پھر خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہو گئی تو میں مندرجہ بالا درخواست
عرض کر دی جواب میں ارشاد ہوا جس نے صبح و شام یہ وظیفہ پڑھا اس کو میرے عذاب
سے آخرت میں نجات مل جائے گی۔

سُبْحَانَ اللَّهِ الْأَبَدُ
سُبْحَانَ اللَّهِ الْفَرْدُ الصَّمَدُ
سُبْحَانَ اللَّهِ الْوَاحِدِ الْأَحَدُ
سُبْحَانَ اللَّهِ رَافِعِ السَّمَاوَاتِ
سُبْحَانَ مَنْ يَسْطُرُ الْأَرْضَ عَلَى مَائِجِدٍ
سُبْحَانَ مَنْ لَمْ يَتَّخِذْ ذَوْجَةً وَلَا وَلَدًا
سُبْحَانَ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ
مستجاب الدعوة ہونے کی دعا |
ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ مسئلہ دریافت کیا کہ مشاہدہ بیت اللہ کے اولین مرتلہ

میں کوئی دعا پڑھنی چاہئے کیونکہ علماء فرماتے ہیں کہ بیت اللہ کے مشاہدہ کے وقت اول نظر پڑنے ہی جو دعا پڑھی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ امام اعظم نے فرمایا۔

بَانِ يَدْعُو اللَّهَ عِنْدَ مَشَاهِدِ الْبَيْتِ بِاسْتِجَابَةِ دَعَائِهِ فَإِنَّ اسْتِجَابَةَ هَذِهِ الدَّعْوَةِ صَارَ مُسْتَجَابَ الدَّعْوَةِ لَهُ

کہ مشاہدہ بیت اللہ کے اولین مرحلہ پر اپنے مستجاب الدعوة "ہونے کی دعا کرے اگر یہ دعا قبول ہو گئی تو پھر کوئی دعا ہی ایسی باقی نہ رہے گی جو قبول نہ ہو۔

شکروا امتنان کا اہتمام | زیاد بن حسن سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی خدمت میں ایک رومال بطور تحفہ بھیجا جس کی قیمت تین درہم تھی امام اعظم نے میرا بھیجا ہوا ہدیہ تو قبول فرمایا۔ اس سے میری حوصلہ افزائی اور دلجوئی ہوئی مگر اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے میرے خزانے کے کپڑے کا ایک ایسا گراں قدر ٹکڑا بھیجا جس کی قیمت پچاس درہم تھی۔

ائمہ مجتہدین کا مقام | ذیل میں ارباب بصیرت اور علمی ذوق رکھنے والے اہل علم حضرات **قرب و ولایت** کے لئے بطور علمی تفکد کے فقہاء مجتہدین اور امام اعظم کے بعض اہم الفضائل بلکہ ام الفضائل کا تذکرہ حضرت علامہ مفتی عطاء محمد صاحب مظہ (چودھو) کی توجہ دلانے پر ان کے شکریہ کے ساتھ درج کر دیا جاتا ہے۔

(۱) مجتہدین کا کل اولیاء اللہ سے ہونا اور صاحب کشف سری ہونا جب کہ علامہ شعرانی نے مقدمہ میزان کبریٰ میں مفصل تحریر کیا ہے اور مقرر عند اہل الکشف ہے کہ اعلیٰ کشف میں سے کشف وجدانی ہے یعنی وجدان صحیح جس کا خاصہ ہے اصابت

رائے کا، چنانچہ حضرات صحابہ کرامؓ جبکہ ارباب وجدان صحیح تھے تو ان کو لسان نبوت سے اصحابی کا نجوم باہیم اقتدیم اقتدیم کی سند ملی اور اسی بنا پر علامہ شعرانی مقدمہ میزان میں عقیدہ کل مجتہد مصیب (یعنی فی حکم الشرع) کو مدلل کرتے ہیں (۲) حکم مظنون للمجتہد معلوم قطعی ہے، علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی حاشیہ بیضاوی میں ذیل آیت وان تقولوا علی اللہ مالا تعلمون کے فرماتے ہیں الحكم المظنون للمجتہد یجب العمل به للدلیل القاطع اعنی الاجماع وکل عمل یجب العمل به قطعاً علم قطعاً انہ حکم اللہ تعالیٰ والا لم یجب العمل به قطعاً وکل ما علم قطعاً انہ حکم اللہ تعالیٰ فهو معلوم قطعاً فالحکم المظنون للمجتہد معلوم قطعاً کذا فی شرح المنہاج ص ۵۲۷

ابو حنیفہ کا نذرانہ عقیدت | ذیل میں امام اعظم ابو حنیفہ کے عربی اشعار جو بارگاہ بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ عقیدت کے پیش کئے گئے ہیں نقل کر دیئے جاتے ہیں کہ احسانی کیفیات عیش و عشق رسولؐ ہی سب سے بڑی دولت ہے جس نے امام اعظمؒ کو قدرت نے مالا مال کر دیا تھا۔

۱. يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جَنَّكَ قَاصِدًا ۱
۲. وَاللَّهِ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ إِنَّ لِي ۲
۳. أَنْتَ الَّذِي تُولَاكَ مَا خَلَقَ امْرُؤٌ ۳
۴. أَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ أَدْمُ ۴
۵. وَبِكَ الْخَلِيلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهُ ۵
۶. وَدَعَاكَ الْيَتِيمُ لِضَرْبِ مَسَّةٍ ۶
۷. وَبِكَ الْمَسِينَةُ أَتَى بِشَيْئَرٍ مُخْبِرًا ۷
۸. بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَا دَحَا عِلَالُكَ ۸

- ۱۲۔ اے کل والے! آپ کے اوصاف مجید بیان کرنے سے بڑے بڑے شرعاً عاجز رہ گئے، آپ کے اوصاف عالیہ کے سامنے ذہنیں بند ہو جاتی ہیں۔
- ۱۳۔ میرے سرکار! میرا اختیار آپ ہی کا شیعہ اسبہ اور میرے اندر تو آپ ہی کی محبت بھری ہوئی ہے۔
- ۱۴۔ اے تمام موجودات سے بزرگ و برتر! اے حاصل کائنات! مجھے اپنی بخشش و عطا سے نوازیئے اور اپنی خوشنودی کی کمرٹ بھجئے۔
- ۱۵۔ میں آپ کے جود و کرم کا دل سے طلبگار ہوں کہ اس جہان میں ابوحنیفہ کے لیے آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔
- ۱۶۔ اے ہدایت کے علم سر بلند! مشائخ و زیارت کے شرقیہ جہ کے مطابق قیامت تک اللہ کا درود و سلام آپ پر نازل ہوتا رہے گا۔



- ۸ وَكَذَلِكَ مُوسَى لَمُزِيلٍ مُّتَوَسِّلًا
۹ وَهُودٌ وَيُونُسُ مِنْ بَنِيكَ تَجَمَّلًا
۱۰ قَدْ فُتِّتَ يَا طَهَ جَمِيعَ الْأَنْبِيَاءِ
۱۱ وَاللَّهِ يَا لَيْسَ لَكَ لَمْ يَكُنْ
۱۲ عَنْ وَصْفِكَ الشُّعْرَاءُ يَا مُدَّشِّرُ
۱۳ بِكَ لِي قَلْبِيكَ مُعَرِّمٌ يَا سَيِّدِي
۱۴ يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرَى
۱۵ أَنَا طَائِعٌ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
۱۶ صَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا عَلَمَ الْهُدَى

- ۱۔ اے سرداروں کے سردار! میں آپ کے حضور آیا ہوں آپ کی خوشنودی کا امیڈار، آپ کی بناء کا طلب گار۔
- ۲۔ اللہ کی قسم! اے بہترین غلامی! میرا دل صرف آپ کی محبت سے لبریز ہے، وہ آپ کے سوا کسی کا طالب نہیں۔
- ۳۔ آپ اگر نہ ہوتے تو میری کوئی شخص ہرگز پیدا نہ کیا مانتا اور اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں۔
- ۴۔ آپ وہ ہیں کہ جب حضرت آدمؑ نے آپ کا توکل اختیار کیا اپنی لغزش پر، تو کامیاب ہوئے حالانکہ وہ آپ کے بہتر بزرگوار ہیں۔
- ۵۔ اور آپ ہی کے وسیلے سے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ نے دُعا کی تو ان کی آگ سرد ہو گئی، وہ آگ آپ کے نور کی برکت سے بجھ گئی۔
- ۶۔ اور حضرت ایوبؑ نے اپنی بیماری میں آپ کے وسیلے سے دُعا کی تو ان کی دُعا مقبول ہوئی اور بیماری دُور ہو گئی۔
- ۷۔ اور آپ ہی کے ظہر کی خوشخبری سے کہ حضرت یحییٰؑ آئے انھوں نے آپ کے حسن و جمال کی مدح و ثنا کی اور آپ کے رتبہ بلند کی خبر دی۔
- ۸۔ اور اسی طرح حضرت موسیٰؑ بھی آپ کا وسیلہ اختیار کیے رہے اور قیامت میں بھی آپ ہی کی حمایت کے طالب رہیں گے۔
- ۹۔ اور حضرت ہودؑ اور حضرت یونسؑ نے بھی آپ ہی کے حسن سے زینت پائی اور حضرت یسوعؑ کا جمال بھی آپ ہی کے جمال باصفا کا پر تو تھا۔
- ۱۰۔ اے طالع لب! آپ کو تمام انبیاء پر برتری حاصل ہوئی۔ پاک ہے وہ جس نے ایک رات کو اپنے ملکوت کی میر کرائی۔
- ۱۱۔ خدا کی قسم! اے یسین لقب! آپ جیسا تو تمام مخلوق میں زکوٰۃ ہوا ہے نہ ہوگا، قسم ہے اُنسی کی جس نے آپ کو سرور کیا۔

باب ۳

مشتبہ کھانے سے اجتناب | ایک دفعہ لوٹ کی بکری اہل کوفہ کے بکریوں میں شامل ہو گئی جس کا اختیار نہ کیا جاسکا۔ اور وہ ریوڑ سے علیحدہ کر کے اپنے مالکان کے حوالے نہ کی جاسکی۔ اب اندیشہ تھا کہ ممکن ہے کہ کبھی قصاب اس بکری کو بھی خرید کر بازار میں اس کا گوشت فروخت کریں۔ اس طرح لوٹ کی بکری کا گوشت لوگوں کو کھلا دیں چنانچہ اس گوشت کے کھانے سے بچنے کی فکر دامنگیر ہوئی۔ امام ابوحنیفہؒ نے لوگوں سے پوچھا کہ ایک بکری کتنی مدت تک زندہ رہ سکتی ہے۔ انہوں نے کہا سات سال تک۔ تو آپ نے سات سال تک اہل کوفہ سے بازار کا گوشت خرید کر کھانا ترک کر دیا۔

امام ابوحنیفہ کے | بنی امیہ کے طاغیہ حجاج بن یوسف اور عباسیوں کے طاغیہ **دوسندیدہ شعر** | ابو مسلم خراسانی کی طغیانوں، سرکشوں، مظالم اور بے رحمیوں کے خونین مناظر، کھلے ہوئے جیل خانوں کی آہ و بکا اور شور و مہنگامہ کے ہسیت ناک تصور سے اچھے اچھوں کے ارادے پست ہو جاتے تھے۔ خدا جانے کتنے شیریں آوازیں حریت کو خوف و ہراس اور طمع و لالچ نے روبہ مزاجی پر مجبور کر دیا تھا۔ مگر امام اعظم ابوحنیفہؒ حکومت سے مستغنی اور بے نیاز رہے۔ اور اس زمانہ میں کثرت سے یہ دو شعر پڑھا کرتے تھے۔

عطار ذی العرش خیر من عطائکم دسیبہ واسع یوحی وینتظر
وانتم یکدر ما تعطون منکم واللہ یعطی بلا من ولا کف
ترجمہ :- عرش والے کی داد اور بخشش تمہاری داد و دہش سے بہتر ہے اس کا ابر کرم بہت فراخ ہے جس سے امیدیں وابستہ ہیں اور جس کے منتظر ہیں مگر (حکمرانوں) تم لوگ جو کچھ دیتے ہو اس کو گدلا کر کے دیتے ہو تمہاری بخشش تمہارا احسان جتنا مکرر دیتا ہے اور

**زہد و قناعت، کسبِ حلال، حزم و احتیاط
سخاوت و ایثار، اور قیامت کا استخصار !**

امام ابوحنیفہؒ نے بادشاہ | عباسیوں کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر منصور نے ایک **کانڈراناہ کھٹکرا دیا** | دفعہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پاس رقم کا ایک گراں قدر عطیہ بھیجا۔ مگر حضرت امام صاحب نے لینے سے انکار کر دیا۔ مشورہ دینے والوں نے مشورہ دیا خلیفہ منصور سے لے لیجئے اور

تصدق بہا
ہمیں غفلت کے جواب میں حضرت امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا وہ یہ تھا کہ
او عندہم شئی حلال
کیا ان لوگوں کے پاس حلال بھی کچھ
او عندہم شئی حلال
ہے کیا ان لوگوں کے پاس حلال بھی کچھ ہے۔

اس کا پس منظر یہ تھا کہ جب ابوحنیفہؒ نے عہدہ قضا کے قبول کر لیا تو انکار کیا تو خلیفہ منصور نے امام صاحب کو ننگا کر کے تیس کوڑے لگائے جب عوامی رد عمل کی شدید کمی تو ہر کوڑے کے بعد ہزاروں کے حساب سے درام کا بدیر پیش کیا مگر ابوحنیفہؒ نے ٹھکرا دیا۔ (تہذیب و تمدن)

حق تعالیٰ جب دیتے ہیں تو اس کے احسان میں نہ جھگانے کی اذیت ہوتی ہے اور نہ کدورت الہ
حاسدین کا جواب | جو شخصیت جس قدر بالکمال اور مقبول عند اللہ ہوتی ہے
 اسی تناسب سے اس کے حاسدوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے جو درخت پھل دار
 ہوتا ہے پتھر بھی اسے مارے جاتے ہیں۔ لایرملی شجر الافوثر
 خود امام صاحب کی زندگی میں جب حاندین و حاسدین کی طرف سے آپ کو رنج
 پہنچتا تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے

ان یحسدونی فانی غیر لا تمهم قبلی من الناس اهل الفضل قد حسدا
 فداکمی ولهم مانی وما یهمهم و مات اکثرنا غیظاً بما یجدوا
 توجہ۔ اگر لوگ مجھ پر حسد کرتے ہیں تو کریں میں ان کو ملا مرت نہیں کروں گا کیونکہ
 اہل فضل پر مجھ سے پہلے بھی لوگ حسد کرتے آئے ہیں میرا اور ان کا یہی شیوہ رہا ہے
 وہ اپنے حال پر قائم رہیں اور میں اپنے حال پر اور ہم سے اکثر لوگ حسد کر کر کے مر
 گئے ہیں۔

امام یحییٰ بن معین یہاں پر یہ نامناسب نہ ہو گا کہ ہم حضرت یحییٰ بن معین کے
 کی حقیقت پسندی گنگنائے ہوئے اشعار بھی نقل کر دیں کہ جب کوئی شخص
 ان کے سامنے حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ سے حسد و عداوت کی وجہ سے ان کی شان
 میں گستاخی کرتا یا برائی کے ساتھ ان کا ذکر کرتا تو امام یحییٰ فرمایا کرتے

حسدا الفقی اذا لم یبالوا فضله قال قوم اعداء له وخصوم
 لوگوں نے اس نوجوان (ابو حنیفہ) سے حسد کیا جب کہ اس کے رقبہ کو نہ پہنچ سکے
 سو قوم ان کی مخالفت اور دشمنی بنی ہوئی ہے۔

کفر ائو المحسنا قلن لزوجها حسداً و بغیاً انھا الذمیمہ
 جس طرح خوب و عورت کی سونکین اس کے خاوند سے حسد اور زیادتی کرتی ہوئی یہ کہتی
 ہیں کہ وہ تو بد صورت ہے۔

ہزار جوتوں کا تحفہ اور تقسیم | علی بن جعد سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ کسی حاجی صاحب
 نے امام صاحب کی خدمت میں جوتوں کے ایک ہزار جوڑوں کا ہدیہ بھیجا۔ امام اعظم نے انہیں
 قبول تو فرمایا مگر اپنے مشائخ، علماء، تلامذہ اور مجتہدین و مخلصین اور حاجت مندوں میں
 تقسیم کر دیئے۔ دو ایک روز بعد امام صاحب کو اپنے بیٹے کے لئے جب جوتے خریدنے
 کی ضرورت محسوس ہوئی اور بازار تشریف لے جانے لگے تاکہ اپنے بیٹے کے لئے جوتا
 خریدیں۔ تو امام صاحب کے مشہور بصری شاگرد یوسف بن خالد سمتی نے عرض کیا حضرت!
 آپ کی خدمت میں توکل جو ایک ہزار جوتوں کا ہدیہ بھیجا گیا تھا اس کے ہوتے ہوئے
 پھر نئے جوتے لینے کی کیا ضرورت پڑی۔ فرمانے لگے۔

بھائی! ان جوتوں میں ایک جوڑا بھی میری ذات کے لئے نہیں لیا گیا اور نہ ہی میرے
 گھر بھیجا گیا۔ بلکہ گھر جانے سے قبل قبل میں نے انہیں اپنے رفقاء، علماء اور تلامذہ میں تقسیم
 کر دیا۔

باہمی مروت کے فقدان | عبد اللہ بن بکر سہمی سے روایت ہے کہ مکہ کے راستے
 پیرا ظہار انسوس میں میرے رفیق سفر جمال نے میرے ساتھ کچھ رقم کے
 بارے میں تنازعہ کیا۔ بات بڑھ گئی تو وہ مجھے امام ابو حنیفہؒ کی مجلس میں کھینچ کر لے گئے
 جب انہوں نے ہم سے مقدمہ کی نوعیت دریافت کی تو ہم نے اہل مقدار رقم میں اختلاف
 کیا اور جھگڑنے لگے تو امام صاحب خشن ہو کر فرمانے لگے۔

بھائی! کتنی رقم ہے جس میں تم لوگ اس قدر نوازہ کر رہے ہو۔ میرے ساتھی جمال نے عرض کیا ”چالیس درہم!“

امام صاحب فرمانے لگے ”عجیب بات ہے لوگوں میں یاہی مروت، اخوت اور مواساة ختم ہو چکے ہیں۔“

مجھے تو ابو حنیفہؒ کے اس ارشاد سے بے حد شرمندگی ہوئی۔ مگر امام صاحب نے اپنی حبیب خاص سے ۴۰ درہم نکال کر جمال کے حوالے کر دیے اور اس طرح ان کے جو دوسنما اور نطعت عنایت سے نوازہ ختم ہو گیا۔

ابراہیم کا قرضہ تنہا ایک مرتبہ مشہور امام ابراہیم بن عیینہ لوگوں کے قرضوں کی میں ہی ادا کروں گا۔ وجہ سے گرفتار کر کے جیل بھیج دیے گئے۔ امام اعظم کو ان کے جموس ہونے کی خبر پہنچی تو بے حد رنجیدہ ہوئے۔ اور ان کے متعلقین سے دریافت کیا کہ ان کے ذمہ کتنا قرض ہے۔ بتایا گیا کہ ۴۰ ہزار درہم سے بھی زیادہ ہے۔ امام صاحب نے پوچھا تو کیا اس کو آزاد کرانے اور اس کا قرضہ چکانے کے لئے کسی اور سے بھی قرض رقم لی گئی ہے جب جواب مثبت ملا تو فرمایا سب کو رقم واپس کر دو۔ ابراہیم کا سارا قرضہ تنہا میں ہی ادا کروں گا۔ چنانچہ سب کے قرضے واپس کر دیے گئے اور امام صاحب نے تنہا ان کی ساری رقم ادا کر دی۔

دروازے پر تھیلی پڑی ہوئی ہے | امام اعظم ابو حنیفہؒ کی ”مجلس البرکتہ“ یہ تمہارے ہی لئے ہے!! کا ذکر، تذکرہ و سوانح کی متعدد کتابوں میں پایا جاتا ہے ذیل میں اسی سلسلہ کا ایک واقعہ جسے امام اعظمؒ کے اکثر سوانح نگاروں نے لکھا ہے، درج کیا جاتا ہے۔ جس سے امام ابو حنیفہؒ کی قیام گاہ کے ”مجلس البرکتہ“

نام سے مشہور ہونے کی وجہ بھی معلوم ہو جاتی ہے۔

لکھا ہے کہ کوفہ میں ایک صاحب بڑے خوشحال تھے مگر ایام بدے اور بیچارے زمانے کی گردش میں مبتلا ہو گئے۔ فقر و تنگ دستی کا دور آیا۔ مگر تھے بڑے غیرت اور حیثیت والے جس طرح بھی گذر رہی تھی گزار رہے تھے۔ اتفاق سے ایک روز اس کی چھوٹی بچی ”نازہ“ لکڑیوں کو دیکھ کر چلاتی ہوئی گھرائی۔ ماں سے لکڑی لینے کے لئے پیسے مانگے مگر افلاس تھا ماں بچی کی مراد کب پوری کر سکتی تھی۔ بچی بدلا رہی تھی اس کا باپ بیٹھا تماشہ دیکھ رہا تھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور امام اعظم ابو حنیفہؒ سے امداد حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

مجلس البرکتہ میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا کہ مجلس البرکتہ امام ابو حنیفہؒ کی مجلس کا نام تھا۔ لیکن جس نے کبھی بھی کسی سے کچھ نہیں مانگا تھا آج بھی اس کی زبان نہ کھل سکی۔ جیاد و شرم اور حیثیت مانع رہی آقربے چارہ بول ہی اٹھ کر چلا گیا۔

لکھا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اس کے چہرے سے اس کو تاڑ لیا تھا کہ اسے کوئی حاجت ہے مگر شرافت اس کے اظہار سے مانع ہے جب وہ شخص گھر چلا تو امام ابو حنیفہؒ بھی چپکے سے اس کے پیچھے ہوئے جس گھر میں وہ داخل ہوا اس کو خوب پہچان لیا راست آئی اور جب کافی بیت گئی تو امام ابو حنیفہؒ اپنی آستین میں پانچ سو درہم کی تھیلی دبائے اس صاحب حاجت کے دروازہ پر پہنچ گئے کھڑی کھٹ کھٹائی جب وہ قریب آیا تو ابو حنیفہؒ نے جلدی سے وہ تھیلی اس کے دروازہ کی چوکھٹ پر رکھ دی اور خود اندھیرے میں اٹھے پاؤں یہ کہتے ہوئے واپس لوٹے۔

”دیکھو تمہارے دروازہ پر تھیلی پڑی ہوئی ہے یہ تمہارے ہی لئے ہے“ اس نے اندر جا کر تھیلی کھولی تو اس کے اندر ایک پرزہ پایا جس پر لکھا ہوا تھا۔

هذا المقصد قد جاد ابو حنیفہؒ یہ رقم لے کر تیرے پاس آیا
به ابو حنیفہؒ اليك من تقایہ حلال ذریعہ سے حاصل کی گئی

دجہ حلال خلیفہ بالائے
ہے چاہئے کہ اس سے اپنے قلب کی
فراغت میں کام لو۔

قناعت و توکل اور استغناء
ابو جعفر منصور عباسی خلیفہ نے جب امام اعظم ابو حنیفہؒ کی خدمت میں مسلسل سینکڑوں کے تحائف و ہدایا اور نقد نے پیش کئے اور امام صاحب نے بڑی بے نیازی سے ٹھکرا دئے تو ابو جعفر منصور نے امام صاحب سے کہا ہے کہ دربار میں آنے اور ملاقات کا موقع بخشنے کی درخواست کی۔ جواب میں امام ابو حنیفہ نے ان کے دربار میں بھی وہی اشعار و ہر اے جو والشی کو فی عیسیٰ بن موسیٰ کے دربار میں کہے تھے ۷

کسرة خبز و کعب مادی و فسو و ثوب مع السلامہ
نعیر من العیش فی نعیم یكون بعدہا السلامہ
ترجمہ۔ کھانے کے لئے روٹی کا ٹکڑا اور پینے کے لئے پانی کا پیالہ اور تن و صلابت کے لئے موٹا جھوٹا کپڑا مل جائے اور ایمان کی سلامتی اور عافیت حاصل رہے تو یہ اس سے

۱۰ الموفق مرہم ۲۴۲ ۱۰ شاید کوئی یہ شبہ کرے کہ جب ظہور سے افتخار و اولیٰ ہے یا ابو حنیفہؒ ایسے معاملات میں اپنے کو ظاہر کرنا نہیں چاہتے تھے تو پھر یہ پرزہ عیسیٰ میں کیوں والا۔ کہنے والوں نے یہاں بہت سی توجہات لکھی ہیں مگر بات ظاہر ہے کہ ہرقم کے مال میں بیسیوں احتمالات ہو سکتے تھے اور ان احتمالات کی وجہ سے ممکن تھا کہ بے چارہ خوجہ کرنے سے بچ چکا یا خرچ کرنے کے بعد دل میں طرح طرح کے وسوسے آتے رہتے کہ کون دے گیا تھا؟ کیوں دے گیا؟ کوئی دھوکہ تو انہیں دینا چاہتا ہو گا؟ کوئی کسی الزام میں گرفتار کرنا چاہتا ہو گا؟ مگر اس پرزے کے بعد یقیناً اس کو اطمینان ہو گیا ہو گا یا آئندہ کے لئے اس کو بہت نا مقصود تھا کہ تم حاجت لے کر آؤ گے تو یہاں سے بھی نقدی ضرور

۱۰ پاؤ گے۔ ۱۰ عقود ایمان مرہم ۳۰۶ و مناقب موفق مرہم ۳۵۲

کہیں بہتر ہے کہ عیش و عشرت میں زندگی گزاری جائے اور بعد اس کے ملامت و مذمت ہو۔

خامسی میں ضیاء یگمانی نے ان کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

کونہ آب پارہ نانے جامہ چند باتن و جانے
ہست بہتر ہزار بار ز عیش کا ورد عاقبت پیشانی
بیس وینار کے دو کپڑے ایک مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی خدمت میں
اور ایک وینار کی نقدی ایک نوجوان حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ حضرت! مجھے دعا چھ کپڑوں کی ضرورت ہے کیا ہی بہتر ہوگا کہ آپ میرے ساتھ احسان فرماتے ہوئے از روئے مروت و بہر دی میری مدد فرماتے۔ مجھے نکاح اور شادی کا مسئلہ درپیش ہے میں چاہتا ہوں کہ اس موقع پر اچھا جوڑا پہن لوں تاکہ سسرال میں کچھ عزت بن سکے۔ امام اعظم نے فرمایا۔ بھائی دو ہفتے صبر کرو۔ چنانچہ دو ہفتوں کے بعد جب وہ شخص دوبار حاضر خدمت ہوا تو امام صاحب نے اس نوجوان کو دو قیمتی کپڑے عنایت فرمائے جن کی اس زمانے میں بیس وینار قیمت تھی اور اس کے ساتھ ایک وینار نقد رقم کا عطیہ بھی مرحمت فرمایا نوجوان خلافت توقع اس قدر قیمتی سوغات اور نقدی کو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ امام صاحب بھی اس کی حیرت کو سمجھ گئے اور فرمایا۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں یہ تو تمہاری اپنی رقم ہے تمہارا اپنا مال ہے۔ ہوا یوں کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ سامان تمہارے نام سے اپنے سامان تجارت میں بغداد بھیج دیا چنانچہ وہ فروخت ہو گیا جس کے منافع میں آپ کے لئے بیس وینار کے دو کپڑے لے لئے گئے۔ اور ایک وینار کے رقم کی نقدی بھی بچ گئی اور مجھے اپنا اصل راس المال بھی واپس

موصول ہو گیا ہے۔

بیچے بھائی، اگر آپ سے قبول کریں گے تو نبہا درنہ میں ان کپڑوں کو بیچ دوں گا اور تمہاری طرف سے اگلے رقم اور ایک دینار کا صدقہ کروں گا۔

قاضی ابن ابی یسلیٰ کی چھ غلطیاں | محمد بن عبدالرحمن ابن ابی یسلیٰ کو فہ اطاعت حکم اور امانت کی ایک مثال میں منصب تعنا پر تیس برس تک فائز رہے بعض اوقات حضرت امام اعظم ابو حنیفہ بطور اظہار حق ان کے فیصلوں میں اصلاح طلب امور کی نشان دہی فرمادیتے تھے۔ مذکور قاضی صاحب کی عدالت اور فیصلے مسجد میں ہوا کرتے تھے۔ ایک روز قاضی صاحب مجلس قضاء سے فارغ ہو کر اٹھے تو جاتے ہوئے راستہ میں دیکھا کہ ایک عورت کسی شخص سے فوج جھگڑ رہی ہے اور آپ نے سنا کہ اس عورت نے اسے یوں گالی دی۔

یا ابن ذائبین اے زانی مرد اور زانیہ عورت کے بیٹے قاضی صاحب نے حکم دیا کہ اس عورت کو گرفتار کر لیا جائے خود واپس لوٹے مسجد میں تشریف لائے فیصلہ دیا کہ اس عورت کو کھڑا کر کے حد قذف (اسنی کوڑے) لگائی جائے اور اسے دو مڈوں کے درے (۴۰ کوڑے) مارے جائیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ کو اس واقعہ کی تفصیلات معلوم ہوئیں تو ارشاد فرمایا کہ قاضی صاحب نے فیصلہ میں چھ غلطیاں کی ہیں۔

اول۔ یہ کہ انہوں نے مجلس قضا سے فارغ ہونے اور اٹھ جاتے بعد فیصلہ دیا۔

دو۔ یہ کہ مسجد کے اندر حد جاری کی حالانکہ مسجد میں حد جاری کرنا ممنوع ہے۔

سوم۔ یہ کہ عورت کو کھڑا کر کے حد لگائی حالانکہ عورت کو بٹھا کر حد لگانے کا حکم ہے۔

چہارم۔ یہ کہ قاضی صاحب نے دو حدیں لگانے کا حکم دیا حالانکہ ایک فقط سے ایک ہی حد لازم ہونی چاہئے تھی۔

پنجم۔ یہ کہ قاضی صاحب نے دو حدیں لگائی اگر بالفرض کسی پر دو حدیں لازم بھی ہوں تو ایک ساتھ نفاذ کے بجائے اس پر ایک حد کے اثرات ختم ہونے کے بعد دوسری حد لگائی جاتی ہے۔

ششم۔ یہ کہ حد قذف میں مقذوف کی طرف سے قاذف پر دعویٰ شرط ہے اور مذکور صورت میں جب مقذوف شخص (جسے گالی دی گئی تھی) اس نے حد قذف کے مطالبہ کے لئے دعویٰ اور مطالبہ ہی نہیں کیا تو قاضی صاحب کو از خود مقدمہ قائم کرنے کا کیا اختیار تھا؟

قاضی صاحب کو اطلاع پہنچی تو سخت برہم ہوئے اور گورنر تک سے شکایت کر دی چنانچہ گورنر نے حضرت امام اعظم کو فتویٰ دینے سے منع کر دیا۔ چونکہ فتویٰ دینا فرض کفایہ ہے اور کوفہ میں دیوبند علماء اور بھی موجود تھے اس لئے حاکم وقت کے حکم کی امام صاحب نے تعمیل فرمائی جتنی کہ ایک مرتبہ گھر میں بیٹھے تھے کہ اپنی بیٹی نے ایک مسئلہ دریافت کیا کہ کس طرح روزہ سے ہوں دانستہ سے خون نکلا اور تھوک میں مل کر حلق سے اتر گیا تو روزے کے متعلق کیا حکم ہے؟

امام ابو حنیفہ نے فرمایا:-

جان پدرا! اپنے بھائی حماد سے اس کا حکم پوچھ لو میں تو فتویٰ دینے سے منع کر دیا گیا ہوں مورخ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ اطاعت حکم اور امانت کی مثال اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ بعد میں جب خود گورنر کو بعض مشکل فقہی مسائل میں امام ابو حنیفہ کی طرف رجوع کا احتیاج ہوا تو انہوں نے مانعت فتویٰ کا حکم بھی واپس لے لیا۔

استوحشت من کثوتہا۔ تحفوں اور ہدایا کی اس قدر کثرت اور
بھرمار ہوئی کہ اب اسے دیکھ کر میں
گھبرا اٹھا۔

پھر ابن عیینہ نے امام صاحب کی اس کثرت نوازش اور داد و پیش کی ان کے بعض
تلامذہ سے شکایت بھی کی تو سننے والے نے کہا کہ آپ کے پاس اس کی کیا مقدار آتی ہے
کہ آپ تنگ آ گئے ہیں۔ سعید بن عوفیہ کے پاس امام صاحب کے جو گراں قدر تحائف پہنچتے
رہتے تھے اگر تم ان کو دیکھتے تو خدا جانے کیا کہتے۔ پھر اس نے کہا۔

ما کان يدع احدا من
المحدثين الا بروه بوا
واسعاً له
سیر چشمی کے ساتھ حسن سلوک کئے
بغیر امام ابو حنیفہ کسی محدث کو نہیں
چھوڑتے تھے۔

مشائخ و علماء و طلبہ | امام اعظم ابو حنیفہ کی یہ عام عادت اور ہمیشہ کا
اور محدثین کی خدمت | معمول بن چکا تھا کہ ہر سال میں ایک مخصوص رقم کا
سامان خرید کر کوفہ سے بغداد جانے والے سامان تجارت کے ساتھ بھیج دیتے اور اسی رقم
سے بغداد سے بھی سامان منگوا کر کوفہ میں فروخت کراتے اس لین دین اور تجارت سے
جو آمدنی ہوتی اولاً کوفہ کے علماء مشائخ اور محدثین کے کھانے پینے اور ضرورت کا سامان
خرید کر ان کے گھروں میں بھیج دیتے اس کے بعد اصل سرمایہ اور منافع کی جو رقم بچ جاتی ہے
بھی انہی لوگوں میں بڑی کشادہ دلی اور فراخ حوصلگی کے ساتھ تقسیم فرما
دیتے کہ

انفقوا فی حوائجکم ولا تمردوا | اسے اپنی ضرورتوں اور حاجات میں

تیس ہزار دینار کا صدقہ | حفص بن غیاث امام اعظم ابو حنیفہ کے ساتھ کاروبار
تجارت میں شریک تھے۔ ایک مرتبہ امام صاحب نے ان کو سامان تجارت دے کر تجارت
کی غرض سے باہر بھیجا۔ مگر ایک چیز کے بارے میں انہیں نصرت کر دی کہ اس میں عیب ہے
جب غریب آئے اور سامان فروخت کیا جائے تو اس چیز کے عیب سے خریدنے والے کو آگاہ
کر دینا۔ اس قدر اہتمام و ناکید کے باوجود بھی اتفاق سے حفص بن غیاث خریدار کو عیب سے
آگاہ کر دینا بھول گئے۔ بعد میں جب امام صاحب نے پوچھا کہ یہ سامان کس کے ہاتھ فروخت
ہوا تو حفص کو خریدار بھی یاد نہ تھا جب حفص نے قیمت لاکر امام ابو حنیفہ کی خدمت میں پیش
کی اور امام صاحب کے دریافت کرنے پر اپنی غلطی کا اعتراف کیا تو امام صاحب نے انہیں
فوراً اپنے ساتھ تجارتی اشتراک سے علیحدہ کر دیا اور سارے سامان تجارت کی قیمت جسے
حفص نے ۳۰ ہزار دینار میں فروخت کیا تھا صدقہ کر دی تاکہ مال مشتبہ کے استعمال سے
مکمل اجتناب ہو سکے

ابو حنیفہ کے تحائف اور | تحفے تحائف اور ہدایا باندھنے کا امام صاحب
ہدایا سے گھبرا اٹھا! | کو بہت شوق تھا بلکہ یہ عادت اور طبیعت ثانیہ
بن چکی تھی۔ ایسے ہی مواقع پر بعض اوقات آپ کے منہ سے یہ الفاظ نکل جاتے کہ

بھائیو! حیرت کیوں کرتے ہو آخر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہی فرمان ہے۔
انما انا خازن اضع حیث
ہوتا ہے وہاں رکھ دیتا ہوں۔

محمد بن یوسف صالحی نے سفیان بن عیینہ کا براہ راست یہ قول نقل کیا ہے۔
لقد وجه علی بھدایا | میرے پاس امام ابو حنیفہ کی طرف سے

الا اللہ تعالیٰ فانی ما اعطیکم
من مالی شیئاً ولكن من فضل
اللہ علی فیکم و ہذہ اریاح
بضائعکم لہ

صرف کیجئے اور شکوہ تعریف خدا کے
سوا اور کسی کی نہ کیجئے کیونکہ میں نے
اپنے مال میں سے کچھ نہیں دیا بلکہ
اپنی حضرات کی وجہ سے مجھ پر خدا کا
فضل ہے اور یہ آپ ہی لوگوں کے
(نام زدہ) سرمایہ کے منافع ہیں لہ

محمد بن یوسف صاحبی نے مسعر بن کدام کا ایک بیان نقل کیا ہے کہ
امام اعظم ابو حنیفہؒ کا یہ عام دستور تھا کہ اپنے بچوں کے لئے جب کوئی چیز خریدتے
تو مشائخ و علماء اور محدثین و طلباء کے لئے بھی وہی چیز خریدتے۔ خود اپنے لئے جب
کوئی کپڑا بنواتے تو علماء کے لئے خصوصی جوڑے تیار کرواتے اسی طرح جب فو اکہ اور
پھل فروٹ کا موسم آتا تو یہ ناممکن تھا کہ ابو حنیفہؒ اپنے لئے یا اپنے عیال کے لئے

لہ عقودا بجان صد ۳۳۳ و موثق ۵۱۱ ۲۴۱ لہ خیال یہ ہے کہ خود امام صاحب کے
مال میں جو زکوٰۃ کی رقم نکلتی ہوگی اسے سرمایہ بنا کر امام صاحب بغداد وغیرہ کی تجارت کا کام کر لیتے تھے
"نا کہ رقم بٹھ جانے اور علماء و مشائخ اور حاجت مندوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مدد کی جاسکے
جیسا کہ مندرجہ بالا عبارت کو بغور پڑھنے سے یہ بات مستفید ہوتی ہے اور اگر یہ خیال درست قرار
دیا جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ فقرہ کی ہمدردی کے سلسلہ میں اس تجویز و زیادہ مال کی ترکیب
کے اولین موجد امام ابو حنیفہؒ ہی ہیں اور گزشتہ صفحات میں جو "دو کپڑے اور ایک دینار کی نقدی"
کے عنوان سے ہم نے جو قصہ درج کیا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تجویز زیادہ مال صرف
زکوٰۃ تک محدود نہ تھی بلکہ گاہے گاہے اس میں اپنا راس المال بھی لگاتے تھے اور اس کے منافع علماء
و مشائخ میں تقسیم کر دیتے تھے۔

خریدتے اور علماء و مشائخ کو بھی وہی پھل خرید کر نہ بھیجتے بلکہ
امام مسعر ہی نے یہ دوسری روایت بھی نقل کی ہے کہ:-

علماء یا مشائخ اور طلبہ علوم دینیہ کے لئے امام صاحب جو چیزیں خریدتے اس میں
ہمیشہ اس کا لحاظ فرماتے کہ اچھی سے اچھی اور بہتر قسم کی ہوں لیکن خود اپنے یا اپنے اہل
عیال کے لئے سامان کی خریداری میں عموماً لاپرواہی اور تساہل سے کام لیتے تھے

کسی پر کوئی مصیبت آتی تو | جہاں کسے تلامذہ و مستفیدین اور حلقہ
ابو حنیفہؒ امداد کے لئے کھڑے ہوتے | اصحاب کے ساتھ احسان و مروت اور عطاء

و نوال کا معاملہ تھا اس کی نوعیت تو کچھ ایسی تھی کہ آج کے بے ہنگم دور میں ایسے واقعات کی
صدائیت پر سوائے حیرت اور کچھ تو سوچا بھی نہیں جاسکتا لکھا ہے کہ

"ہر طالب علم اور اپنے ہر تلمیذ سے پوشیدہ طور پر اس کے حالات دریافت
کرتے، کوئی ضرورت ہوتی تو اس کی تکمیل فرما دیتے۔ جو ان میں بیمار ہوتا یا طلبہ کے
اقرباء و الدین اور خویش و اقارب میں کوئی بیمار ہوتا تو ان کی عیادت کرتے جن کا انتقال
ہو جاتا تو ان کے جنازے میں شرکت کرتے کسی پر کوئی مصیبت آپڑتی تو امداد کے لئے
کھڑے ہو جاتے تھے

یوسف بن خالد تلمیذ ابو حنیفہؒ کا بیان ہے کہ:-

"امام اعظم ابو حنیفہؒ اپنے تلامذہ اور طلبہ کے لئے ہر جمعہ بڑے اہتمام سے دعوت فرمایا
کرتے تھے طریقہ یہ تھا کہ طرح طرح کے کھانے جمعہ کے روز پکواتے، دسترخوان لگواتے اور
پھر خود طلبہ کے ساتھ شریک نہ ہوتے اور کہا کرتے کہ میں اپنے آپ کو اس لئے الگ کر لیتا
ہوں کہ میری موجودگی کی صورت میں تم لوگوں کی آزادانہ بے تکلفی جاتی رہے گی اور دعوت و

یا بھی طالب علمانہ مجالست کا مزہ بھی کھا پڑ جائے گا۔

عیدوں اور تہواروں کے مواقع پر سب کے ساتھ حسن سلوک اور ہر ایک کے مرتبہ و مقام کے مطابق ان کے پاس ہدایا و تحائف بھیجتے انتہائی ترقی کہ طلبہ میں جن لوگوں کو احتیاج ہوتا تو ان کی شادی و نکاح بھی امام صاحب کر دیا کرتے تھے۔ اور تمام مصارف خود برداشت فرماتے۔ ایسے طلبہ کی تعداد کثیر تھی جن کے لئے امام اعظم کی جانب سے مالا نہ و خلیفہ مقرر کر دیا گیا تھا۔ ایسے طلبہ کی فہرست تو طویل ہے جن کی ابو حنیفہ مدد کیا کرتے تھے۔

قاضی ابو یوسف کا بیان ہے۔

وکان یعولنی وھیالی عشرين
امام ابو حنیفہ نے میری اور میرے
اہل و عیال کی ۲۰ سال تک کفالت
مسند ۳

کی۔

حسن بن زیاد کے برسر روزگار ہونے تک | حسن بن زیاد امام اعظم
امام ابو حنیفہ مالا نہ و خلیفہ ادا کرتے رہے | کے متنازعہ مذہب سے ہیں
آپ کے حلقہ درس میں تحصیل علم فقہ میں انہماک کے پیش نظر گھر بیٹا اور خاندان کی معاشی
کفالت سے قاصر ہونے لگے۔ ان ہی کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں میں امام صاحب کی درسگاہ
میں تحصیل علم دین میں مصروف تھا۔ ایک روز میرے والد صاحب امام اعظم کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ۔

حضور! میری چند لڑکیاں ہیں رکوں میں حسن کے سوا کوئی نہیں ہے۔ ہماری نظریں
اسی پر لگی ہوئی ہیں کیا ہی بہتر ہوگا کہ آپ سے سمجھاتے کہ یہ کوئی ایسا کاروبار اور دھندا
اختیار کرے جس سے مجھے اور اہل خاندان کو قدرے یُسّر اور کچھ سہولت حاصل ہوتی۔

۱۴۱ھ عقود الجمان ۲۳۵ھ بمجم المصنفین ۵۱۴ھ

۱۵ منازعہ موقوف ۱۴۱ھ موقوف

حسن کہتے ہیں کہ جب میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا۔
میاں حسن! آج تمہارے والد صاحب تشریف لائے تھے پریشان تھے اور آپ کے ہم
وقتی علمی انہماک کی وجہ سے اپنی معاشی کمزوری کی شکایت کر رہے تھے۔
یہ مجھے میں تمہارے لئے یہ مخصوص رقم کا مالانہ و خلیفہ مقرر کر دیتا ہوں جب تک تم
باقاعدہ طور پر برسر روزگار نہیں ہو جاتے یہ امداد تمہاری جاری رہے گی۔
لہذا جب تک میں برسر روزگار نہیں ہوا میری امداد کی جاتی رہی۔

احترام قرآن اور سخاوت و ایثار

امام اعظم ابو حنیفہ خود عالم تھے علم اور اہل علم کے قدر شناس تھے اور ان کی خدمت میں
بڑی مسرت اور بے حد خوشی محسوس کرتے تھے قرآن پڑھنے اور پڑھانے والوں سے قلبی
محبت رکھتے تھے دل و جان سے خدام القرآن پر نچھاور دیتے تھے۔
جس روز آپ کے صاحبزادے نے سبق پڑھنا شروع کیا اور بسم اللہ پڑھی تو آپ نے
اسی روز پانچ ہزار درہم معلم کی خدمت میں پیش کئے۔ اور جس روز انہوں نے سورہ فاتحہ ختم
کی اس روز بھی پانچ ہزار درہم ان کی نذر کئے اور بڑی بجا بخت اور معذرت کے ساتھ
معلم سے کہا۔

واللہ لوکان عندی اکثر
من ذلک فعناہ تعظیماً
للقرات ۳
خدا کی قسم! اگر اس سے زیادہ دولت
میرے پاس ہوتی تو قرآن کے احترام
میں وہ بھی پیش خدمت کر دیتا۔

ابو حنیفہ کا وسیع | امام اعظم ابو حنیفہ عظیم علمی و فقہی خدمات، درس و تدریس
کاروبار تجارت | افتاء و قضا، اسلامی قوانین کی جمع و تدوین، استنباط و

استخراج مسائل تحقیق واجتہاد اور سیاسی عمل کے ساتھ ساتھ ملک و بیرون ملک وسیع سطح پر کپڑے کی تجارت کا کاروبار بھی کرتے تھے یہ ایک خاص قسم کا کپڑا تھا جسے تذکرہ نگار خنز کے نام سے یاد کرتے آئے ہیں جس کا رواج اسلام کی ابتدائی صدیوں میں بکثرت نظر آتا تھا۔ اس کے مختلف اقسام تھے بعض اوقات ایک ایک تھان اس زمانے میں لوگ ایک ایک ہزار درہم تک میں خرید لیتے تھے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ نے خنز کی تجارت میں کتنا کام کیا یا خنز کی تجارت کو کتنا فروغ دیا۔ سوانح و تاریخ کی کتابوں سے اس سلسلہ میں چار چیزیں صراحتاً معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ امام اعظم ابو حنیفہ صرف خنز کے تاجر ہی نہیں تھے بلکہ خنز بانی کا کوئی بڑا کارخانہ

۲۔ یہ ایک خاص قسم کا کپڑا تھا جس کے بانی میں مختلف چیزیں مثلاً ادن، یا کتان روئی وغیرہ کے دھاگے استعمال کئے جاتے تھے اور تانے میں ریشم کا سوت لگایا جاتا تھا۔ فقہ کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ خنز کسی سندری جانور کے بالوں سے تیار ہوتا تھا۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ سبز ہوئے ریشم سے تیار ہوتا تھا۔ ان بیانات میں بھی وہی بات معلوم ہوتی ہے کہ بانا (لحم) مختلف چیزوں کا استعمال ہوتا تھا اور تانا (سدی) ریشم کا ہوتا تھا۔ بعض حضرات تانے میں بھی ریشم کے استعمال کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن صحابہ اور تابعین میں مشکل سے چند ایک ایسے افراد ہوں جنہوں نے خنز کا استعمال نہ کیا ہو اگر میوں میں غیر ادنیٰ اور جاڑے میں ادنیٰ خنز لوگ استعمال کرتے تھے رنگ بھی اس کپڑے کے مختلف ہوتے تھے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ریشم کی شرکت کی وجہ سے کپڑے میں مضبوطی پیدا ہو جاتی تھی۔ شریعت میں ریشم کا استعمال مردوں کے لئے حرام ہے لیکن اس کے جائز استعمال کی یہ غلط صورت ہی بن سکتی ہے۔

کوفہ میں ان کا جاری تھا۔

۲۔ کوئی حانوت ربڑی مشاپ یا تجارتی منڈی ابھی ان کی کوفہ میں موجود تھی جس سے مال کی فروخت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

۳۔ خدام اور غلاموں سے بھی پھیری لگوا کرتے تھے۔

۴۔ کوفہ سے دور دروازہ علاقوں مثلاً بغداد، نیشاپور اور مرو وغیرہ مال بھیجا کرتے تھے۔ اور وہاں سے بھی مال منگوا کرتے تھے۔

۵۔ بیرونی علاقوں میں بھی مال کی ترسیل کیا کرتے تھے اور جگہ جگہ ان کے ایجنٹ موجود رہتے تھے۔ خنز کی دکان یا تجارتی کوٹھی کے طور پر عمرو بن حریث کے دار (گھر) استعمال کیا جاتا تھا بلکہ تاریخ کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو کے اس گھر میں حضرت امام صاحب کا باقاعدہ خنز بانی کا کارخانہ کام کرتا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ ایک مرکزی مقام اور تجارتی منڈی بن چکا تھا۔ باہر سے بھی خنز باف اپنا اپنا مال فروخت کے لئے یہاں لایا کرتے تھے اور امام صاحب ان کے مصنوعات کو خرید خرید کر فروخت کرتے تھے ایسے بھی ہوا کہ کبھی کبھی ایک ایک دفعہ میں آٹھ آٹھ ہزار درہم کے کپڑے صرف ایک آدمی سے خریدے جاتے تھے بلکہ واقعی نے تصریح کی ہے کہ امام صاحب کی ایک بڑی کوٹھی تھی جس میں بننا جاتا تھا۔

یوں بھی ہوا اور آزمائش و امتحان کا ایک مرحلہ امام صاحب پر ایسا بھی آیا کہ امام صاحب

۱۔ دار اس میدان کو کہتے ہیں جس کے چاروں طرف احاطہ ہوتا ہے اسی احاطہ میں مکانات، صلیب

یعنی جس پر چھت نہ ہو اور دوسری منزل وغیرہ مالی عمارت ہوتی ہے (فتح القدر ج ۵ ص ۳۱۲) عمرو بن حریث صحابی جب کوفہ پہنچے تو مسجد کے پہلو میں انہوں نے ایک حویلی بنائی جو بیت بڑی ہونے کی وجہ سے

مشہور بھی زیادہ تھی (طبقات ج ۶ ص ۱۴) تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۲۵ مرقیہ

کا یہ تجارتی تجربہ وسیع کاروبار اور خزانہ بانی کے کارخانے کی نگرانی و اہتمام ان کے لئے ایک امتحان بن گیا۔ حکومت کی طرف سے سرکاری سطح پر خزانوں کی عزت (وزارت) کا عہدہ قبول کرنے کی درخواست کی گئی۔ آپ نے معذرت وانکار کر دیا۔ تو اس پر آپ کو سزا دی گئی۔

اس تاریخی روایت سے اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ علماء و مشائخ اور فقہاء و طلبہ کی طرح خزانوں کا بھی ایک وسیع طبقہ آپ سے تعلق رکھتا تھا یا آپ کے زیر اثر تھا۔ امام صاحب کی دکان پر خرید و فروخت کے بھی خاص اصول تھے۔ گاہک جب دکان پر آتا اور مطلوبہ شے نکالنا تو جو بھاؤ اسے بتایا جاتا وہ اسے اسی قیمت پر خرید لیتا تھا۔ بھاؤ چکانے اور چھوٹے دکانداروں کی طرح بات بات میں منافع اندوزی کے لئے بھاؤ بڑھانے گھٹانے کی ٹھکی ٹھوری کا تصور بھی نہیں تھا۔ اس زمانہ میں رواج تھا کہ غلاموں کو مال دے کر انہیں اطراف و اکناف میں بھیجا جاتا تھا غلاموں کی اس نوع کا نام فقہی اصطلاح میں "ماذول التجار" ہے جس کے متعلق فقہاء کو باقاعدہ طور پر قانونی دفعات کا استنباط کرنا پڑا۔ امام صاحب نے اپنے کاروبار تجارت میں غلاموں کے ذریعہ مال کی پھیری کے اس طریقہ کو بھی اختیار فرمایا تھا۔ لکھا ہے کہ ایک غلام ستر ہزار درہم لے کر واپس آیا۔ ابو سعید سمعی کا بیان ہے کہ امام ابو حنیفہ کا ایک غلام تھا جو تجارت کرتا تھا امام اعظم نے مال کی کثیر مقدار اس کے سپرد کر دی تھی جس کی وہ تجارت کرنا تھا ایک مرتبہ اس نے مال میں تیس ہزار درہم کا نفع کمایا جب ایک غلام کا یہ حال ہے اس سے دوسروں کا قیاس بھی کیا جاسکتا ہے۔

علامہ مناظر حسن گیلانی نے تصریح کی ہے کہ ابو حنیفہ کی تجارت صرف اندرون علاقہ

تک محدود نہ تھی بلکہ بیرونی علاقوں سے بھی مال منگوا یا جاتا تھا۔

بہر حال امام اعظم ابو حنیفہ کے متعلق تو اتنے سے یہ ثابت ہے کہ وہ خزانے کے ایک بڑے کامیاب تاجر تھے اور اس میں ان کو خاص مہارت حاصل تھی۔ کو فیہ ان کی بڑی تجارتی مندی بھی تھی اور تجارتی کاروبار میں ان کے بڑے شرکاء بھی تھے جگہ جگہ کارندے اور ایجنسیاں اور ایجنٹ بھی مقرر تھے۔

سود و ربا سے پاک خالص اسلامی نظام بنکاری بڑے سے بڑے بنک کی قائم مقامی کرتی تھی۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ امام صاحب کی وفات کے بعد آپ کے گھر سے جو لوگوں کی امانتیں برآمد ہوئیں ان کی مقدار پانچ کروڑ تھی۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ اس وقت ابو حنیفہ کی عمر سے گزر رہے تھے۔ جیل خانے اور زانیانے کی سزائیں ان کے لئے یقینی بن چکی تھیں۔ لہذا ان کے حرم و احتیاط اور کمال تقویٰ و بصیرت کے پیش نظر یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ انہوں نے اپنی عمر کے اس آخری زمانہ میں حتی الوسع امانتوں کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فراموش نہ کیا ہوگا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ امانت و حفاظت کا یہ سلسلہ ان کا اس قدر پھیلا ہوا تھا کہ سمیٹتے سمیٹتے بھی پانچ کروڑ کی رقم کی امانت بچ کے رہی جو ان کی حیات میں ادا نہ ہو سکی تاہم امام صاحب اس کے اصل مالکان تک رسائی کا انتظام کر چکے تھے یہ تو بعد الوفات کی رقم کی تعداد ہے تو صحت کے زمانے میں اور عام حالات میں آپ کے پاس لوگوں کے اموال کی حفاظت و امانت کا سلسلہ جو ہوگا وہ یقیناً اس سے بھی درجہ ہوگا۔ اس قدر خطیر رقوم کی حفاظت، امانت اور واپسی کا ایک اجتماعی نظام اس کے لئے دفاتر، ضبط، ملازم اور حساب دانوں کی ضرورت اور فراہمی کے پیش نظر یہ کہا جا

سکتا ہے کہ سود و ربا سے پاک خالص اسلامی بنکاری، مال کی حفاظت و عیانت اور مضرت کی مستحکم قانونی ضمانت کے لئے امام اعظم ابو حنیفہؒ ہی نے سب سے پہلے باقاعدہ ایک مربوط اور مضبوط منصوبہ بندی کی اور پھر عملاً اسے برت کر کامیابی تک پہنچایا۔

امانت کی حفاظت اور ابو حنیفہؒ کا محتاط طرز عمل

امانت اور عوام مسلمانوں کے اموال کی عیانت اور حفاظت کے عظیم منصوبہ کو دیکھ کر امام صاحب کے ہم عصر اور خود حکومت بھی پریشان رہتی تھی۔ عالمی سطح پر امام صاحب کی امانت تقویٰ اور دیانت کا شہرہ تھا۔ اعتماد کی فضاء قائم تھی۔ حاسدین و مخالفین کب یہ برداشت کر سکتے تھے۔ مختلف ترکیبیں اور حربے استعمال کر کے وہ امام صاحب کے زہر و مقام کو گھٹانا چاہتے تھے۔

انہی ترکیبوں میں ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ ایک دفعہ کسی شخص کے ذریعہ سے امام صاحب کے ہاں امانت رکھوائی گئی اور یہ امانت بھی قاضی ابن ابی یسلیٰ کے توسط سے آپ کے حوالے کی گئی جس پر قاضی صاحب کی سرکاری مہر بھی لگی ہوئی تھی۔ امانت رکھتے وقت یہ بھی شرط لگا دی گئی کہ اس رقم کو امانت ہی کی مد میں رکھا جائے۔ سرکاری کارندوں کی، یا خود قاضی صاحب کی یا امانت رکھوانے والے کی یہ بدگمانی تھی کہ باوجود اس شرط کے امام صاحب اس سے ضرور استفادہ کریں گے۔ اور یہی گرفت کا موقع

لے اس سلسلہ میں شرعی مسئلہ یہ ہے قیموں کا جو مال قاضی کی امانت میں رکھا جاتا ہے اس کی حفاظت و عیانت کی ایک صورت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ قاضی ان کے مال کو قرض پر نہ لگا دیا کرے و جب یہ بتائی گئی ہے اگر مال صرف امانت رکھا جائے تو نقصان کی صورت میں مثلاً چور چر کر لے بھاگے یا حادثوں کا شکار ہو جائے تو میں سے اس کا معاوضہ یا تادان وصول نہیں کیا جاسکتا لیکن اگر جیسے امانت کے وہی مال بطور قرض کے کسی کو دے دیا جائے (باقی اگلے صفحہ پر)

ہو گا کہ صاحب امانت کی اجازت کے بغیر اس سے استفادے کا تم کو کیا حق تھا۔ اس کے بعد اندرون خانہ منصوبہ بندی کے ساتھ کارروائی یہ کی گئی کہ قاضی ابن ابی یسلیٰ جو اس زمانہ میں کوفہ کے قاضی تھے ان کی عدالت میں ایک شخص نے یہ دعویٰ دائر کر دیا کہ فلاں ابن فلاں کی جو امانت ابو حنیفہ کے ہاں رکھوائی گئی تھی وہ انہوں نے اپنے بیٹے کے حوالہ کر دی ہے تاکہ وہ اس رقم سے تجارت کرے گویا امانت میں خیانت کا انکشاف کیا ہے چنانچہ امام صاحب کے نام وارنٹ طلبی کا جاری ہوا۔ امام صاحب حاضر ہوئے عدالت میں دعویٰ سنایا گیا۔ ظاہر ہے کہ امام اعظم جیسی محتاط شخصیت اس امانت میں کیسے تصرف کر سکتی تھی۔ آپ نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ اپنا سرکاری نمائندہ بھیج کر تحقیق کر لیجئے آپ ہی کی مہر یقینی پر لگی ہوئی ہے اگر امانت میں تصرف ہوتا تو سرکاری مہر یقینی ٹوٹ جاتی۔ چنانچہ سرکاری آدمی امام صاحب کے ساتھ بھیجا گیا۔ اس سرکاری نمائندے کا بیان

بقیہ گذشتہ صفحہ تو قرض لینے والا ہر حال میں اس کا فاسد بن جاتا ہے۔ تو امام صاحب نے بھی امانتوں کو حوادث و آفات سے بچانے کی ایک صورت یہ نکال لی تھی کہ بجائے امانت کے اس کو قرض کی شکل دے دی جائے۔ تو جس کے پاس امانت رکھوائی جاتی وہ "غیر فاسد امین" نہیں ہوتا بلکہ "فاسد قرض دار" بن جاتا ہے اور نقصان ہو جانے کی صورت میں ایک ایک پیسہ کا ذمہ دار قرار پاتا ہے۔ چونکہ محض امانت رکھنے کی وجہ سے مال کی حفاظت کی ضمانت کی کوئی صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے امام صاحب عموماً امانت رکھانے والوں سے اس کو کاروبار میں لگانے کی اجازت لے لیتے تھے جس سے ایک طرف تو ان کے مال کی انتہائی اطمینان بخش حفاظت کی صورت پیدا ہو جاتی دوسری طرف ان کو دوسری مضرت یا قرض کے وسیع سے وسیع پیمانے پر تجارت کرنے کے لئے اس راہ سے بے انتہا سہولت بھی مل جاتا تھا۔ اس مسئلہ کے مختلف دقیق پہلوؤں کے متعلق فقہ کی کتابوں میں تفصیل سے مسائل لکھے گئے ہیں یہاں نہ تو ان کی گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔

استغراق کی کیفیت دے دی ہے امام صاحب اس آیت کو دہراتے رہے حتیٰ کہ رات گزر گئی اور مؤذن نے اذان دے دی۔ ۵

تمام رات نہیں سوئے یاد کر کے تجھے
گرفتہ دل تھے بڑے روتے یاد کر کے تجھے

اسی طرح کی ایک روایت قاسم بن یمن سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ:-
ابو حنیفہ نے نماز میں اس آیت کا تکرار کرتے رات گزار دی روتے تھے

بل الساعة موعدهم والساعة
بلقیامت بہت سخت ہے اور بہت
ادھی واسر

کڑوی ہے۔

آیت کے تکرار سے امام صاحب پر اخلح وتضرع اور گریہ کی کیفیت طاری تھی۔

الہی عاقبت بہتر بنا دے | بیاج بن بطام کی روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے
ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ کی زندگی میں انہیں خواب میں دیکھا کہ ان کے پاس ایک جھنڈا ہے جسے
نقاے ہوئے بڑے سکون اور وقار کے ساتھ آپ کھڑے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اے ابو حنیفہ
آپ یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

ارشاد فرمایا: اپنے رفقاء، تلامذہ اور محبین کا انتظار کر رہا ہوں تاکہ ہم سب اکٹھے ہو
کر چلیں۔ یہ سن کر میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اچانک دیکھا کہ آپ کے پاس طالبان علوم
نبوت اور ائمہ و علماء کی ایک بڑی جماعت جمع ہو گئی پھر آپ چل پڑے اور آپ کے ہاتھ
میں جھنڈا تھا اور ہم بھی سب آپ کی اقتداء میں چل رہے تھے۔ صبح کو ابو حنیفہ کی
خدمت میں حاضر ہوا اور رات کا دیکھا ہوا خواب کا سارا قصہ عرض کر دیا۔

۵ عقود الجمان ص ۲۱۵ ۵ ایضاً ص ۲۲۴ و مناقب برقی ص ۲۰ و صیری ص ۵۶

کہ اس مکان میں جہاں امانت کی رقوم پڑی تھیں بے شمار تصلیاں بھری ہوئی تھیں آخر امام
صاحب نے تلاش بسیار کے بعد وہ مطلوبہ توڑا دھیلی نکالا۔ جو بجنسہ اپنی مہر کے ساتھ رکھا
ہوا تھا۔ صرف یہ نہیں بلکہ سرکاری نمائندے نے اپنے بیان کے آخر میں کہا کہ
”امام ابو حنیفہ کے ہاں تو اموال، وراثت و تانیر اور امانتوں کی انتہی کثرت ہے کہ ان کو
اس معمولی رقم میں تصرف کرنے کی ضرورت نہ تھی“

بے چارے ساندش کرنے والے اپنا سامنہ لے کر رہ گئے ان بے وقوفوں کو یہ بھی معلوم
نہ تھا کہ امام اعظم سیاحۂ آدمی امانتوں کی مختلف نوعیتوں میں فرق کئے بغیر سب کے ساتھ ایک
ہی سلوک کیسے کر سکتا تھا۔

تمام رات نہیں سوئے یاد کر کے تجھے |
زائدہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ
میں نے امام اعظم ابو حنیفہ کے ساتھ ان ہی کی مسجد میں عشاء کی نماز پڑھی میری حاضری کا
مقصود یہ تھا کہ میں ان سے ایک مسئلہ دریافت کروں۔ بہر حال نماز ہو گئی لوگ چلے گئے میری
آمد کا ابو حنیفہ کو علم نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے جب دیکھا کہ لوگ چلے گئے تو نماز کی نیت
باندھ لی مجھ پر ان کی نظر نہیں پڑی کہ میں مسجد کے ایک کونے میں بیٹھا تھا۔

اب انتظار کرنے لگا کہ امام صاحب نماز سے فارغ ہوں گے تو اپنا مسئلہ دریافت
کروں گا۔ حتیٰ کہ امام صاحب نماز میں قرائت کے دوران جب اس آیت پر پہنچے۔

فمن الله علينا ووقانا عذاب
السموم (طود ۲۷)

ہم کو عذاب و دوزخ سے بچالیا۔

تو بار بار اس آیت کو دہراتے رہے میں سمجھ گیا کہ اس کا مضمون قیامت کی
ہولناکی، اللہ کی عنایت و احسان اور عذاب سموم کی اذیتوں کے تصور نے ابو حنیفہ کو

ابو حنیفہؒ نے سنا تو وجود پر لرزہ طاری ہوا اور بے اختیار رونے لگے اور بار بار یہ دعا ان کی زبان پر آ رہی تھی۔

اللہم اجعل عاقبتنا الی اے اللہ! ہماری عاقبت اور انجام

کو بہتری اور خیر کی طرف پھیر دے۔

الخیرؒ موت کب واقع ہوئی | ایک مرتبہ خلیفہ دوقت نے ملک الموت کو خواب میں

دیکھا تو امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں نے خواب میں حضرت عزرائیلؑ کو دیکھا تو اس سے دریافت کیا کہ اب میری باقی زندگی کتنی رہ گئی ہے تو اس نے میرے سوال کے جواب میں پانچوں انگلیاں اٹھادیں۔ میں نے اس کی تعبیر بہت جگہ سے دریافت کی مگر کہیں سے جواب نہیں ملا۔ اب آپ ہی اس مسئلہ کو حل فرمادیں۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے جواب میں فرمایا۔ پانچ انگلیوں سے ان پانچ چیزوں کی طرف اشارہ ہے جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ اول قیامت کب آئے گی دوم بارش کب ہو گی سوم عالم کے پیٹ میں کیا ہے چہارم کل انسان کیا کرے گا پنجم یہ کہ موت کب اور کہاں آئے گی۔

ابو حنیفہؒ کی محتاط گفتگو منصور کے دربار میں ایک صاحب جن کا نام طوسی کیلئے ویاں جان لگئی | ابو العباس طوسی تھا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی روز افزوں مقبولیت ان کو بھی دوسرے حاسدوں کی طرح ایک لمحہ نہ بھاتی تھی۔ ایک روز جب خلیفہ منصور کا دربار لگا ہوا تھا تو اس نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے برسر دربار امام صاحب سے مسئلہ دریافت کرتے ہوئے کہا۔

اے ابو حنیفہؒ! یہ بتائیے کہ اگر امیر المومنین ہم میں سے کسی کو حکم دیں کہ فلاں آدمی کی

گردن مار دو اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس شخص کا قصور کیا ہے تو کیا ہمارے لئے اس کی گردن زنی جائز ہوگی؟

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے ابو العباس سے بہتہ جواب فرمایا کہ:-

ابو العباس! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ امیر المومنین صحیح حکم دیتے ہیں یا غلط؟

ابو العباس طوسی نے کہا کہ امیر المومنین غلط حکم کیوں دینے لگے۔ ان کا تو ہر حکم صحیح ہوتا ہے۔

تب امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا۔

تو صحیح حکم کے نافذ کرنے میں تردد کی گنجائش کیا ہے۔

طوسی امام صاحب سے یہ جواب پا کر کھسیانا سا ہو کر بے حد شرمندہ ہوا۔ جس حال میں وہ

امام صاحب کو پھانسنے چاہتا تھا خود پھنس گیا۔

لیا آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

تکفیر میں حزم و احتیاط | امام اعظم ابو حنیفہؒ حتی الامکان مومن کی تکفیر سے احتراز اور فتویٰ میں تقویٰ اور فتویٰ کفر میں حد درجہ حزم و احتیاط برتتے تھے ظاہر پہ

باطن اور فتویٰ پر تقویٰ غالب رہتا تھا۔ امام اعظم کا مسلک ہے کہ اگر ایک مسلمان کے قول میں کفر

کے ننانوے وجوہات ثابت ہو جائیں اور صرف ایک وجہ ایمان موجود نہ ہو تو اسی کو تہیج

دی جائے گی۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے اور یہ واقعہ مختلف کتابوں

میں نقل ہونا چلا آیا ہے کہ:-

ایک شخص امام اعظم ابو حنیفہؒ کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت! ایک شخص ہے

جو ایمان و اسلام کا دعویٰ کرتا ہے خود کو مسلمان کہلاتا ہے مگر اس کے باوجود

۱) وہ جنت کی خواہش نہیں رکھتا۔

۲) اور نہ اسے نارِ جہنم کا خوف ہے۔

۳) میتہ (غیر مذبح چیز) بلا جھجک کھاتا ہے۔

۴) نماز پڑھتا ہے مگر رکوع و سجدہ نہیں کرتا۔

۵) گواہی دیتا ہے مگر دیکھے بغیر۔

۶) اس کے ہاں فتنہ محبوب اور حق مبغوض ہے۔

۷) رحمت سے دور بھاگتا ہے۔

۸) یہود اور نصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔

بظاہر یہ سب وجوہات کفر ہیں جو اس میں موجود ہیں ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

اگر اب کا زمانہ ہوتا تو سوال ختم ہونے سے پہلے خدا جانے کفر کے کتنے فتوے لگ چکے ہوتے۔ مگر یہ تو امام اعظم ابو حنیفہ ہیں جن کو قدرت نے سوادِ اعظم اہل سنت کی امامت کا شرف بخشا ہے۔ بغیر کسی تردد کے فرمایا۔
میرے نزدیک وہ شخص مومن ہے۔

سائل کو حیرت ہوئی تو امام صاحب نے فرمایا اس لئے کہ

۱) اس پر اللہ کی خواہش غالب ہے جب اللہ ہی اس کا مطلوب ہے تو جنت کی خواہش کی کیا پروا۔

۲) اسے نارِ جہنم کا نہیں بلکہ رب النار کا خوف ہے۔

۳) میتہ (غیر مذبح چیز) کھاتا ہے پھلیوں کی صورت میں۔

۴) نماز جنازہ پڑھتا ہے اور اس میں سجدہ اور رکوع نہیں۔

۵) توحید و رسالت کی شہادت دیتا ہے (یعنی کلمہ شہادت پڑھتا ہے) حالانکہ

اس نے خدا کو دیکھا ہے نہ رسول کو۔

۶) انسا اموالکم و اولادکم فتنہ قرآن نے اموال اور اولاد کو فتنہ قرار دیا ہے اسے محبوب رکھنا انسان کی فطرت ہے۔

موت امرِ حق ہے مگر ذوقِ عبادت اور جمعِ حسنات کی وجہ سے اس سے بغض رکھنا (نا پسند کرنا) عموماً ہے۔

۷) بارش اللہ کی رحمت ہے اس سے دور بھاگتا ہے کہ بھیگ جلنے سے بچ جائے۔

۸) یہود کے اس قول کہ لیست الذناری علی شیئی اور نصاریٰ کے قول کہ لیست ایسود علی شیئی کی تصدیق کرتا ہے جو عین ایمان ہے۔

سائل و حاضرین ابو حنیفہ کے اس جواب سے حیرت و استعجاب کے ساتھ ان کا منہ تھکے رہ گئے۔ (مفقود الجمان ص ۲۵۱)

رافضی نے توبہ کی اور کوئٹہ کا ایک رافضی حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے شیعہ حرکات سے باز آیا خلافت بکواس کیا کرتا تھا کبھی انہیں کافر کہتا اور کبھی

یہودی۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کو خبر ہوئی تو صحابہ کے دفاع کے لئے تڑپ اٹھے جب تک اس رافضی سے ملاقات نہ کر لی، بے چین رہے آخر اس رافضی کے پاس تشریف لے گئے اور بڑا ادب، محبت اور نرمی سے کہا۔

اے بھائی! میں تیری محبت جگر دیجی، کے لئے فلاں صاحب کی طرف سے سنگینی کا پیغام لایا ہوں۔ اللہ نے اس صاحب کو حفظ القرآن کی دولت سے نوازا ہے اس کی تمام بات نوافل اور قرآن کی تلاوت میں گذرتی ہے۔ خدا کا خوف ہمیشہ ہمہ وقت غالب رہتا ہے تقویٰ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

رافضی نے کہا، بہت اچھا، یہ تو صرف میری لڑکی کے لئے نہیں بلکہ پورے خاندان کے لئے سعادت ہے۔

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا، ہاں مگر اس میں ایک عیب ہے کہ مذہباً یہودی ہے۔ رافضی کا

رنگ بدلا اور جھٹلا کر بولا۔ کیا میں اپنی لڑکی کی شادی یہودی سے کروں ؟
تب امام ابوحنیفہ نے فرمایا۔ بھائی! آپ تو اپنی محنت جگہ ایک یہودی کے نکاح میں
رہنے کے لئے تیار نہیں تو کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک نہیں اپنے نورِ دل
کے دو ٹکڑے (دو بیٹیاں) حضرت عثمان (جو بنو نضیر آپ کے یہودی تھے) کے نکاح میں کیوں
دے دیں۔

ابوحنیفہ کا یہ ارشاد رافضی کے لئے تنبیہ اور ہدایت کا باعث ہوا۔ اپنے کئے پر نادم
اور خلوص دل سے تائب ہوا۔ اور ہمیشہ کے لئے ایسی حرکتوں سے بچا لیا۔
برو باری اور فکر آخرت کا ایک واقعہ امام اعظم کے صبر و تحمل، بردباری اور
فکر آخرت کا یہ عالم تھا کہ ایک موقع پر کسی خارجی نے امام صاحب کو برا بھلا کہا۔ غلیظ گالیاں
دیں اور مبتدع، اور زندقہ کہہ کر توجہ حضرت امام صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا۔
غفر الله لك هو يعلم الله تعالى معاف فرمائے تو جو کچھ کہہ
من خلاص ما تقول تہ رہا ہے خدا جانتا ہے کہ وہ مجھ میں نہیں
ہے۔

اس کے بعد امام اعظم ابوحنیفہ پر گریہ طاری ہوا اور فرمانے لگے۔
”میں بھی اللہ سے حقوق کی امید رکھتا ہوں مجھے خدا کا عذاب ملتا ہے ؟“
عذاب کے تصور سے گریہ بڑھ گیا اور روتے روتے غش کھا کر گر گئے۔ جب افاقہ ہوا
تو فرمانے لگے۔

”یا رب! جس نے بھی مجھ پر ایسی بات کہی جو مجھ میں نہیں تھی اس کو معاف فرما،
منصب قضا، انکار، احتیال و تدبیر کا دلچسپ قصہ ایک مرتبہ خلیفہ منصورؒ کے

حکم پر سفیان ثوری، مسعر بن کدام، امام ابوحنیفہ اور قاضی شریک گرفتار کر کے دربار خلافت
میں لائے جانے لگے تو امام اعظم ابوحنیفہ نے اپنے رفقاء کے مزاحی اور طبعی خصوصیات
کو ملحوظ رکھ کر اپنی فطری ذہانت، جودِ طبع اور خدا داد فرست سے چاروں کے
مستقبل کا ایک حسین نقشہ کھینچا۔ پھر جو کچھ بیان کیا، پیش گوئی کی، عملاً بھی وہی ہوا
جو امام صاحب اپنی فراست سے پہلے ہی بتا چکے تھے۔

اپنے بارے میں فرمایا کہ میں تو کسی تدبیر و احتیال سے خلیفہ منصور سے بات کر کے
قبول منصب سے غلامی حاصل کر لوں گا، امام سفیان راستہ میں چھپ کر بھاگ جائیں گے
مسعر بن کدام خود کو بچانے کے لئے اپنے آپ کو مجنون ظاہر کر کے کامیاب ہو جائیں گے مگر قاضی شریک
اس ابتلا میں واقع ہو جائیں گے اور منصب قضا قبول کر لینے کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ
نہیں ہو گا۔

بہر حال جب گرفتار کر کے چاروں رفقاء کو لایا جا رہا تھا راستہ میں کسی جگہ پر سفیان
نے پولیس والوں سے کہا کہ مجھے تو قضا سے حاجت کی ضرورت ہے۔ ایک سپاہی نگہداشت
کے لئے ان کے ساتھ کر دیا گیا۔ سفیان ایک دیوار کے قریب پہنچے اور اس کی پرلی طرف

۱۵ پھر ابوحنیفہ نے جو کچھ کہا وہی ہوا جیسا کہ اس فقرہ کی تفصیل آگے آرہی ہے اس سلسلہ میں میرا
خیال یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ اپنے گرفتار شدہ تینوں رفقاء کے طبعی رجحانات اور مزاحی خصوصیات سے
چونکہ اچھی طرح باخبر تھے اس لئے خلیفہ کی طرف سے قبولِ منصب کے دباؤ سے بچنے کے لئے امام صاحب
اپنے ساتھیوں کو غلامی کی تدبیریں بتا رہے تھے جسے ہم فراست اور زیر کی سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں
میرا خیال یہ ہے کہ جس طرح ابوحنیفہ یہ کہہ رہے تھے کہ اس طرح ہو گا اس طرح ان کی خواہش
یہ بھی تھی کہ اس طرح کر لیا جائے جیسا کہ بعض روایات سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے غرض جو نسا پہلو
بھی لے لیا جائے ابوحنیفہ کی زیرکی و دانائی اور فراست مومنانہ کی جھلک نمایاں ہے۔

آگے بڑھ کر انہیں ہٹایا۔ اور خلیفہ وقت سے کہا، جناب! ان کا دماغی توازن خراب ہو گیا ہے۔ خلیفہ نے بھی کہا ہاں یہ بات درست ہے انہیں دربار سے باہر نکال دو۔ اس کے بعد امام اعظم ابو حنیفہ کو بلایا گیا۔ اور بڑے تپاک سے منصب قضا کی پیشکش کی گئی۔ تو امام اعظم نے کوفہ کے مخصوص حالات کے پیش نظر خلیفہ وقت کو بڑی حکمت و تدبیر سے سمجھانا شروع کیا کہ:-

جناب! کوفہ والوں کی ذہنیت تو آپ کو معلوم ہی ہے اس وقت میں کوفہ میں ایک خوش باش شہری اور ایک عام باشندے کی طرح زندگی بسر کر رہا ہوں۔ مجھے ان پر کوئی اقتدار اور افسری حاصل نہیں۔ اگر آپ میرا قضا کے منصب جلیل پر نظر کر کے جب وہاں بھیجیں گے تو یہ لوگ چونکہ میرے خاندانی حالات سے واقف ہیں کہ میرے والد نان بائی ہیں اور میں خود کپڑے کا سوداگر ہوں۔ اہل کوفہ میرے اس پر رضا مند نہیں ہوں گے کہ ان پر خزانہ کے بیٹے کی حکومت ہو۔

خلیفہ منصوبہ کرنے لگا۔ آپ سچ کہتے ہیں۔ اور اس طرح ابو حنیفہ کی خلاصی ہو گئی۔ اب قاضی شریک رو گئے تھے ان کا کوئی حیلہ بہانہ نہ چل سکا بے چارے دھڑلے لگے جب کچھ حیلہ بہانہ کرنا بھی چاہا تو خلیفہ نے خاموش کر دیا اور کہا کہ تیرے بغیر تو کوئی دوسرا رو ہی نہیں گیا کہ تیرا عذر قبول ہوتا۔

قاضی شریک نے بڑے اصرار سے دماغی ضعف کا کچھ حیلہ بہانہ ڈھونڈ کر پیش کرنا چاہا مگر خلیفہ نے کہا۔

جناب! دماغی تقویت کے لئے روزانہ روغن بادام میں فالودہ بلو کر پلانے کا حکم تمہارے لئے سوے دول گا۔

قاضی شریک نے قبول قضا کے لئے کچھ شرائط منگائیں ایک شرط یہ بھی تھی کہ میں عدل و انصاف کے تقاضے پورے کروں گا اور اس راہ میں کسی صادر و وار و

بیٹھ گئے گویا واقعہ قضا و حاجت پوری کر رہے ہیں کہ اچانک ان کی نظر کشتی پر پڑی تو سفیان نے اسے دیکھتے ہی کشتی کے ملاح سے منت سے عرض کیا۔ یہ صاحب جو دیوار کی اوٹ میں کھڑا ہے یہ مجھے بے گناہ ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ کشتی والوں نے سفیان کو سوار کر لیا اور اپنے خاص ڈھنگ کے ساتھ رکھے ہوئے کانٹوں میں انہیں چھپا لیا۔ جب پولیس پر گزر ہوا تو وہ سفیان کو نہ دیکھ سکے۔

جب سفیان نے دیر کر دی تو دیوار کے ساتھ کھڑے محافظ سپاہی نے انہیں آواز دی یا ابا عبد اللہ! یا ابا عبد اللہ! مگر سفیان ہوتے تو جواب دیتے۔ جب کچھ جواب نہ ملا تو سپاہی آگے بڑھا اور آپ کو خوب ڈھونڈتا رہا۔ مگر کچھ نہ پایا۔ شرمندہ اور پریشان ہو کر اپنے ساتھیوں کے پاس واپس لوٹا۔ اور بتایا کہ سفیان کو میں نے کھو دیا ہے۔ وہ کسی تدبیر سے مجھ سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

بہر حال ساتھیوں نے اسے اس جرم کی سزا دی۔ المرام انیکہ بغیر سفیان کے باقی تینوں ساتھی ابو حنیفہ قاضی شریک اور مسعر بارگاہ خلافت میں پیش کر دئے گئے۔ اچانک دیکھا گیا کہ مسعر بن کدام صفت توڑ کر اور شاہی آداب سے بے پرواہ ہو کر خلیفہ کی طرف بڑھے چلے جاتے ہیں۔ اور بے محابا ابو جعفر منصور کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر مصافحہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

شاہ عترم! فرمائیے! آج کل جناب کا مزاج کیسے رہتا ہے۔ میرے بعد کے حالات کیسے گذرے، آپ کے پڑوس میں فلاں فلاں صاحب جو رہتے ہیں ان کی کیا کیفیت ہے۔ آپ کے نوکر چاکر کیسے ہیں مال مویشیوں کا کیا حال ہے؟

اسی اول قول کہنے کے ساتھ ساتھ مسعر نے آخر پر اپنی گفتگو میں یہ اضافہ بھی کیا کہ "ابا! آں جناب مجھے منصب قضا سے نوازنا چاہتے ہیں۔"

سارا دربار اور خلیفہ خود مسعر کی اس حرکت کو دیکھ کر دم بخود تھا۔ آخر کسی نے

شاہ کے عزیزوں اور اقرباء اور درباریوں تک کا کچھ خیال نہیں کروں گا۔

خلیفہ منصور نے بڑے طمطراق سے وعدہ کر لیا کہ میرے اور میرے والدین کے خلاف بھی فیصلہ دینے میں آپ کو کوئی باک محسوس نہیں کرنی چاہئے۔

پھر کیا ہوا اور کیسے فیصلے ہوتے رہے یہ تو ہمارے موضوع سے خارج ہی ہے۔ مگر یہاں چاروں ائمہ کی بارگاہ خلافت میں پیشی کی صورت میں وہی کچھ سامنے آیا جس کی ابوحنیفہ پہلے سے پیش گوئی کر چکے تھے یہ

بارگاہ صمدیت میں دعا والتجا بکر عابد سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے ایک رات امام اعظم ابوحنیفہؒ کو دیکھا نماز میں مشغول تھے مگر گریہ طاری تھا بے اختیار زار زار روتے جاتے تھے اور بڑی لجاجت و مسکنت سے یہ دعا کر رہے تھے۔

رب ارحمى يوم تبعث
عبادك وقضى عذابك واغفر لي
ذنوبى يوم يقوم الاشهاد
تیرے بندوں کی تیری بارگاہ میں پیشی
ہو مجھے اپنے عذاب سے بچا، میرے
گناہوں کو معاف فرما دے جس روز
کہ کھڑے ہوں گے گواہی دینے والے

خود خدا سے کانپ اٹھتے ابراہیم بصری نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک روز مجھے نماز میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ساتھ کھڑے ہونے کا اتفاق ہوا صبح کی نماز کا وقت تھا امام قرأت کر رہے تھے جب امام نے یہ آیت پڑھی

ولا تحسبن الله غافلاً
ما يعمل الظالمون (ابوہیم)
اے مخاطب جو کچھ یہ ظالم لوگ کر رہے ہیں
اللہ تعالیٰ کو ان سے بے خبر مت سمجھو

نو امام ابوحنیفہؒ لرز گئے۔ وجود پر کیچی طاری ہوئی اور مجھے نماز میں محسوس ہوا کہ ابوحنیفہ خدا کے خوف سے کانپ اٹھے ہیں یہ

بے انتہا گریہ و بکا | نصر بن حباب القرشی سے روایت ہے کہ میرے والد کی امام اعظم سے گہری دوستی تھی اور اکثر ان کی مصاحبت میں رہا کرتے تھے گا بے گا بے میں بھی اپنے والد کے ساتھ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں رات گزار لیا کرتا تھا اس دوران مجھے بار بار یہ دیکھنے کا موقع ملا کہ ابوحنیفہؒ ساری ساری رات بیدار رہ کر مصروف عبادت رہتے اور گا بے آپ پر اس قدر گریہ و بکا طاری ہو جاتا کہ آنسو چٹائی (جائے نماز) پر ٹپکنے لگتے اور ان کے ٹپکنے کی آواز میں سنا کرتا تھا گویا موسلا دھار بارش ہو رہی ہے یہ



باب

خلق خدا پر شفقت، رعایت حقوق، اخلاق و تواضع حق گوئی و بے باکی، اور حکمرانوں پر تنقید و احتساب

اخلاق و محاسن کی اجمالی تصویر | امام ابو یوسفؒ سے ایک مرتبہ کسی تقریب سے ہارون الرشید نے کہا، کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے اوصاف اور اخلاق و محاسن بیان کیجئے تو امام ابو یوسف نے فرمایا:-

كان دالله شديد الذب
عن حرام الله، مجانباً لاهل
الدنيا، طويل الصمت، دائم
الفكر، لم يكن مهذواً
ولاثر ثاراً، ان سئل عن
مسئلة كان عنده علم
اجاب فيها، وما علمته
يا امير المؤمنين الا ماثنا

(جہاں تک میں جانتا ہوں ابو حنیفہؒ کے
اخلاق و عادات یہ تھے کہ) نہایت
پرہیزگار تھے منہیات سے بچتے تھے
اہل دنیا سے احتراز تھا، اکثر خاموش
رہتے تھے اور زیادہ تر سوچا کرتے
تھے فضول باتیں کرنے اور بے مقصد
کی گفتگو اور لایعنی کلام سے نفرت
تھی جب کوئی شخص مسئلہ پوچھتا اور

نفسه و دينه لا يدكر
احداً الا بخير فقال
الرشيد، هذه اخلاق
المصالحين

ابو حنیفہؒ کو معلوم ہوتا تو جواب دیتے
ورنہ خاموش رہتے۔ ہر طرح سے اپنے
دین و ایمان کو محفوظ رکھتے غیبت سے
بچتے تھے جب بھی کسی کا ذکر کرتے

بھلائی کے ساتھ کرتے۔ ہارون الرشید
نے ابو یوسفؒ کا بیان سنا تو کہنے لگا
”مصلحین کے اخلاق ایسے ہی ہوتے

ہیں“

ابو حنیفہؒ کے اخلاص و ولہیت، دیانت و تقویٰ، اور اخلاق و محاسن کی مندرجہ بالا
اجمالی تصویر جو قاضی ابو یوسفؒ کی زبانی ہارون الرشید کے دربار میں بیان کی گئی یقیناً بڑے
مختاط اور بغیر کسی مبالغہ کے حقیقت پسندانہ اور واقعاتی صورت کا عکس جمیل پیش کیا گیا
بھرے دربار میں علماء اور معاصرین کی موجودگی میں جہاں حاسدین و مخالفین انگل رکھنے
کی تاک میں ہوں مبالغہ آرائی کا تصور کب کیا جاسکتا تھا۔

مطالعہ و کتب بینی کا سرسری ذوق رکھنے والے گو اسے کچھ بھی نہ سمجھیں یا فصاحت و
بلاغت کی ایک جھلک قرار دیں۔ یا موجد درویشی و بزرگی پر حمل کریں غرض جو کچھ کہیں
کہہ سکتے ہیں مگر علمی و روحانی اوصاف کے نکتہ شناس اور بھر معرقت کے خواہر
سمجھ سکتے ہیں کہ یہ طرز زندگی بظاہر جتنی بھی سادہ اور آسان نظر آتی ہے مگر اس کو عمل و
کردار کی دنیا میں نباہ کے انجام دینا اسی قدر مشکل اور ہر لحاظ سے قابل قدر ہے۔
ابو حنیفہؒ کے حسن اخلاق سے شرابی فقیہ بن گیا | امام اعظم کے سوانح نگار

ایک شرابی کا دلچسپ قصہ عام طور پر نقل کرتے آئے ہیں لکھا ہے کہ شرابی موچی تھا جو امام ابوحنیفہ کا پڑوسی تھا دن بھر بازار میں کام کرتا جوتے بنانا اور گانڈھتا۔ کام سے فارغ ہوتا تو اپنی کمائی سے پیسے پلانے کا سامان اور شراب و کباب لے کر گھر آتا۔ مغل جاتا دوستوں کو بھی مدعو کرتا۔ رات بھر نشہ کی حالت میں خوب اودھم مچاتا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے اس کے پڑوس میں ہونے کی وجہ سے اس کے بہت سے خرافات سنے۔ اور نشہ کی حالت میں وہ یہ شعر کثرت سے پڑھتا تھا جو بار بار سن کر سب کو یاد ہو گیا۔

اَصَا عُوْنِيْ وَ اَتَى فَتْنِيْ اَصَا عُوْنَا

لَبِوْمِ كَرِيْمَةٍ وَ سِكَادِ نَغْرُ
ترجمہ لوگوں نے مجھے ضائع کر دیا اور کتنے بڑے باکمال نوجوان کو ضائع کر دیا۔ جو جنگ کے دنوں اور کٹھن حالات میں اور ملک کی سرحدوں کی حفاظت میں کام آسکتا تھا۔

امام ابوحنیفہ اسے بار بار سمجھاتے نصیحت کرتے۔ مگر وہ ان حرکتوں سے باز نہ آتا علمہ والے بھی اس کی ان ہنگامہ آرائیوں سے تنگ تھے۔ شاید کسی نے تنگ آکر شکایت کر دی ہوگی۔ کہ ایک روز جب رات ہوئی تو پولیس اس کے گھر دھمکی۔ اور بے چارہ گرفتار ہو کر جیل چلا گیا۔ جب رات ہوئی تو امام ابوحنیفہ کے کانوں میں حسب معمول اپنے اس شرابی پڑوسی کی آواز نہ آئی۔ دریافت فرمایا کہ ہمارے پڑوسی کو کیا ہو گیا ہے کہ کچھ ہمیشہ کا معمول ترک کر دیا ہے جب لوگوں نے اصل صورت حال بتائی تو بے چین ہوئے اور اپنے فاسق اور فاجر پڑوسی کی مصیبت میں گرفتاری کو ایک لمحہ بھی برداشت نہ کر سکے۔

خلافت دستور اپنے بلند مقام کا خیال کئے بغیر اپنے رفقاء کی ایک جماعت ساتھ لے کر دالامارۃ پہنچے۔ کچھری میں کھلی مچ گئی۔ کہ امام ابوحنیفہ آج یہاں کیسے پہنچ گئے۔ حاکم کو اطلاع ہوئی تو اجلاس چھوڑ کر باہر نکل آیا۔ اور بڑی تعظیم و توقیر کی اور خاطر و مدارت سے پیش آیا۔ امام صاحب سے اس نے پڑھا بھی تھا۔ بہر حال تعجب سے حاکم

نے امام صاحب سے پوچھا کہ آج خلاف معمول یہاں آپ کے قدم رجمہ فرمانے کی وجہ کیا ہوئی۔ حاکم امام صاحب کا یہ جواب سن کر دنگ رہ گیا جب امام صاحب نے فرمایا۔ کہ میرے محلہ کا ایک موچی جو میرا پڑوسی ہے پولیس والوں نے اسے گرفتار کر کے جیل بھجا دیا ہے میں حاضر ہوا ہوں کہ میری ذمہ داری پر اسے اب رہا کر دیا جائے۔ بھلا اس میں حاکم کے لئے عذر کی گنجائش کیا ہو سکتی تھی۔ بہر حال حاکم نے امام صاحب کے شرابی پڑوسی اور اس کے عیاش ساتھیوں کو آزاد کر دیا۔

جب ابوحنیفہ کا پڑوسی جیل سے باہر آیا تو دیکھا کہ امام صاحب اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں اور اسے بار بار کہتے جارہے ہیں کیوں بھائی! میں نے تو آپ کو ضائع نہیں ہونے دیا اور اس سے امام صاحب کا اس کے گائے ہوئے مشہور شعر کو اشارہ تھا جو اوپر درج کر دیا گیا ہے۔

موچی بے چارہ آنکھیں جھکائے ہوئے تھا ابوحنیفہ کے اس غلبہ عظیم سے بے حد متاثر نہامت میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور برے سادب سے عرض کر رہا تھا

لَا يَاسِيْدِي وَ صَوْلَاتِي لَا تَوَانِي

بَعْدَ الْيَوْمِ اَفْعَلْ شَيْئًا تَنَازِي بِهِ

نہیں میرے سردار! میرے آقا! آج کے دن کے بعد آپ مجھے ایسی حرکتوں میں مبتلا نہیں پائیں گے۔ جن سے آپ کو افسوس پہنچی ہو۔

چنانچہ اس کے بعد وہ باقاعدگی سے امام صاحب کے محلہ درس میں شریک ہونے لگا کہتے ہیں کہ وہ اپنی توبہ میں سچا ثابت ہوا اور ایک وقت آیا کہ وہی شرابی کو فم کے علماء کبار میں شمار ہونے لگا۔

بھائی! مجھے دیکھ کر تمہارے دل میں ندامت یا دہشت کی جو کیفیت پیدا ہوئی خدا کے لئے معاف کر دو۔

ایک مظلوم حامی کی | علامہ نعمانی نے قلائد عقود و العقیان کے حوالہ سے نصرت کا واقعہ | ایک قصہ نقل کیا ہے جس سے بظاہر ابو حنیفہ کو تدوین فقہ کے خیال کی انگیخت ہوئی ہے لکھتے ہیں کہ:-

دو شخص حمام میں نہانے گئے اور حامی کے پاس کچھ امانت رکھتے گئے۔ ایک دن میں سے نہا کر نکلا اور حامی سے امانت طلب کی اس نے دیدی اور یہ چلتا بنا۔ جب دوسرا حمام سے باہر آیا اور امانت مانگی تو حامی نے عذر کیا اور کہا کہ میں نے تمہارے شریک کے حوالہ کر دی ہے۔ اس نے عدالت میں استغاثہ کیا۔

قاضی صاحب نے حامی کو ملزم ٹھہرایا کہ جب دونوں نے مل کر تیرے پاس امانت رکھی تھی تو تیرے لئے لازم تھا کہ دونوں کی موجودگی میں امانت واپس کرتا۔ بے چارہ حامی گھبرایا ہوا امام اعظم کے پاس آیا۔ اور سارا ماجرا سنایا۔ امام صاحب نے فرمایا تم جا کر اس شخص سے کہو کہ میں تمہاری امانت ادا کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن قاعدہ کے موافق تنہا تمہیں نہیں دے سکتا۔ اپنے شریک کو لاؤ تو مجھ سے لے جاؤ۔ اس طرح شریک کو لایا نہ جاسکا۔ اور بیچارہ مظلوم حامی ابو حنیفہ کی تدبیر سے ناجائز ظلم سے محفوظ رہا۔

ایک صاحب نے امام اعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے کچھ روپے ایک جگہ احتیاط مستاع گم شدہ مل گئی! | سے رکھ دئے تھے اب ہزار کوشش کے باوجود یا ذہیں آ رہا کہ کہاں رکھے تھے مجھ کو سخت ضرورت درپیش ہے۔

اپنے مقروض کو معاف کر دیا | مشہور شیخ الصوفیہ حضرت سقیق بلخی اور اس سے معافی بھی مانگ لی | کی یہ چشم دید روایت نقل کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں ایک روز امام ابو حنیفہ کے ساتھ جارہا تھا اتنے میں دور سے آتے ہوئے ایک شخص نے ہمیں دیکھ کر راستہ بدل دیا اور ایک دوسری گلی میں مرگ گیا۔ سقیق فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام صاحب اس شخص کو پکار رہے ہیں۔
”جس راستے پر تم آ رہے تھے اس پر چلے آؤ بھائی! دوسری راہ تم نے کیوں اختیار کر لی؟“

بے چارہ راہ گیر ٹھہر گیا۔ ہم قریب پہنچے تو بے چارہ کچھ شرمایا سا کھڑا ہوا ہے امام اعظم نے اس سے پوچھا کہ بھائی! تم نے اپنی راہ کیوں بدل لی؟ راہ گیر نے عرض کیا حضرت! دس ہزار کی رقم آپ کی مجھ پر باقی ہے ادا کرنے میں تاخیر ہو گئی ہے آپ کو دیکھ کر سخت ندامت ہوئی نظر براہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ اس لئے دوسری گلی کی طرف مو گیا تھا۔

امام اعظم نے فرمایا سبحان اللہ! بس اتنی سی بات کے لئے تم نے مجھے دیکھ کر راستہ بدل دیا تھا۔ اور مجھ سے چھپنے کی کوشش کی۔ صرف یہی نہیں بلکہ امام صاحب نے قرض دار کو یہ بھی کہا کہ

قد دھبت منی کلا لہ | جاؤ! میں نے یہ ساری رقم اپنی طرف سے تمہیں بخش دی ہے۔

امام اعظم نے صرف اس پر کہاں اکتفا کیا سقیق راوی ہیں کہ اس پر مستزاد یہ کہ امام اعظم نے اپنی طرف سے اپنے قرض دار سے معافی مانگ لی اور اسے بڑی بجا جت سے یہ بھی کہہ رہے تھے کہ:-

واجتناب کے باوجود انسانی خدمت و مروت کے جذبات سے معمور طبیعت رکھنے والے امام ابو حنیفہ کو دیکھا گیا کہ صرف ایک دو مرتبہ نہیں اور مہینوں یا ہفتوں کے فاصلے سے بھی نہیں بلکہ ایک ہی دن میں بار مرتبہ اپنے قاصد کو خلیفہ کے دربار میں سفارش کے خط و کمر بھیجا جب اس سے کام بنتا نظر نہ آیا تو اسی ذمی یعنی غیر مسلم کے لئے پانچویں مرتبہ بنفس نفیس خلیفہ کے دربار میں تشریف لے گئے اور اس کی سفارش کی اور اس وقت مقرر ہے جب تک کہ اس کا کام برآیا نہ لے

سفارش ذمی کی ہے اور بھی کسی تفانیدار یا جھڑپ یا گورنر کے پاس نہیں اپنے سب سے بڑے دشمن اور مخالف اور اپنے وقت کے مطلق العنان فرمان روا خلیفہ منصور کے دربار میں، یہ حقیقت ہے کہ اتنی بڑی جرات اور واقعات کی دنیا میں اس کو برت کر دکھانا دل گروے کا کام ہے جسے امام عظیم ابو حنیفہ نے نباہ کر دکھایا۔

ابو حنیفہ کے نام سے کام ہوا | امام عظیم کے تمام سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک صاحب امام عظیم ابو حنیفہ اور امام صاحب سید مسرور ہوئے کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا حضرت!

مجھے احتیاج اور ایک ضرورت پیش آگئی تھی میں نے آپ کی طرف آپ پر اعتماد کرتے ہوئے فلاں تاجر کے نام رقعہ لکھا کہ وہ مجھے تیس اشرفیاں بطور قرض کے بھیج دے۔ چنانچہ اس نے وہ بھیج دی ہیں۔ میں نے وصول کر کے اپنی مشکل حل کر لی ہے۔ لکھا ہے کہ امام صاحب کی یہ بات سن کر مجھے بگڑنے، ناراض ہونے یا بغیر اجازت کے کام پر سب سے پہلے پاہونے کے یہ کہہ رہے تھے بھائی! میں نہیں سمجھتا کہ کسی سے نفع اٹھانے کا ایسا طریقہ بھی ہو سکتا ہے اگر آپ کو اس سے بھی نفع پہنچا ہے تو مبارک ہو! لے

امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔ بھائی یہ سب توفیق ہیں کہیں بھی مذکور نہیں۔ مجھ سے کیا پوچھنے آئے ہو۔ اس شخص نے بڑی نجات کی اور کہا، خدا را میری مدد فرمائیے تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔ ابھی سے وضو کیے ساری رات نماز پڑھو۔

صاحب واقعہ نے وضو کیا اور نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اتفاق یہ کہ تھوڑی دیر بعد کہ ابھی چند رکعت نماز پڑھی تھی اس کو یاد آگیا کہ روپے فلاں جگہ رکھے تھے۔ وہ شخص دوڑا ہوا امام عظیم ابو حنیفہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ کی تدبیر راست آئی اور مجھے گم شدہ متاع مل گئی۔

امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔ ہاں شیطان کب گواہ کر سکتا تھا کہ رات بھر نماز پڑھتے رہو اس لئے اس نے جلد یاد دلادیا۔ تاہم تمہارے لئے مناسب یہ تھا کہ اس کے شکریہ میں شب بیداری کرتے اور تمام رات نمازیں پڑھتے، تاکہ شیطان کو بھی ذلت نصیب ہوتی۔ لے

اسلامی ریاست کے غیر مسلم باشندے کیلئے
ابو حنیفہ کی خلیفہ منصور کے دربار میں سفارش
انسانی ہمدردی کے
عام واقعات اور وہ بھی
اہل اسلام کے ساتھ مواصلات

دوسرے واقعات کے حیرت انگیز واقعات امام عظیم ابو حنیفہ کی سیرت کا ایک بہت بڑا حصہ ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ امام عظیم ابو حنیفہ کے ابرہہ رحمہ اور حسن سلوک کی بارش کے لئے اسلام کی شرط بھی نہیں تھی۔ صاحب معجم نے ابن بشکوال کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ:-
"ایک مرتبہ مشہور عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے دربار میں ایک ذمی اسلامی ریاست ایک غیر مسلم باشندے کی کوئی مشکل پیش آئی تھی۔ خلفاء اور بادشاہوں سے طبعاً نفرت

بے پناہ صبر و تحمل | کسی بدنصیب نے غیظ و غضب اور شدت بغض و عداوت میں اگر حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو طمانچہ مارا، تو حضرت امام اعظم نے حدودِ رجہ تلمطت و انکسار سے فرمایا۔

بھائی! میں بھی تمہیں طمانچہ مار سکتا ہوں۔ لیکن مارتا نہیں، میں خلیفہ سے تمہاری شکایت کر سکتا ہوں لیکن نہیں کرتا۔ سحر کا ہی کئے وقت تیرے ظلم سے خدا تعالیٰ کے آگے فریاد کر سکتا ہوں لیکن نہیں کرتا اور قیامت کے روز تمہارے ساتھ خصومت اور مقدمہ کر کے انصاف حاصل کر سکتا ہوں۔ مگر یہ بھی نہیں کرتا۔ بلکہ اگر مجھے قیامت کے روز دستگیری حاصل ہوئی اور میری سفارش قبول ہوئی تو تیرے بغیر میں جنت میں قدم بھی نہ رکھوں گا۔

صبر و تحمل کی انتہا | عبدالرزاق بن ہمام کی روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے امام اعظم سے بڑھ کر حلیم اور طبعاً بردبار نہیں دیکھا۔ ہوا یوں کہ ایک مرتبہ امام صاحب مسجد خیف میں تشریف فرما تھے۔ تلامذہ و معتقدین کا حلقہ قائم تھا۔ اتفاق سے میں بھی اسی غفل میں موجود تھا۔ کہ بصرہ سے آئے ہوئے کسی صاحب نے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ امام صاحب نے انہیں مفصل جواب دیا۔ سائل نے کہا کہ اس مسئلہ میں امام حسن بصری نے یوں کہا ہے اور ان کی یہ رائے ہے۔ امام صاحب نے فرمایا۔

اخطاء الحسن
ابوحنیفہ کا یہ کہنا تھا کہ اسی حلقہ سے ایسا شخص کھڑا ہوا جس نے منہ کو لپیٹ رکھا تھا اور امام صاحب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اسے بدکار عورت کے بچے

یا ابن الزانیہ

لہ حدائق الحنفیہ

اسی قسم کی ایک دوسری روایت بھی منقول ہے کہ جرجان کے گورنر کے نام امام ابوحنیفہ کے کسی ملنے والے نے امام صاحب کی طرف سے خط لکھا اور اس میں گورنر سے چار ہزار درہم کا مطالبہ کیا۔ گورنر نے خط پانے ہی اسی وقت لکھنے والے کو چار ہزار درہم کی رقم روانہ کر دی جب امام صاحب کو یہ خبر معلوم ہوئی تو کبیدہ خاطر ہوئی اور سخت ناراضگی کے بجائے وہی کچھ فرمایا جو پہلے شخص سے کہا تھا۔

گالیوں کا جواب
اخلاق سے | امام اعظم کو بری بھلی باتیں بھی سنوایا کرتا تھا۔ تذکرہ نگاروں نے بیسیوں واقعات نقل کئے ہیں۔ ہم یہاں بطور نمونہ ایک واقعہ درج کئے دیتے ہیں۔

لکھا ہے کہ انہی غمخواروں میں ایک شخص امام صاحب کو سر راہ برا بھلا اور سخت سست کہتے ہوئے پیچھا کئے چاہتا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ امام صاحب بھی اس کی یادہ گوشتوں کے جواب میں کچھ کہیں۔ مگر امام ابوحنیفہ اس کی غلافات اور مغلط گالیاں سننے، سر جھکائے گھر کی طرف بٹھے چلے جا رہے تھے۔ جب امام صاحب نے کچھ بھی جواب نہ دیا تو گالیاں بکنے والا کھسیانا سا ہو کر کہنے لگا کہ ”کیا مجھے کوئی کتا فرض کر لیا ہے کہ میں بھونک رہا ہوں اور تم جواب بھی نہیں دیتے“ بلکہ اسی قسم کا ایک اور واقعہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب امام صاحب اپنے گھر کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ تب گالیاں بکنے والے سے خطاب کر کے فرمایا۔

لو بھائی اب تو میری حویلی آگئی اندر چلا جاؤں گا اگر جی نہ بھرا ہو تو میں ٹھہر جاتا ہوں تم اپنی بصرہ اس اچھی طرح نکال لو۔

۲۳۸

لہ معقود الجمان ص ۲۹۲، ۲۹۱

لہ مناقب مفتی ص ۲۴۳

آپ یہ کہتے ہیں کہ حسن نے غلطی کی؟
لوگوں نے اس کی یہ شیعہ حرکت دیکھی تو مشتعل ہوئے بہت سوں کے خون کھولنے لگے
اور بہت سوں نے آستینیں چڑھ لیں۔ قریب تھا کہ اس کو یہیں اپنے کئے کی بدترین سزا
دیں۔ مگر امام صاحب نے بڑی سکینت اور وقار سے سب کو خاموش کر دیا اور قدر
غور و قائل کے بعد فرماتے لگے۔

نعم اخطا الحسن و اصاب
ابن مسعود فيما رواه
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
ايضا و سلم له
جی ہاں احسن سے غلطی ہوئی اور عبد اللہ
بن مسعود درست کہتے ہیں جس
طرح کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے
ایسے مواقع پر جب کوئی بے تمیزی اور گستاخی سے پیش آتا اور گروہی وابستگی میں
بغض و عداوت اور استہزاء و گستاخی کی انتہا کو پہنچ جاتا تب بھی امام صاحب دعائیں شیعہ
معاف کرتے اور نفع و غیر خواہی کے سراپا پیکر بن جاتے۔

ہزار درہم کی تقبیلی
مستحق کو پہنچ گئی
ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنے دوست کو ایک تقبیلی
جس میں ایک ہزار درہم موجود تھے سپرد کرتے ہوئے
یہ وصیت کی جب میرا بچہ بڑا ہو جائے تو اس میں سے جو
آپ کو پسند ہو میرے بیٹے کے حوالے کر دیں چنانچہ وہ لوگ بالغ ہوا اور عقل و شعور میں
پختگی ہوئی تو اس کے باپ کے دوست نے اپنے مرحوم دوست کی وصیت پر عمل
کرتے ہوئے خالی تقبیلی اس کے بیٹے کے حوالے کر دی اور ہزار درہم اپنے پاس کھولے
لوگ کے کو جب اصل صورت حال معلوم ہوئی۔ تو اس نے بڑا ادایا کیا۔ مگر اس کے باپ

کے دوست نے کہا کہ یہ تو تیرے باپ نے مجھے اجازت دے رکھی تھی کہ جو چیز تمہیں پسند
ہو وہ میرے بیٹے کے حوالے کر دوں۔ لہذا میں نے تقبیلی کو پسند کیا اور تیرے حوالے کر
دی شرعاً میں نے مرحوم کی وصیت پر صحیح عمل کیا اور عند اللہ میں بری ہوں۔

جب لوگ کسی طرح بھی کامیابی حاصل نہ کر سکا تو بے چارہ امام اعظم کی خدمت میں
حاضر ہوا اور انہیں سارا قصہ سنایا۔ تو امام صاحب نے وہی لڑکے والے باپ کے
دوست کو بلایا اور اس سے کہا کہ جب اس لڑکے کے باپ نے جو تمہارے دوست تھے
تمہیں یہ وصیت کی تھی کہ جو چیز تمہیں پسند ہو وہ میرے بچے کے حوالے کر دو۔ تو محترم!
تمہیں اپنی پسند کی چیز اس بچے کے حوالے کرنا ہوگی۔ ہزار درہم جو تم نے اپنے پاس
روک رکھے ہیں وہ تمہیں پسند ہیں اس لئے کہ انسان اپنے لئے ہی چیز روکتا ہے جو اسے
پسند ہوتی ہے لہذا ہزار درہم اس لڑکے کے حوالے کرنا ہوں گے۔

احقرام استاد
محمد بن یوسف صالحی نے لکھا ہے کہ:-

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے دل میں استاذ کے احترام اور عظمت
شیخ کا یہ عالم تھا کہ جب تک زندہ رہے استاذ کے گھر کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں
سوئے حالانکہ ابو حنیفہ اور ان کے استاذ امام حماد کے گھروں کے درمیان فاصلہ طویل
تھا اور درمیان میں تقریباً سات گلیاں پڑتی تھیں۔

خود انکاری و تواضع
اپنے علم کے متعلق امام اعظم کے جو احساسات تھے ان
کا پتہ خود ان کے بعض اقوال سے چلتا ہے۔ کہتے ہیں کہ
کوئہ کے باندار میں ایک آدمی یہ کہتے ہوئے داخل ہوا کہ ابو حنیفہ فقیر کی دوکان کہاں ہے؟
اتفاق سے یہ سوال انہوں نے خود امام ابو حنیفہ سے کیا تو امام صاحب نے جواب میں فرمایا:-

اور فرمایا، کوئی فکر کی بات نہیں۔ اطمینان خاطر رکھئے۔ آج صبح کی افان آپ کے محلے میں صبح صادق سے پہلے پڑھو ادوں گا۔

چنانچہ امام ابوحنیفہؒ خود بہ نفس نفیس مسجد کے مؤذن سے ملے اور انہیں صبح صادق سے قبل اذان کہنے پر صاف منہ نہ کر لیا۔ ابھی صبح صادق طلوع نہ ہوئی تھی کہ مؤذن نے اذان دے دی۔

ادھر امام عیش کی بیوی نے جو پہلے ہی بویا بستر سمیٹے صبح کی افان کی منتظر بیٹھی تھی نے اذان سنی تو خوش ہوئی اور جوش مسرت میں بول اٹھی۔

”خدا کا شکر ہے آج بڑے بڑے بد اخلاق سے میرا دامن پاک ہوا۔“

امام عیش نے کہا، خدا کا شکر ہے کہ مؤذن نے امام ابوحنیفہؒ کی مہربانی سے صبح صادق سے قبل اذان دے کر آپ کے ٹوٹنے والے رشتہ کو میرے ساتھ ہمیشہ کے لئے جوڑ دیا۔

امام ابو بکر بن محمد زنجری نے مناقب

امام عیش اور آٹے کی تصیلی
امام اعظم نے مشکل حل کر دی

ابوحنیفہ میں نقل کیا ہے کہ:-

امام عیش کو ادائل میں امام اعظم ابوحنیفہؒ

میلان اور لگاؤ کم تھا اور ان کے بارے میں کچھ اچھی رائے نہ رکھتے تھے۔ امام عیش خلفی طور پر خوبصورت نہ تھے اور طبعی طور پر تیز تھے۔ اپنی مزاجی اور طبعی حدت کی وجہ سے گاہے گاہے مصیبت میں مبتلا ہو جاتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حلف اٹھا بیٹھے کہ ”اگر میری بیوی نے مجھے آٹا کے ختم ہونے کی خبر دی یا اس سلسلہ میں کچھ لکھ کر دیا یا پیغام بھیجا یا کسی دوسرے کے سامنے اس کا ذکر کیا کہ مجھے آٹا کے ختم ہونے کی اطلاع ہو یا اس سلسلہ میں کوئی اشارہ کیا تو اس پر طلاق ہو۔“

لیس ہو بفقہ انما وہ فقیہ نہیں ہے بلکہ زبردستی مفتی

هو مفت متكلف له ریعنی فتویٰ دینے والا، بن بیٹھا ہے

امام عیش مشہور تابعی ہیں اور اکابر محدثین

میں ان کا شمار ہوتا ہے سلیمان نام تھا ۶۱ھ

کی مشکل حل کر دی میں پیدا ہوئے اور ۱۲۶ھ میں وفات پائی چار

ہزار احادیث زبانی بیان کیا کرتے تھے۔ ان کے پاس کتاب نہیں ہوتی تھی۔ ظاہری شکل و

صورت کے لحاظ سے اچھے نہیں تھے عیش کہلانے کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان کی آنکھوں

میں موشمت (چندھیان) آگئی تھی۔ دوسری جانب ان کی رفیقہ حیات، نہایت

حصیلان جمیل تھی۔ اپنے حسن و جمال پر اسے غور تھا۔ بات بات پر عیش سے جھگڑتی

اور ہر کام میں جھگڑے کی بات پیدا کر لیتی۔ مختلف حیلوں اور بہانوں سے امام عیش

کو تنگ کر کے آپ سے ہمیشہ کے لئے نجات کی خواہش مند رہتی۔

ایک روز عشا کے بعد کسی مسئلہ پر تنازعہ ہوا۔ دونوں طرف سے بات بڑھ

گئی۔ اور شدت اختیار کر گئی۔ بالآخر بیوی نے امام عیش سے بولنا بند کر دیا۔ امام

عیش نے ہزار جتن کئے۔ مختلف ترکیبیں سوچیں مگر بیوی ان سے بولنے پر کسی طرح

بھی رہا مند نہ ہوئی۔ آخر غصہ میں آکر امام عیش نے قسم کھائی کہ اگر آج کی رات تو میرے

سامنے نہ بولی تو تجھے طلاق بائنہ۔

غصہ اور جذبات میں امام عیش کے منہ سے یہ الفاظ نکلے تو گئے مگر گھر بوجوہ حالات

پھوٹے بچوں کی نگہداشت، امور خانہ داری اور زوجہ کی رفاقت میں فطری تسکین خاطر

اور دیگر مہم مسائل جب سامنے آئے تو وہ درجہ نادم اور پشیمان ہوئے مگر اب کیا ہو سکتا

تھا۔ ایک کے پاس گئے، دوسرے سے ملے۔ مگر کوئی تدبیر نہ سوچی۔ بالآخر امام اعظم

ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ امام ابوحنیفہؒ نے تسلی دی

بیوی بے چاری جہان اور پریشان ہو گئی وہ اس مصیبت سے خلاصی چاہتی تھی۔ گھر بومرود اور قوت لایموت کے لئے آخر آٹا کے بغیر کیسے گزارا کیا جاسکتا تھا۔ بڑے بڑے علماء اور فقہاء سے مسئلہ دریافت کیا گیا مگر کوئی حل سامنے نہ آیا۔ مشورہ دینے والوں نے امام ابوحنیفہ سے مشکل حل کرانے کی بات کی تو فوراً امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا ماجرا سنا دیا۔ امام اعظمؒ نے فرمایا اس میں پریشانی کی کیا بات ہے مسئلہ سہل اور آسان ہے فرمایا۔

رات کو جب امام امش سو جائیں تو چپکے سے اٹے کی تھیلی ان کی چادر یا تنگی یا ان کے کسی بھی کپڑے کے ساتھ باندھ دیجئے جب صبح اٹھیں گے تو اٹے کی خالی تھیلی کو اپنے کپڑے کے ساتھ بندھا ہوا دیکھ کر خود بخود یہ سمجھ جائیں گے کہ گھر میں آٹا ختم ہو گیا ہے۔ اس طرح تمہارے معاش اور گذرانِ اوقات کی تدبیر ہوتی رہے گی۔ چنانچہ امام صاحب کی ہدایت کے مطابق امام امش کی بیوی نے ایسا ہی کیا۔ جب امام امش خواب سے اٹھے اور چادر اور تنگی اٹھائی یا کپڑے سمیٹے تو دیکھا کہ اٹے کی تھیلی ساتھ بندھی ہوئی ہے کپڑے کے اٹھانے سے وہ بھی کھج کر ان کے پاس آگئی۔ سمجھ گئے کہ گھر میں آٹا ختم ہو گیا ہے امام امش نے یہ منظر دیکھا تو پس منظر کے مدبر کو بھی جان گئے۔ اور کہنے لگے خدا کی قسم یہ حیلہ اور خلاصی کی ایسی تدبیر تو ابوحنیفہ ہی کی ہو سکتی ہے۔ اور ہماری بات آگے چل کب سمجھتا ہے جب ابوحنیفہ موجود ہوں۔ اس شخص نے تو ہماری عورتوں پر ہماری قلت فہم اور غجز رائے ظاہر کر کے ہماری فضیحت کر دی ہے یہ

ابوحنیفہ کی تدبیر سے مظلوم کے قتل کا فیصلہ گورنر نے آزادی سے بدل دیا

ایک روز امام اعظم ابوحنیفہ کا گورنر

ابن ہبیرہ کے ہاں جانا ہوا۔ اچانک دیکھا

کہ اس کے سامنے ایک شخص گھس گھسایا گیا ہے جسے وہ قتل کر دینے کی دھمکی سن رہا ہے مگر ابوحنیفہ کے تشریف لانے سے گورنر ابن ہبیرہ امام صاحب کے لئے سراپا اکرام و اعزاز بن گئے۔ بے چارے قتل کی دھمکی سنائے جانے والے مظلوم نے دیکھا کہ گورنر کے ہاں امام ابوحنیفہ کا اکرام و اعتماد ہے اور ہمہ پہلو ان کی رعایت کی جاتی ہے تو اس نے از خود گورنر کے سامنے امام صاحب سے عرض کیا۔

اے ابوحنیفہ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟

امام صاحب ابن ہبیرہ کی دھمکی کے پیش نظر مظلوم سائل کے سوال کی حقیقت اور اس کے پس منظر کو سمجھ چکے تھے۔ تو آپ نے بغیر کسی تامل کے اور سائل سے بغیر سابقہ تعارف کے فوراً ارشاد فرمایا کہ:-

ہاں آپ کو تو میں پہچانتا ہوں آپ وہی تو ہیں کہ جب اذان دیتے وقت کلمہ لا الہ الا اللہ پڑاتے ہو تو آواز کو خوب کھینچ لیتے ہو۔

سائل نے کہا جی ہاں۔ آپ نے درست فرمایا۔

ابوحنیفہ کا اس کلام سے مقصد یہ تھا کہ میں اسے جانتا ہوں کہ یہ شخص اہل توحید ہے۔ گورنر ابن ہبیرہ نے یہ سنا تو کہا۔ اچھا بھائی اذان کہو۔ اس نے اذان کہی۔

امام صاحب نے فرمایا درست ہے۔ ماشاء اللہ، جزاک اللہ۔ گورنر ابن ہبیرہ نے یہ دیکھا تو اسے آزاد کر دیا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ کوئی عورت غر کا سوپے کے مطالبہ پر بھی تھان لے کر امام اعظم کی دکان پر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا یہ کپڑا بھی فروخت کر دے۔

امام صاحب نے عورت سے اس کی قیمت پوچھی۔

کہنے لگی سو روپے۔ امام صاحب نے فرمایا یہ تو بہت کم ہے۔

کہنے لگی دو سو روپے۔

امام صاحب نے کہا یہ بھی تو کم ہے۔ عورت متعجب ہوئی تو امام صاحب نے فرمایا۔

یہ تنہا پانچ سو روپے سے کم قیمت کا ہرگز نہیں۔

عورت نے امام صاحب سے کہا آپ شاید میرے ساتھ ہنسی مذاق کر رہے ہیں۔

امام صاحب نے ہنسی مذاق کب کرنا تھا پانچ سو روپے اپنے پاس سے عورت کو دے

دئے اور تنہا اپنے پاس رکھ لیا۔

آج کی دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا نظر آئے اور اگر کوئی ایسا اقدام کرنے کے لئے تیار

بھی ہو جائے تو بھی نظر خسارہ اور تافان پر جائے۔ مگر امام اعظم کے اس غلط عمل اور

دیانت سے ہم پور کوار نے ان کے کاروبار تجارت کو خسارہ اور نقصان کے بجائے

مزید چمکایا اور آگے بڑھایا۔

ایک صاحب امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر

غسل جنابت بھی ہو گیا اور

ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے بظاہر ایک لاینحل مشکل

طلاق بھی واقع نہ ہوئی!

درپیش ہے اگر غسل کرتا ہوں تو بیوی کو طلاق ہوتی

ہے اگر جنابت میں رہتا ہوں تو اللہ ناراض ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ میں نے قسم کھا رکھی ہے

کہ اگر میں غسل جنابت کروں تو میری بیوی پر تین طلاق۔ اب کیا کروں، خدا را میری

مدد فرمائیے۔

امام ابو حنیفہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور باتوں باتوں میں انہیں وہاں قریب کے ایک ہنر

کی پل پر لائے اور دفعۃً اسے پانی میں دھکا دے دیا۔ وہ شخص از سر تا قدم پانی میں ڈوب گیا

پھر امام صاحب نے اسے باہر نکلوایا اور اس سے فرمایا۔

جا، اب تیرا غسل بھی ہو گیا ہے اور بیوی کو بھی طلاق نہیں ہوئی لے

ایک مرتبہ امام اعظم کے پڑوس میں کسی صاحب

الوجہ حنیفہ کے قیاس سے

کامور (طاؤس) گم ہو گیا۔ بے چارے نے بڑی

مال مسروقہ برآمد ہو گیا

محنت سے پال رکھا تھا۔ بہت تلاش کی کہیں پتہ

نہ چلا۔ بالآخر امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی پریشانی ظاہر کی کہ میرا مورگم ہوا

گیا ہے اور تلاش بسیار کے باوجود کہیں پتہ نہ چل سکا۔

امام صاحب نے فرمایا۔ اب خاموش ہو جا۔ فکر نہ کر اللہ پاک تمہاری مدد فرمائے گا۔

جب صبح ہوئی اور امام صاحب مسجد تشریف لے گئے تو حاضرین کے مجمع سے دوسری باتوں

کے ضمن میں یہ بھی کہا کہ تمہارے اندر کے اس شخص کو جیسا اور شرم کرنی چاہئے جو اپنے پڑوسی

کا مورچہ کرنا زبردستی آتا ہے حالانکہ چرائے ہوئے مور کے پر اس کے سر پر ابھی موجود

ہیں تو جس شخص نے مورچہ پایا تھا جلدی سے سر پر ہاتھ مارنے لگا۔ ابو حنیفہ اسے تاڑ گئے

جب لوگ چلے گئے تو خلوت میں اسے سمجھا بھکا کہ مور اس سے اپنے مالک کو واپس دلوایا۔

بشیر بن ولید سے روایت ہے کہ

ایک صاحب امام ابو حنیفہ کے پڑوس میں ایک

باوجود نادار کا نکاح ہو گیا

نوجوان رہتا تھا جو امام صاحب کے حلقہ

میں کثرت سے آتا اور عموماً حاضر باش رہتا۔ اس نے ایک روز حضرت امام صاحب سے

عرض کیا کہ میں کوفہ کے فلان خاندان سے رشتہ کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلہ میں میں نے

ان کے ان خطبہ یعنی پیغام نکاح بھی بھیج دیا ہے۔ مگر انہوں نے مجھ سے اتنا بڑا مہر طلب کیا ہے جو میری مالی طاقت اور وسعت سے باہر ہے اور ادھر طبعیت بھی نکاح کر لینے کے لئے بے قرار ہے۔ مجھے کیا کرنا چاہئے۔

امام صاحب نے فرمایا استخارہ کرو اور پھر جو کچھ وہ مہر طلب کریں کسی بھی طریقہ سے یعنی قرضہ وغیرہ لے کر انہیں دے دو۔ چنانچہ اس نے ابو حنیفہ کی ہدایت کے مطابق مظلومہ مہر ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ اور لڑکی کے خاندان کو اطلاع کر دی۔ تو عقد نکاح منعقد ہوا۔ اور وہ شخص امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ میں نے لڑکی کے خاندان سے درخواست کی ہے کہ مہر کی کچھ رقم اب لے لو، بقیہ رقم جب بھی مجھے میسر ہوگی ادا کروں گا۔ مگر وہ نہیں مانتے۔ اور لڑکی کی رخصتی پر رضا مند نہیں ہو رہے ہیں جب تک کہ میں سارا مہر ادا نہ کروں۔

امام صاحب نے فرمایا۔ ایک حیلہ اور تدبیر اختیار کرو۔ اس وقت مہر کی رقم کسی سے قرض لے کر ادا کرو۔ اور کسی طرح اپنی بیوی تک پہنچ جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ ان لوگوں کی ورشتہ اور سخت مزاحمت کی وجہ سے تمہارا کام آسان ہو جائے گا اللہ!۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ لوگوں سے قرض لیا اور زیادہ تر قرضہ امام صاحب نے دیا اور وہیں مہر ادا کر دیا تو والدین نے لڑکی کی رخصتی کر دی۔

اب امام صاحب نے اس شخص کو سمجھایا کہ تم یہ ظاہر کرو کہ تمہارا اس شہر سے دور دراز جانے کا ارادہ ہے اور یہ بھی ارادہ ہے کہ اپنی بیوی بھی اس سفر میں ہمراہ رہے گی۔ تو تم میں سے کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔ چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ دو اونٹ لکڑے پر لایا اور یہ ظاہر کر دیا کہ وہ بطلب معاش خراسان جانے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کا ارادہ بیوی کو بھی ہمراہ لے جانے کا ہے۔

لڑکی کے خاندان والوں پر اس کا یہ ارادہ ناگوار اور بہت شاق گذرا۔ وہ امام صاحب

کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کرنے لگے اور اس سلسلہ میں مسئلہ دریافت کیا کہ اس کا شرعی حکم کیا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اس کو شرعاً اختیار ہے جہاں چاہے لے جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی سخت جگر کی جدائی بہت شاق ہے ہم کسی طرح بھی لڑکی کو ساتھ لے جانے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں۔ تو امام صاحب نے فرمایا یہ تو آسان بات ہے اس کو راضی کرو۔ اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ جو کچھ مال تم نے اس سے لیا ہے واپس کر دو جب انہوں نے یہ بات مان لی تو امام صاحب نے اس کو بلا یا اور کہا کہ لڑکی کے خاندان والے اس بات پر رضا مند ہو گئے ہیں کہ جو کچھ تم سے مہر لیا ہے واپس کر دیں اور تمہجے قرض وغیرہ سے بری کر دیں۔

امام صاحب کی اس تجویز سے نوجوان کو شہ ملی اور مزید بگڑ گیا۔ اور کہا
فانا اريد منهم شيئا میں تو ان سے اس رقم سے بڑھ کر کچھ
آخر فوق ذلك مزید حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

مگر امام صاحب نے تنبیہ کی اور اس کے تاجائز اقام اور حصول دولت کے نشہ کو کافور کر دیا اور کہا یا تو اسی رقم پر راضی ہو جاؤ۔ ورنہ پھر اگر عورت نے کسی کے بارے میں اپنے ذمہ قرض کا اعتراف کر لیا تو پھر جب تک وہ قرضہ ادا نہیں کر لیتی تم اسے اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔

نوجوان گھبرایا اور سیٹھا کر کہا! خدا را جو کچھ آپ دلوار ہے میں اسی پر راضی ہوں کہیں اس ترکیب سے وہ مطلع نہ ہو جائیں اور میرا بنا ہوا مسئلہ بگڑ جائے۔ چنانچہ جو رقم امام صاحب اس کو دلوار ہے تجھے اسی کو واپس لینے پر رضا مند ہو گیا۔

دھوبی کا مسئلہ۔ امام ابو یوسف کی ندامت۔ امام ابو یوسف امام ابو حنیفہ کے

امام کو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے چڑوس میں ایک بڑے
حافظ احمدیث رہا کرتے تھے مگر انہیں امام اعظم ابوحنیفہ

سے دشمنی تھی۔ ہمیشہ ان کی مخالفت اور عدالت میں پیش پیش رہا کرتے تھے۔ اچانک ایک روز اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان کچھ بات بڑھ گئی تو بیوی سے کہا ”اگر آج رات تو نے مجھ سے طلاق کا مطالبہ کیا اور میں نے تجھے طلاق نہ دی تو تجھ پر طلاق ہوگا عورت نے سنا تو جواباً کہا ”اگر آج رات میں نے آپ سے طلاق کا مطالبہ نہ کیا تو میرے سارے غلام آزاد ہوں“ بعد میں حبیب ہوش ٹھکانے لگے تو دونوں کو ندامت ہوئی۔ اور دونوں مشہور ائمہ وقت سفیان ثوری اور قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس حاضر ہوئے۔ مگر الجھا ہوا مسئلہ نہ سلجھ سکا۔ اور بے چارے مہیاں بیوی دونوں حبیب وہاں کوئی غصّ نہ پاسکے تو لاچار طوعاً و کرہاً امام عظیم ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مندرجہ بالا صورت واقعہ بیان کی۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نے اسی وقت بغیر کسی تامل کے لایحل مسئلہ پہنچی میں حل کردیا۔ چنانچہ عورت سے فرمایا: تو ابھی سے اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کر لے! اس نے ابو حنیفہ کی ہدایت کے مطابق اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ مرد سے کہا تو عورت کے مطالبہ کے جواب میں یوں کہنا کہ تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے اور عورت کہہ کہ خاوند کے جواب میں یوں کہنا کہ میں ہرگز طلاق نہیں چاہتی۔ چنانچہ دونوں نے ابو حنیفہ کی تعلیم کے مطابق عمل کیا۔ تو ابو حنیفہ نے دونوں سے فرمایا۔ اس عمل کے بعد اب دونوں بری ہو گئے ہو۔ اور طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور تمہارے اوپر کوئی حنت نہ ہوگا۔

ابو حنیفہ کے پڑوسی نے امام صاحب کی یہ ذہانت و بصیرت اور اپنے ساتھ شفقت

تلمیذ رشید اور قریب ترین اصحاب سے تھے۔ ذہین، باخفا، فقیہ اور مسائل کے استنباط و اجتہاد میں کافی دسترس رکھتے تھے۔ ابو حنیفہ سے فیض حاصل کیا اور ابو حنیفہ کی حوصلہ افزائیوں سے خود اعتمادی پیدا ہوئی۔ ایک طویل اور شدید بیماری سے افاقہ کے بعد اپنی علیحدہ درسگاہ قائم کر لی۔ نہ امام اعظم ابو حنیفہ سے اس کی اجازت لی اور نہ امام صاحب نے فی الحال ان کے مجلس درس قائم کرنے کو مناسب سمجھا۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ نے ایک صاحب کو ایک استفتا، سکھایا کہ امام ابو یوسف کی مجلس درس میں بھیج دیا کہ ”ایک شخص نے کسی دھوبی کو کپڑا دھونے کے لئے دیا۔ دھوبی نے اس کو واپس لینے کی تاریخ بتادی جب کپڑے کا مالک مرتجعہ تاریخ کو اپنا کپڑا مانگنے آیا تو دھوبی نے کپڑا واپس دینے سے انکار کر دیا۔“

پھر اس کے بعد خود دھوبی کپڑا دینے آیا تو کپڑے کے مالک پر اس دھوبی کی اجرت واجب ہوگی یا نہیں ؟ اگر ابو یوسف کہیں کہ اجرت واجب ہوگی تو تم کہہ دینا کہ غلط، اور اگر کہیں کہ اجرت واجب نہیں ہوئی تب بھی کہہ دینا کہ غلط۔

چنانچہ امام حنفیہ کا فرستادہ شخص امام ابو یوسف کی مجلس درس میں حاضر ہوا اور جس طرح اسے بتایا گیا تھا اس نے وہی کیا اور کہا۔

امام ابو یوسف ذہین اور دور رس تھے فوراً سمجھ گئے کہ اس کا پس منظر کیا ہے۔
گھیزائے اپنے فعل پر تنبیہ حاصل ہوا۔ فوراً امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام ابو حنیفہ
نے فرمایا۔ ”تمہیں یہاں دعووی والامسلہ لایا“

امام ابو یوسف اپنے کئے پر نادم تھے۔ امام ابو حنیفہ نے مسئلہ کو سلجھاتے ہوئے فرمایا کہ جب دعویٰ کپڑا دھونے سے پیدا دینے سے انکار کر دیا تھا تب وہ غاصب قرار پایا۔ اور غاصب کے لئے اجرت نہیں ہوتی۔ اور جب کپڑا دھونے کے بعد انکار کر دیا تھا تو کپڑا دھونے کی وجہ سے اجرت واجب ہو گئی تھی۔ اب جب وہ کپڑا از خود واپس لے آیا تو غاصب

دعوت دیکھی تو سابقہ عداوت سے توبہ کی اور اس کے بعد دونوں میاں بیوی جب بھی نماز پڑھتے تو ابو حنیفہ کی مغفرت، رفع درجات کی دعا کرتے اور طرح عداوت و محبت میں بدل گئی۔ لہ

امام ابو حنیفہ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ لوگوں نے اسے گرفتار کر دیا شاید سزا دیتے ہوں یا بحث و مناظرہ کرتے ہوں۔ بہر حال جھوٹے

جھوٹے نبی سے علامات نبوت کی طلب کفر ہے

نبی نے لوگوں سے کہا۔

”مجھے قدرے مہلت دے دو کہ تمہارے سامنے اپنی نبوت کے علامات اور صداقت کے نشانات پیش کروں۔“

لوگوں نے اس سے علامات نبوت کے طلب کرنے یا دیکھنے میں قدرے تامل کیا کہ چلو یہ بھی دیکھ لینا چاہئے۔

امام اعظم نے فرمایا۔ نہیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ جھوٹے نبی سے علامات نبوت کی طلب کفر ہے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

لَا نَبِيَّ بَعْدِي میرے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا جھوٹے نبی سے علامات نبوت کی طلب امکان نبوت کی غمازی ہے جس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی صداقت اور ختم نبوت میں شک پڑنے کا اندیشہ ہے جو موجب کفر ہے۔

بارگاہ خلافت میں دعوت و تبلیغ کا حکیمانہ انداز ہے کہ ایک مرتبہ انہیں امیر المومنین نے دربار خلافت میں بلایا۔ وہ پریشان ہوئے۔ امام

عبدالعزیز بن ابی رواد کی روایت

اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد تھے اس لئے فوراً مشورہ کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ مجھے جب خلیفہ کے دربار میں حاضری دینی تھی تو یہ میرے لئے مشکل ہے کہ میں ان کے دربار میں حاضر ہو کر بھی معروف کا امر اور منکر سے ہنی کئے بغیر واپس آ جاؤں۔ اس لئے آپ مجھے اس سلسلہ میں ہدایت دیں کہ میں ان کے دربار میں ایسے طریقہ سے وعظ کہہ سکوں کہ اشتغال انگیز بھی نہ ہو اور مؤثر بھی خوب ہو۔

امام اعظم نے فرمایا۔ اولاً ان کے دربار میں جا کر سنت کے مطابق سلام کہنا اور پھر خاموش رہنا۔ جب وہ آپ سے کسی مسئلہ یا مشورہ کے بارہ میں کوئی بات پوچھیں اور اس کا جواب آپ کو معلوم ہو تو کھلے دل سے بتادیں اور اسی ضمن میں دوران تقریر یہ بھی کہہ دیں کہ اے امیر المومنین! دنیا اور اس کا جاہ و منصب چار چیزوں کے لئے حاصل کیا جاتا ہے:-

۱۔ عزت و شرف کے لئے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ آپ شریف ہی نہیں شریف ابن شریف ہیں۔

۲۔ حصول سلطنت کے لئے، اور الحمد للہ کہ آپ عرب و عجم کی سلطنت کے حکمران ہیں۔

۳۔ طلب مال کے لئے، اور اللہ نے آپ کو مال و دولت کی وسعتوں اور فراوانی سے نوازا ہے۔

۴۔ اے امیر المومنین، اب آپ اللہ کا تقویٰ اختیار کیجئے اور عمل صالح پناہیجئے کہ اس سے دنیا و آخرت کی دولتیں اور ہمیشہ کی لازوال سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔

بنی امیہ کی حکومت قاہرہ کے سب سے بڑے مطلق العنان گورنر ابن ہبیرہ نے ایک دفعہ اپنی سرکار بے باکانہ گفتگو

نامدار کی نرجانی اور سیاسی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے امام اعظم سے دوستی و تعلق کا ہاتھ بڑھایا اور بڑے اشتیاق و پرہیزگارانہ رویے میں عرض کیا۔

”اے بزرگوار! آپ کا ہے گاہے ہمارے ہاں تشریف لایا کیجئے تو آپ سے ہم فائدہ اٹھائیں اور ہمیں آپ سے نفع ہو“

امام اعظم ابو حنیفہ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

جناب! تم سے مل کر کیا کروں گا تم مجھے نزدیکی اور قرب عطا کرو گے تو احسان کرو گے اور میں فتنہ و ابتلا کے دام میں آ جاؤں گا اور اگر تم ناراض ہوئے اور مجھے قرب کے بعد دور کر دیا تو اس میں میری ذلت ہے۔ بہر حال جو کچھ تمہارے پاس ہے مجھے اس کی حاجت نہیں۔ اور جو کچھ (علم) میرے پاس ہے اس کو کوئی مجھ سے چھین نہیں سکتا اور آخر میں بڑی بے باکی اور استغناء کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے گورنر سے کہا۔

جناب! تمہارے پاس کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جس کی وجہ سے میں تم سے ڈروں اور الحمد للہ کہ ابو حنیفہ مال و جاہ کے لحاظ سے مستغنی ہے اللہ نے اسے دونوں نعمتوں سے مالا مال کر دیا ہے۔

گورنر کا گھمنڈ ابو حنیفہ کے
نشتہ ایمان کو نہ توڑ سکا

حکومت بنی امیہ کی پالیسی ابتداء سے روز سے حضرت امام اعظم کے متعلق یہی تھی کہ پہلے نرمی سے کام لیا جائے اور نرمی میں جس حد تک مبالغہ ممکن ہے اس میں کمی نہ کی جائے لیکن نرمی سے جب کام نہ چلے تب گرمی کے طریقوں کو اختیار کیا جائے۔ بنی امیہ کی حکومت قاہرہ نے سب سے بڑے گورنر ابن ہبیرہ نے اس پالیسی کے پیش نظر اولاً امام ابو حنیفہ سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ عراق و ایران اور خراسان جیسے عظیم

سربروں کے مطلق العنان حاکم (گورنر) نے حضرت امام صاحب کو گورنر کے بعد سب سے با اختیار وزیر بنائے جانے کی پیش کش کی اور پیغام بھیجا کہ گورنر کی ہر بھی ان کے پاس ہو گی تاکہ جو کوئی حکم نافذ ہو اور کوئی کاغذ حکومت کی طرف سے صادر ہو خزانہ سے کوئی مال برآمد ہو وہ سب امام صاحب کے ہاتھ سے نکلے۔ اور ان ہی کی نگہبانی میں ہو۔

مگر امام ابو حنیفہ مال و جاہ کے لحاظ سے مستغنی تھے۔ اللہ نے ان کو حقائق شناس فطرت بخشی تھی لہذا امام ابو حنیفہ کے استثنائی طرز عمل، عہدہ و منصب سے انکار اور بے باکانہ گفتگو سے ابن ہبیرہ مایوس ہو گیا تو نرمی کے بعد گرمی اور لاپرواہی کے بعد دھونس دھکی کا طریقہ اختیار کیا۔ ناصحان مشفق سمجھانے لگے تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔

”حکومت کی قضاء، طاعت، وزارت تو خیر بڑی چیزیں ہیں اگر حکومت مجھ سے چاہے کہ وہ سب شہر کی مسجد کے صحن دروازے لگنا کروں تو یہ بھی نہیں کروں گا“

اور ابن ہبیرہ نے ابو حنیفہ کے انکار پر اصرار کی صورت میں تمام اختیارات استعمال کرنے کی قسم کھالی۔ اور ابو حنیفہ بھی عدم شرکت کی قسم کھا چکے تھے۔

فَوَاللّٰهِ لَا اَدْخُلُ ذٰلِكَ
خدا کی قسم! میں اپنے آپ کو کبھی بھی
حکومت میں شریک نہیں کروں گا۔

حکومت کو ابو حنیفہ کا یہ وطیرہ ایک لمحہ بھی پسند نہ تھا۔ گورنر ابن ہبیرہ نے آپ کو ۱۵ دن کے لئے جیل بھیج دیا۔ وہاں بھی طبع و لالچ اور جاہ و منصب کی مسلسل پیش کش ہوتی رہی۔ وزارت عدلیہ کی صدارت، غرض کیا کچھ تھا جو نہیں پیش کیا گیا۔ مگر امام اعظم ابو حنیفہ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تو گورنر ابن ہبیرہ غضب ناک ہوا اور قسم کھائی کہ

وَاِنْ تَمَّ يَفْعَلُ لِنَصْرِيْكَ
اگر عہدہ قضاء، کو بھی امام ابو حنیفہ نے
قبول نہ کیا تو میں اس کے سر پر ضرور
بالیہ اڑاؤں گا۔

کوڑے ماروں گا۔

امارت کے گھنٹہ میں قسم کھانے والے گورنر کی دھمکی سے لوگ کانپ اٹھے مگر ابوحنیفہ کی نظر گورنر کے دربار سے بڑھ کر رب ذوالجلال کے جلال پر تھی۔ اسی لب و لہجہ میں فرمایا۔

وَاللّٰہُ لَا فَعَلْتُ لَوْ
خدا کی قسم میں ہرگز عہدہ قضا قبول
نہیں کروں گا۔ مجھے ابن ہبیرہ قتل
ہی کیوں نہ کر دے۔

گورنر تنکلا اٹھا اور امام صاحب کو جیل سے نکلوا کر اپنے سامنے پیش کیا غصہ سے جہنم کی آگ کی طرح بھڑک رہا تھا۔ دنیوی اختیارات کی وسعتوں کے پیش نظر امام صاحب کو موت تک کی دھمکی دی۔ امام صاحب نے سکینت، استقامت اور بڑی بے نیازی کے ساتھ فرمایا۔

اِنَّمَا هِيَ مِیْتَةٌ وَاحِدَةٌ
صرف ایک ہی موت تک ابن ہبیرہ کا
اقتدار ہے۔

ابن ہبیرہ کی دنیوی سزا مجھ پر آخرت کے گزند کی مار سے بہت آسان ہے بخدا میں یہ عہدہ ہرگز قبول نہ کروں گا۔ اگرچہ وہ مجھے قتل ہی کر ڈالے لے جب ناچھین غلصہ میں نے چشم پوشی اور معاملہ میں نرمی برتنے کی تلقین کی اور کچھ سمجھانا چاہا تو امام صاحب نے فرمایا۔

”میں کیسے اس عہدہ کو قبول کروں جب کہ وہ کسی کی گردن مارنے کا حکم دے گا اور میں اس پر ہر تصدیق ثبت کروں گا۔ بخدا میں ہرگز اس عہدہ کو قبول نہیں کروں گا“ لے

اس کے بعد اکابر علماء اور ائمہ مصر قاضی ابن ابی یعلیٰ، ابن بشیرہ اور داؤد بن ابی ہند صبیہ اکابر علماء کا ایک وفد امام اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حکومت کے قطعی عزائم سے امام صاحب کو آگاہ کیا۔ اور مفت میں جان کو خطرہ میں ڈالنے سے بچانے کی پرزور تلقین کی۔ مگر امام صاحب نے فرمایا۔

لَوْ اِذَا دَفَعْتُ اَنْ اَعْدِلَهُ اَبْوَابَ
مسجد واسطہ لہذا دخل
اگر گورنر ابن ہبیرہ مجھے واسطہ کی
مسجد کے دروازے گننے کا حکم دے
تو میں اس کے لئے تیار نہیں ہوں۔

پھر سزا کس طرح دی گئی اندرون خانہ نہیں، سرعام، موفق نے لکھا ہے۔
”ہر روز ان کو باہر نکالا جاتا اور متادی کر کے لوگوں کو جمع کرایا جاتا۔ جب لوگ جمع ہو جاتے تو عام لوگوں کے سامنے ان کو روزانہ دس کوڑے سزا دی جاتی رہتی“ اسی طرح بارہ روزیں ۱۲۰ کوڑے پورے کئے گئے اور بازاروں میں ان کو پھرایا جاتا رہا

بہر حال امام صاحب کی حق گوئی کی پاداش میں گورنر کے اشارے سے جلا دان پر ٹوٹ پڑتے امام صاحب کے کھلے سر پر پلے در پلے کوڑے برس رہے تھے جب سزا کے بعد امام صاحب کو واپس جیل خانہ لے جایا جارہا تھا تو سر پر مار کے نشان پٹے ہوئے تھے اور مظلوم امام کا چہرہ متوجہ ہوا تھا لے

احترام والدہ
بستہ میں واپسی پر کسی تصور سے امام صاحب پر گریہ جاری
ہوا لوگوں نے وجہ دریافت کی تو امام صاحب نے فرمایا۔

”اس مار کا مجھے خیال نہیں بلکہ مجھے اپنی والدہ کا خیال آتا ہے میری اس مظلومیت اور مار کو دیکھ کر ان بے چاری کا کیا حال ہو گا لے

کوڑوں کی سزا بخوشی قبول کر لی۔

اس سب کچھ کے باوجود ابو حنیفہ کو اپنی رحمت و تکلیف کے بجائے والدہ کے احساس غم کی فکر لاحق تھی۔ جیسا کہ اس بارے میں روایت نقل کر دی ہے۔

اس مناسبت سے شاید بے جا نہ ہو گا کہ حضرت امام

والدہ کی خدمت

ابو حنیفہ کی خدمت و احترام والدہ کی مشہور تاریخی روایت بھی نقل کر دی جلتے جس کو تمام سوانح نگار تواتر سے نقل کرتے چلے آئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت امام صاحب کی والدہ نہایت شکی مزاج تھیں۔ عام عورتوں کی طرح انہیں بھی واعظوں اور قصہ گو یوں سے عقیدت تھی۔ کوفہ کے مشہور واعظ عمر بن ذر پر ان کا یقین بن چکا تھا۔ کوئی مسئلہ پیش آتا تو امام ابو حنیفہ کو حکم دیتیں کہ عمر بن ذر سے پوچھ آؤ امام تعمیل ارشاد کے لئے ان کے پاس جا کر مسئلہ دریافت کرتے وہ بے چارے سراپا عذبن جاتے کہ آپ کے سامنے میں کیسے زبان کھول سکتا ہوں۔ امام صاحب فرماتے والدہ کا یہی حکم ہے۔ بعض اوقات عمر کو مسئلہ کا جواب نہ آتا۔ امام صاحب سے دریافت کرتے پھر اسے امام صاحب کے سامنے دہرا دیتے۔

والدہ کبھی کبھار ابو حنیفہ سے اصرار کرتیں کہ میں خود چل کر پوچھوں گی۔ تو خچر پر سوار ہوتیں اور امام ابو حنیفہ پایادہ ان کے ہمراہ ہوتے۔ خود استفتاء بیان کرتیں اپنے کانوں سے جواب سنتیں تب تسکین ہوتی۔

ایک مرتبہ کسی پیش آمدہ صورت میں امام صاحب سے مسئلہ پوچھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ امام صاحب نے جواب بتا دیا۔ بولیں "تمہاری سند صحیح نہیں، زرعہ واعظ تصدیق کرے تو مجھے اعتبار آئے"۔ چنانچہ امام صاحب ان کو لے کر زرعہ واعظ کے پاس گئے اور مسئلہ کی صورت بیان کی۔ زرعہ نے کہا آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں آپ خود کیوں نہیں بتا دیتے۔ امام صاحب نے بتا دیا کہ میں نے یہ فتویٰ دیا تھا۔ زرعہ نے کہا

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ ابن ہبیرہ نے امام اعظم کو ۱۱ کوڑے مروائے اور روزانہ بیٹے اور نواسے کی گفتگو

امام احمد بن حنبل جب امام اعظم ابو حنیفہ کی اس مظلومانہ حالت کو یاد کرتے تو بے اختیار ہونکھنے لگتے۔ اور امام صاحب کے لئے اللہ کی بارگاہ میں گڑ گڑا کر دعائیں کرتے تھے۔ ابو حنیفہ کے نواسے اسماعیل کا بیان ہے کہ میں کو ذہب اپنے والدہ جاد بن ابی حنیفہ کے ساتھ ایک مرتبہ کنا سر کے مقام سے گزر رہا تھا کہ میرے والد کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے میں نے دیکھا کہ وہ بے اختیار رو رہے ہیں۔

مجھے حیرت ہوئی اور میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا۔

یا ابت ما بیک کیف
ابا جان! کونسی چیز آپ کو اس طرح
دراؤنقطار رلاتی ہے۔

فرمانے لگے۔

یا بُنّی! فی ہذا الموضع
ضُوب ابن ہبیرہ ابی
عشق ایام فی کل یوم
عشق اسواط علی ان یلی
القضاء، فلم یفعل لہ

مختار جگر! یہی وہ جگہ ہے جہاں ابن
ہبیرہ نے میرے والد (ابو حنیفہ)
کو دس روز تک کوڑوں کی سزا
دی تھی اس طرح کہ روزانہ دس کوڑے
لگائے جاتے تھے۔ تاکہ ابو حنیفہ قضا
قبول کر لیں مگر ابو حنیفہ نے منصب
قضا اور وزارت عدل کے بدلے

بابکل صحیح ہے۔ یہ سن کر امام صاحب کی والدہ کو تسکین ہوئی اور گھرواپس آئیں بچہ

ابو جعفر منصور اور
امام اعظم کا فتویٰ
ان سے معاہدہ کر رکھا تھا کہ عہد شکنی کی صورت میں وہ
مباح الدم ہو جائیں گے منصور نے فقہاء کو جمع کیا۔ امام ابوحنیفہ
بھی تشریف فرما تھے منصور بولا کیا یہ درست نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
المومنون علی اللہ وطمعتم
مومن اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔

اہل موصل نے عدم خروج کا وعدہ کیا تھا اور اب انہوں نے میرے عامل کے خلاف
بغادت کی ہے لہذا ان کا خون حلال ہے۔

ایک شخص بولا۔ آپ کے ہاتھ ان پر کھلے ہیں اور آپ کا قول ان کے بارے میں قابل تسلیم
ہے اگر معاف کر دیں تو آپ معافی کے اہل ہیں اور اگر سزا دیں تو وہ ان کے کئے کی پاداش
ہوگی۔

منصور امام ابوحنیفہ سے مخاطب ہو کر بولا۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا ہم خلافت نبوت
کے حامل امن پسند خاندان نہیں ہیں۔

امام صاحب نے فرمایا اہل موصل نے جو شرط لگائی وہ ان کے بس کا روگ نہیں اور جو شرط
آپ نے ٹھہرائی وہ آپ کے حدود اختیار میں نہیں۔

کیونکہ تین صورتوں (ارتداد، زنا اور قتل) میں مباح الدم ہوتا ہے۔ لہذا آپ کا
ان پر گرفت کرنا بالکل ناروا ہوگا۔ خدا تعالیٰ کے ارشاد فرمودہ شرط پورا کئے جانے کا زیادہ
حق رکھتی ہے۔

جناب! فرمائیے! کوئی عورت منکوحہ بالونڈی ہونے کے بغیر اپنے جسم کو کسی شخص کیلئے

مباح کروے تو کیا اس سے مجامعت کرنا درست ہوگا۔

منصور نے فقہاء کو چلے جانے کا حکم صادر کیا۔ پھر خلوت میں امام صاحب سے بہ ہزار
منت عرض کیا۔

اے شیخ! فتویٰ وہ درست ہوگا جو آپ کا ہوگا اپنے وطن کو تشریف لے جائیے اور
ایسا فتویٰ نہ دیجیے جس سے خلیفہ کی ندرت کا پہلو نکلتا ہو کیونکہ اس سے باغیوں کے ہاتھ
مضبوط ہوتے ہیں بچہ

اور الکامل لابن اثیر کی روایت کے مطابق منصور نے امام اعظم اور ان کے دیگر رفقاء
کو واپس لوٹ جانے کا حکم دیا۔

ابو جعفر منصور کا ظالم شا متصوبہ
ابوحنیفہ کی کیا تہذیب سے ناکام ہو گیا
تعمیر بغداد کے زمانہ میں جب خلیفہ
منصور نے امام اعظم ابوحنیفہ کی خدمت
میں عہدہ قضا و حقوق قبول کرنے کی

درخواست کی اور آپ نے انکار کر دیا تو منصور کو غصہ آیا اور امام صاحب سے کہا کہ حکومت
کی ملازمت تو آپ نے کرنی ہی ہے بہتر ہے کہ قضا قبول کر لو۔ ورنہ دیگر مشکل امور آپ
کے سپرد کر دیتے جائیں گے مگر امام صاحب بضد رہے۔ تو حکومت نے انتقاماً امام صاحب
کو یہ دیوٹی سپرد کی کہ بغداد کی تعمیر کے لئے جو اینٹیں تمام روز جاناوروں پر لاد کر لائی جاتی
ہیں آپ وہ گنا کریں گے۔ اور منصور نے ابوحنیفہ سے یہ کام کرانے کی قسم کھالی تھی۔
منقصد یہ تھا کہ امام صاحب سارا وقت اینٹیں گنتے گزاریں گے۔ اور جب ایک ایک
اینٹ کو اٹھا اٹھا کر شمار کریں گے تو ہاتھ بھی چیلنی ہو جائیں گے۔ مقصد امام صاحب کو
کڑی آزمائش میں ڈالنا اور سخت سزا دینا تھا کہ جب امام صاحب تنگ آجائیں گے تو

چارونا چار عہدہ قضا قبول کریں گے۔ مگر امام صاحب عاقل اور عالم تھے۔ ریاضی بھی خوب جانتے تھے۔ سارا دن اینٹوں کا ڈھیر لگتا رہتا۔ اور آپ مغرب کے وقت اینٹوں کے ڈھیر کے قریب آکر لمبے بانس سے یا کسی متعین مقدار کی چھڑی اور آج کل کی اصطلاح میں ایک فیتے سے بڑے بڑے ڈھیر شمار کر لیتے اور حکومت کو اینٹوں کی تعداد سے آگاہ کر دیتے۔ اس طرح منصور کی قسم بھی پوری ہو گئی اور آپ عہدہ قضا کی ذمہ داریوں سے بھی بچ گئے۔

ابو حنیفہ کا استقلال، منصور کا اشتغال اور امام کا سجدہ وصال
 خلیفہ ابو جعفر منصور امام اعظم کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھتے ہوئے تھے اور وہ اس پر آمادہ ہو گئے کہ جس طرح بھی بن پر سے امام ابو حنیفہ کو کوڑہ بلا لیا جائے چنانچہ عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس ابو جعفر کا فرمان پہنچا کہ ابو حنیفہ کو سوار کر کے میرے پاس فوراً روانہ کر دو۔

چنانچہ امام صاحب کوڑہ سے بغداد پہنچائے گئے۔ خلیفہ کے دربار میں پیشی ہوئی۔ قاضی القضاۃ اور عباسی خلافت کی وزارت عدل کے منصب جلیل کی پیش کش ہوئی بڑی لے دے ہوئی۔ ابو حنیفہ کا مسلسل انکار تھا۔ تب ابو حنیفہ نے منصور سے کہا۔

إِنِّي لَا أَصِلُ
 ابوجعفر نے کہا
 بَلْ أَنْتَ قَصِيرٌ
 بلکہ تم ضرور قضا کی صلاحیت رکھتے ہو

دونوں میں اس سوال و جواب کا رد و بدل ہوتا رہا۔ ابو جعفر منصور غصہ ناک ہوا۔ اپنے قطعی فیہ مشکوک معلومات اور ذاتی تجربات پر

انتہا کرتے ہوئے امام ابو حنیفہ سے کہنے لگا۔

كذبت انت قصير
 جھوٹ بولتے ہو قطعاً تم اس کی صحت رکھتے ہو۔

حضرت امام اعظم بھی خاموش نہ رہ سکے بڑی استغناء اور بے پرواہی کے ساتھ خلیفہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

یہجئے آپ نے اپنے خلاف خود فیصلہ کر دیا۔ کیا آپ کے لئے یہ جائز ہے کہ اس شخص کو کو قاضی بنائیں جو آپ کے نزدیک جھوٹا اور کذاب ہے۔

امام صاحب کے اس جواب سے عباسیوں کا مطلق العنان فرمان روا منصور ذہنی شکست کی رسوائی کے پیش نظر زیادہ مشتعل ہو گیا۔ اور خطیب نے لکھا ہے کہ قسم کھا بیٹھا۔

خلف المصور ليفعل
 منصور قسم کھا بیٹھا کہ ابو حنیفہ کو یہ کام کرنا پڑے گا۔

مگر ابو حنیفہ نے اسی آزادی و بے باکی کے ساتھ قسم کھائی کہ وہ قضا کی قسم میں ہرگز یہ کام نہ کروں گا۔

یہی وہ موقع تھا کہ خلیفہ منصور غصہ سے اندھا ہو کر عواقب و نتائج کا اندازہ کئے بغیر ابو حنیفہ کو برا بھلا کہنے کے ساتھ ساتھ تازیانہ برداروں کو امام صاحب کے مارنے کا حکم دیا۔

ایک دو تیس دس بیس نہیں بلکہ تیس کوڑے لگائے۔ قیمیں اتروادی گئی تھی۔ پشت پر مار کے نشانات نمایاں تھے اور ایڑی پر خون بہہ رہا تھا۔ اس قدر تشدد اور سزا

اور اس سے زیادہ دلچسپ قصہ اسی ابو جعفر
ابو حنیفہ کی موت کے بعد خلیفہ
ان کے حملوں سے نہ بچ سکا

عام قبرستان میں دفن نہیں کیا جس میں دوسرے لوگوں کو دفن کیا جاتا تھا۔ تاریخ والوں
نے لکھا ہے کہ خلیفہ منصور بھی امام صاحب کی قبر پر ناز پڑھنے آیا تو اس نے پوچھا
امام صاحب کو عام قبرستان سے علیحدہ کیوں دفن کیا گیا ہے۔

لوگوں نے جواب دیا کہ حضرت امام صاحب نے اپنے علیحدہ دفن کئے جانے کی
وصیت فرمائی تھی۔ وجہ یہ تھی جس خطہ ارضی پر بغداد آباد کیا گیا تھا حضرت امام صاحب
اس کو ارض منصفہ وجہ قرار دیتے تھے یعنی زبردستی مالکوں سے چھینی گئی تھی۔ اس زمین
کے بارے میں ان کا یہی فتویٰ تھا اور یہی وصیت تھی کہ مجھے ایسی زمین میں دفن نہ کرنا جو
نا جائزہ فریہ سے حاصل کی گئی ہے۔

خلیفہ منصور نے سنا تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔

من يعذر في منه حيا
و ميتا له
زندگی اور زندگی کے بعد بھی امام
ابو حنیفہ کے حملوں سے مجھے کون بچا
سکتا ہے۔

حق گوئی میرا فرض منصبی تھا
ایک مرتبہ خلیفہ منصور اور اس کی بیوی
حورہ خاتون کے درمیان کچھ شکرینچی ہو گئی تھی۔ خاتون کو شکایت تھی کہ خلیفہ عدل
نہیں کرتا۔ منصور نے بیوی سے کہا کہ کسی کو منصف قرار دو۔ اس نے امام صاحب کا
نام لیا۔ اسی وقت طلبی کا فرمان گیا۔ خاتون پر وہ کے قریب بیٹھی کہ امام صاحب جو فیصا

کے باوجود حضرت امام صاحب کسی بھی عہدے اور منصب کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے
تو ابو جعفر نے انہیں جیل بھیج دیئے اور سخت تشدد اور سختی کرنے کا حکم دیا۔
چنانچہ جیل میں حضرت امام صاحب پر کھانے پینے میں تنگی کی گئی قید و بندیں سختی کی
گئی اور بعض روایات کے مطابق زہر پلایا گیا۔
اس وقت حضرت امام کی عمر شتر برس کے قریب پہنچ چکی تھی۔ زندگی بھی ساری طبعی
زندگی تھی۔

ادھر ابو جعفر نے ایک دو نہیں تیس کوڑوں کی مار لوائی تھی۔ جیل میں کھانے پینے
کی تکلیف، قید و بند کی سختیاں اور صعوبتیں اس پر مستزاد، صحت گر گئی۔ ابو جعفر
کے داروگیر اور جبر و تشدد نے بوڑھی ہڈیوں میں آخر باقی کیا چھوڑا تھا۔ جو زندگی کا ساتھ
دیتا۔ موت کے آثار آنے لگے اور موت ہی کو قدرت نے ان کی نجات کا ذریعہ بنایا
جب حضرت امام صاحب کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو جبین نیار بارگاہِ صمدیت
میں جھکا دی۔ سجدے میں چلے گئے اور اسی حالت میں اپنی جان، جاں آفریں کے قدموں
میں بچھا کر کر دی گئی۔

۱۵ مئی ۲۳۵ھ بمطابق ۲۸۵ھ خیرات الحسن ۶۱۱ھ میں ہے کہ امام صاحب کے
ساتھ جب زہر آلود پالہ پیش کیا گیا تاکہ وہ اسے پی لیں تو امام صاحب نے انکار کر دیا اور فرمایا مجھے
اس کے اندر جو کچھ ڈالا گیا ہے اس کا علم ہے اور میں اس کو پی کر خود کشی کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ چنانچہ
ان کو ٹاٹا زبردستی زہر پلایا گیا۔ اور اس سے ان کی وفات ہو گئی۔ مناقب موفی ۲۹۹ھ میں بھی
یہی بات نقل کی گئی ہے۔ ابو حنیفہ اسلام کی دو مسلتوں کو بذات خود دیکھ چکے تھے۔ زندگی
کے ۱۶ سال اسوی خلافت اور ۸۱ سال عباسی دور میں بسر کئے۔ اسوی دور کا عہد شباب پھر تزل
و تحلل و دوغول دور کا عہد کئے۔ ۲۸۵ھ و موفی ۲۹۹ھ

باب ۵

علم و فضیلت مطالعہ کی وسعت و جامعیت

بصیرت حقیقت پسندی اور فراست و بیدار مغزی

محمد شین عطار اور
فقہا اہلِ دہلیس

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ امام عیسیٰ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ انہوں نے کچھ مسائل کا تذکرہ کیا اور بعض کے بارے میں امام ابو حنیفہ کی رائے معلوم کرنا چاہی، امام صاحب نے تفصیل سے ان کا خافی جواب دیا، امام عیسیٰ نے پوچھا آپ یہ جواب کہاں سے دے رہے ہیں۔ ابو حنیفہ نے فرمایا۔

اس حدیث سے جو آپ نے ہیں ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند سے بیان کی تھی۔ نیز فلاں صحابی کی روایت سے جو آپ سے ہم نے سنی تھی۔ امام عیسیٰ متعجب ہوئے اور امام ابو حنیفہ کو ان کی فقہی مہارت اور حدیث دانی کی داد دے بغیر نہ رہ سکے۔ اور بے اختیار پکارا اٹھے

یا معشر الفقہاء انتم الاطباء

و نحن الصیاد لہ

لے جاوے فقہاء تم لوگ اطباء ہو

اور ہم ہنسا رہے ہیں۔

کہیں خود اپنے کانوں سے سنوں۔
منصور نے پوچھا۔ شرع کی رو سے مرد کتنے نکاح کر سکتا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا چار۔ منصور خاتون کی طرف مخاطب ہوا کہ سنفتی ہو! پردہ سے آواز آئی کہ ان سنا۔ مگر امام صاحب سے نہ رہا گیا اور منصور کے بے موقعہ طرزِ استدلال پر منصور کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ مگر چار نکاحوں کی اجازت اس شخص کے لئے خاص ہے جو عدل پر قادر ہو ورنہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا اچھا نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وان خفتم ان لا تعدوا فواحدًا

منصور خاموش ہو گیا۔

امام صاحب نے شرعی نقطہ نظر سے جانبین کے تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر اپنا مذکورہ فیصلہ سنایا۔ اور گھر تشریف لے آئے۔

تو ایک خادم پچاس ہزار درہم کے توڑے لئے حاضر خدمت ہوا۔ کہ یہ حروہ خاتون (منصور کی بیوی) نے نذر بھیجی ہے اور کہا ہے کہ۔

”آپ کی کنیز آپ کو سلام کہتی ہے اور آپ کی حق گوئی کی نہایت ہی شکر گزار ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے روپے واپس کر دئے اور خادم سے فرمایا۔ جا کر خاتون سے کہنا۔

”میں نے جو کچھ کہا اور جو فیصلہ سنایا کسی دنیوی لالچ اور غرض سے نہیں بلکہ یہ میرا فرض منصبی تھا۔“

ابو حنیفہ کا علم، حضرت حضر کے علم سے مستفاد ہے | انہیں کسان کی روایت ہے کہ مجھے ایک مرتبہ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ دیکھا کہ آپ کے پیچھے دو اور بزرگ شخصیتیں بھی تشریف فرما ہیں۔ ان دنوں مجھے امام ابو حنیفہ کے علوم و معارف کی تحصیل و مطالعہ کا شغف زیادہ تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ آگے تشریف فرما ہونے والے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کے پیچھے دونوں بزرگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے حضرات شیخین سے عرض کیا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمانے لگے ضرور دریافت کیجئے۔ مگر آواز اونچی نہ ہونے پائے۔ تو میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے امام ابو حنیفہ کے علم کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا

هَذَا علم مستفاد من علم ابو حنیفہ کے پاس ایسا علم (دینی) ہے جو حضرت حضر کے علم سے مستفاد ہے

امام ابو حنیفہ سے مجھے جیسا آتی ہے | امام شافعیؒ ایک مرتبہ امام اعظم کی قبر مبارک پر حاضر ہوئے دوائے مغفرت کی، اتفاق سے صبح کی نماز پڑھنے کا وقت آیا تو امام شافعیؒ نے صبح کی نماز میں اپنے ہمیشہ کے معمول کی مخالفت کرتے ہوئے دعائے قنوت نہ پڑھی اور بسم اللہ میں جہر کے بجائے اخفا کیا۔ جب کہ ان کا مسک ہے کہ تمام سال مسلوٰۃ صبح میں دعائے قنوت پڑھی جائے اور بسم اللہ میں جہر کیا جائے جب ان سے اپنے ہمیشہ کے معمول کے ترک کروینے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا اس وقت مبارک کے صاحب: امام ابو حنیفہ سے مجھے جیسا آتی ہے میں نے ادباً و احتراماً ان کے ہاں موجود ہونے ہوئے اپنی رائے و مسک کو ترک کر دیا ہے۔

امام اوزاعی کو اپنی غلطی کا احساس و ندامت

رئیس المحدثین امام عبداللہ بن مبارک جو امام بخاری کے استاذ اور امام اعظم ابو حنیفہ کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں کو بیروت کا سفر پیش آیا غرض یہ تھی کہ بیروت جا کر امام اوزاعی کی خدمت میں حاضر ہوں اور علم حدیث کی مزید تحصیل و تکمیل کریں۔ چنانچہ آپ امام اوزاعی کی خدمت میں پہنچ گئے۔

پہلی ہی ملاقات میں امام اوزاعی نے آپ سے پوچھا کہ

• کو فہم میں جو ایک شخص پیدا ہوا ہے اور دین میں نئی نئی باتیں نکالتا ہے یہ کون ہے؟ امام عبداللہ بن مبارک نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور خاموش اپنی نیام گاہ پر چلے آئے دو تین روز بعد پھر ان کی مجلس میں حاضر ہوئے اور حنفی فقہ کے چند کتابی اجراء بھی ہاتھ میں لیتے گئے۔ جن کے سرنامہ پر "قال نعمان بن ثابت" لکھا ہوا تھا اور امام اوزاعی کی خدمت میں پیش کر دئے۔ امام اوزاعی پڑھتے گئے اور اس وقت تک سر نہ اٹھایا جب تک کہ ان کو مکمل پڑھ نہ لیا۔ پھر امام ابن مبارک سے پوچھا۔ اچھا! یہ بتائیے کہ یہ نعمان بن ثابت کون بزرگ ہیں۔ امام ابن مبارک نے عرض کیا۔

حمی! نعمان، عراق کے ایک بزرگ اور ہمارے شیخ ہیں ان کی صحبت میں مجھے حاضری کی سعادت حاصل رہی ہے۔ اوزاعی فرمانے لگے۔

• ماشاء اللہ، نعمان تو مجھے پائے کے شخص ہیں۔ جاؤ ان سے بہت سافین حاصل کرو۔

امام ابن المبارک نے عرض کیا حضرت یہ وہی شیخ ہیں جن کو آپ گذشتہ روز مبتدع بتا رہے تھے۔

چنانچہ امام اوزاعی کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اس کے بعد حج کی تقریب سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو وہاں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ سے ملاقات ہو گئی۔ اہم فقہی مسائل میں امام ابو حنیفہ کی بحث اور تقریر نے امام اوزاعی کو دنگ کر دیا۔ اس نشست میں امام عبداللہ بن مبارک بھی موجود تھے۔ بعد میں جب امام ابو حنیفہ چلے گئے تو امام اوزاعی نے امام ابن مبارک سے کہا کہ:-

امام ابو حنیفہ کے علمی اور فقہی کمالات نے ان کو لوگوں کا محسوس بنا دیا ہے بلاشبہ ان کے بارے میں میری بدگمانی غلط تھی۔ جس کا مجھے بے حد فاسوس ہے۔ لہ

ایک روز قاضی ابن ابی سیئی بطور سیر و تفریح کے کسی باغ میں گئے ہوئے تھے کہ اتفاق سے غھوڑی ویر بعد وہیں امام اعظم ابو حنیفہ بھی آ پہنچے۔ اتفاقاً باغ میں دوسری جانب کچھ عورتیں تھیں۔ جو گانا گارہی تھیں۔ گاتے گاتے جب وہ خاموش ہوئیں اور گانا ختم کر دیا تو بے ساختہ امام اعظم کی زبان سے یہ فقرہ نکل گیا۔

احسنتم تم عورتوں نے بہت خوب کیا۔

اس فقرہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے عورتوں کے گانے کی تعریف کی۔ قاضی ابن ابی سیئی نے یہ سنا تو کہنے لگے، یہ کیا؟ عورتوں کے گانے کی تعریف کر رہے ہو۔ اس جرم کے ارتکاب میں کہ تم نے فسق کو سراہا ہے تم پر مردودا شہادت ہونے کا مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔

امام صاحب نے فرمایا۔ قاضی صاحب! میں نے کیا کہا ہے؟ یوں! تم نے غیر شرعی گانے کی تعریف کی ہے۔ امام صاحب نے دریافت کیا کس وقت؟ بولے، جب گانے

والی عورتیں چپ ہوئیں۔

تب امام صاحب نے فرمایا کہ ”میں نے تو اس بات کی تعریف کی کہ عورتوں نے فسق (گلانے) کے فعل کو ترک کر کے خاموشی اختیار کی۔ یہ اچھا کام کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ تم نے فسق کو ترک کر کے یہ اچھا کام کیا۔

بے چارے قاضی صاحب کھسیانے سے ہو کر رہ گئے کہ ابو حنیفہ کا فعل مذموم نہیں بلکہ محمود تھا۔ (مناقب موفی ص ۱۱۱)

ابو حنیفہ وقت پر سوچتے ہیں ایک تکریم کا شوق اپنی بیوی کے ساتھ نہ ہوتا اور نہ ہی بوجہ سے تم کھاتے ہوئے مخاطب ہوا کہ ”جب تک مجھ سے نہ بولے گی میں تجھ سے کبھی نہ بولوں گا“

عورت بھی مزاج کی سخت واقع ہوئی تھی مشتعل ہوئی اور جواباً اس نے بھی قسم کھالی اور وہی الفاظ دہرائے جو اس کے خاوند نے کہے تھے۔ قسم کھاتے وقت غصہ اور اشتعال کی حالت تھی اس کے انجام اور بدترین عواقب پر کسی کی نظر نہ تھی۔ اس لئے دونوں کو مستقبل

لے واقعہ کی صداقت، ابو حنیفہ کی عظمت و علو ان کے پیش نظر کر در نظر آتی ہے۔ بیچارے قاضی صاحب اور امام اعظم کے درمیان سوجھ بوجھ زمانہ کے مناظرہ بازوں کی طرح مولویانہ پھیڑ پھیڑ کے واقعات گری بزم کے لئے تراش لئے گئے ہیں۔ مندرجہ بالا واقعہ اور کچھ اور واقعات بھی ہیں جن پر شرح صدر نہیں ہوتا اور اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم تاریخی منقولات ہیں کچھ بات ضرور ہوگی جو بعد میں بتلگو بنا دی گئی۔ تاہم ممکن ہے کہ واقعہ سچا جو یا سچائی کی کسی بنیاد پر واقعہ کی تعمیر ہوئی ہو کیونکہ امام صاحب کے مزاج میں کچھ خلاف اور مزاج کا عنصر بھی شریک تھا اور یہ من ممکن ہے کہ بطور مزاج و خلاف کے انہوں نے گاہے گاہے کچھ کہہ دیا ہو جو بعد میں نقل و نقل کے پیش نظر چھینا گیا ہو بہر حال واقعہ نگاروں نے جو کچھ بھی کہا اصل حقیقت وہاں ہے جو بین السطور سمجھ جاتا ہے۔

کا کچھ نہ سوچا۔ مگر بعد میں جب حواس ٹھکانے لگے تو دونوں اپنے کئے پر پچھتا ئے اور مسئلے کا حل تلاش کرنے لگے۔ چنانچہ شوہر امام سفیان ثوری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ صورت واقعہ بیان کر کے پیش آمدہ مسئلہ کا حکم دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔

”قسم کا کفارہ ہر حالت میں دینا ہو گا بغیر اس کے ادا کئے چھٹکارا نہیں“

وہ مایوس ہو کر مزید اطمینان کے لئے امام اعظم ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضرت! خدا! آپ اس مسئلہ کی حقیقت پر غور فرمائیں اور راہ نمائی فرمائیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا۔

”تشریف لے جائیے بڑی محنت اور شوق سے اپنی بیوی سے گفتگو کیجئے کسی ایک پر بھی کوئی کفارہ نہیں“

حضرت سفیان ثوری کو امام اعظم کا فتویٰ معلوم ہوا تو برہم ہوئے اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے ملاقات کر کے ملامت کرتے ہوئے کہا۔

”آپ لوگوں کو غلط مسئلے بتاتے ہیں“

چنانچہ امام اعظم ابو حنیفہ نے شوہر (سائل) کو فوراً بلا بھیجا اور سفیان ثوری کی موجودگی میں اس سے کہا کہ اب دوبارہ اصل واقعہ اور استفتا بیان کریں چنانچہ اس نے حسب سابق تفصیلاً ساری صورت واقعہ اور استفتا بیان کر دیا تو امام اعظم نے سفیان ثوری سے کہا ”جو کچھ میں نے پہلے کہا تھا اور جو فتویٰ پہلے دیا تھا وہ درست تھا اور اب بھی اس کا اعادہ کرتا ہوں“

سفیان ثوری نے وجہ دریافت کی تو امام صاحب نے فرمایا کہ۔

”جب عورت نے اپنے شوہر کو مخاطب کر کے کچھ الفاظ کہے تو گویا عورت کی طرف سے بوسے کی ابتداء متحقق ہو گئی پھر قسم کہاں باقی رہ سکتی ہے“

سفیان ثوری نے جواب سن کر فرمایا۔ حقیقت میں ابو حنیفہ کو جو بات وقت پر سوچھٹاتی

جاتی ہے ہم لوگوں کا وہاں تک خیال و گمان بھی نہیں پہنچتا ہے

امام باقر نے ابو حنیفہ کی ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں امام باقر سے ملاقات ہو گئی۔ امام باقر کو چونکہ آپ کے بارے میں غلط روایات پہنچی تھیں اس لئے وہ آپ سے بولگمان

رہتے تھے چنانچہ کہنے لگے آپ وہی ابو حنیفہ ہیں جس نے میرے نانکے دین کو بدل دیا ہے (اور قطعی نصوص اور قرآن و حدیث کے مقابلہ میں قیاس کو ترجیح دینے کا اصول اپنایا ہے) امام اعظم ابو حنیفہ نے نہایت احترام اور ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے عرض کیا۔

حضرت آپ تشریف رکھیں تاکہ اصل واقعہ اور صحیح صورت حال آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں۔

چنانچہ امام باقر تشریف فرما ہو گئے۔ تو امام ابو حنیفہ شاگردوں کی طرح ان کے سامنے دو زانو بیٹھ کر عرض کرنے لگے۔

حضرت! یہ کہ عورت کمزور ہے یا مرد، امام باقر نے کہا، عورت۔ پھر امام صاحب نے کہا اور یہ بتائیے کہ عورت کا حصہ کتنا ہے اور مرد کا۔

امام باقر نے فرمایا۔ مرد کے دو حصے ہیں اور عورت کا ایک حصہ۔

تب امام ابو حنیفہ نے بڑے اطمینان اور پراعتماد لہجے میں فرمایا۔

حضرت! اگر میں قیاس سے کام لیتا، جیسا کہ آپ تک غلط روایات پہنچی ہیں تو عورت کے ضعیف ہونے کے پیش نظر اس کے دو حصے مقرر کرتا۔

اس کے بعد امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔

حضرت! یہ بتائیے کہ نماز افضل ہے یا روزہ؟ امام باقر نے جواب دیا کہ نماز افضل ہے

کہ وہ اچھا آدمی ہے۔

میں نیند سے بیدار ہوا کہ صبح کی افان ہو گئی اور خدا کی قسم اس سے قبل میں ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو سب لوگوں سے برا سمجھتا تھا لیکن اب میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں کہ یہ کتنا ہی مجھ سے سزا ہوئی۔

جناب شیخ ابو علی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ابو حنیفہ ماجد زبوت کی گودی میں

مرتبہ حضرت بلالؓ کی قبر کے قریب سو باہوا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں گویا مکہ معظمہ میں ہوں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باب ابن شیبہ سے ایک معمر شخص کو اپنی آغوش مبارک میں لئے ہوئے تشریف لائے۔

میں حیرت زدہ اور سراپا استفہام ہو گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میری حیرت و استعجاب اور ارادۂ استفسار سمجھتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وہ یہ مسلمانوں کا امام اور تمہارے ملک کا بائندہ ابو حنیفہ ہے۔

۱۰ مناقب مرقیہ ص ۴۵۹، الخیرات الحسان ص ۶۵

۱۱ تذکرۃ الاولیاء، اس سلسلہ میں یہ بات ملحوظ رہے کہ خواب سے ذوق کوئی حکم ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی اس پر کسی شرعی حکم کا مدار ہے و میرے کہ بحالت نیند انسان تحمل اور ضبط کے وصف کمال سے عروم ہوتا ہے۔ جب کہ روایت اور سند حدیث کے لئے یہ بنیادی شرط ہے تاہم فضیلت و عظمت اور کسی شخص کی بزرگی و فضائل کے لئے اس کے بیان میں کوئی مصلحت نہیں بلکہ بقضائے حدیث و معمول رسول کے پسندیدہ اور عزیز ہے کہ روایت صحیحہ نہوت کا چھاپا سوال حصہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَدْرَافِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ دَاكِي

فَان الشَّيْطَانَ لَا يَتَحَلَّى فِي

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت ربا کی گئی

تب امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔

حضرت اگر میں قیاس سے کام لیتا تو عورت سے ایام حیض کی نمازوں کی قضا ادا کرتا۔

اور روزے کی قضا نہ ادا کرتا۔ کیونکہ نماز روزہ سے افضل ہے۔ پھر دریافت کیا کہ

حضرت! یہ بتائیے کہ منی کا نطفہ زیادہ نجس ہے یا پیشاب؟ امام باقرؑ نے فرمایا: پیشاب۔

تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔ اگر میں قیاس سے کام لیتا تو پیشاب سے غسل کو واجب قرار دیتا

اور منی کے نطفہ سے صرف وضو کو فرض قرار دیتا مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔

تب امام باقرؑ نے امام ابو حنیفہ کی زیر دست تحسین کی اور امام صاحب کی پیشانی کو

بوسہ دیا۔

ابو حنیفہ سے علم حاصل کر کے

اس پر عمل کرو کہ وہ اچھے آدمی ہیں

کے درمیان نیند آئی دیکھتا ہوں کہ خواب میں

میرے پاس ایک بزرگ شخصیت آئی اور کہا تو اس جگہ سوتا ہے؟ یہ تو وہ مقام ہے

جس جگہ اللہ سے جو دعا بھی کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ میں نیند سے بیدار

ہوا اور سنبھلا اور بڑی جلدی اور انتہام سے مسلمانوں اور مومنوں کی مغفرت کے لئے

دعا کرنے لگا میں ابھی مصروف دعا تھا کہ مجھ پر پھر نیند کا غلبہ ہوا۔ اور میں سو گیا اب کی

بار خواب میں جناب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کوفہ میں

رہتا ہے اور اس کا نام نعمان ہے کیا میں اس سے علم حاصل کروں؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں! اس سے علم حاصل کرو اور اس پر عمل کرو

ہٹ دھرم جاہل کا سوال اور امام ابوحنیفہ کا فضل و کمال

علامہ مناظر حسن گیلانی نے ایک امام ابوحنیفہ کی شاہی دربار میں قدر و منزلت کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عام درباری تو امام ابوحنیفہ کی عظمت پر رشک و حسد کرتے ہی تھے عام معمولی نوکر چاکر اور شاہی خدام بھی امام ابوحنیفہ سے جلنے لگے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہوں کی خانگی زندگی میں بھی امام ابوحنیفہ کے فضل و کمال کا ذکر ہوتا رہتا تھا۔

قاضی ابویوسف راوی ہیں کہ خلیفہ منصور کا ایک بڑا منہ چڑھا غلام تھا۔ منصور اس کو بہت مانتا تھا۔ اس شخص کے دل میں امام ابوحنیفہ کے متعلق حسد پیدا ہو گیا جب خلیفہ منصور امام اعظم کی تعریف کرتا تو وہ منہ چڑھا لیتا اور جھوٹے بیچ باتیں (دوسرا دوسرے کی امام صاحب کی طرف منسوب کرتا۔ اپنے اس جاہل غلام کو منصور منع کرتا تھا کہ تجھے اس سے کیا تعلق ہے مگر خلیفہ سے وہ اس قدر شہ سوخ تھا کہ باوجود بار بار ممانعت کے امام کی بدگوئیوں سے وہ باز نہ آتا تھا۔ منصور نے جب ایک روز ذرا اصرار کے ساتھ ڈانٹ کر منع کیا تو اس نے کہا کہ آپ ان کی بڑی تعریف کرتے ہیں میں جاہل آدمی ہوں

بقیہ گذشتہ صفحہ

(بخاری مسلم باب دعائے صاحبہ) میں نہیں آسکتا۔

ہمارے نقل کردہ خواب بعض عقیدت نہیں بلکہ حدیث کے پیش نظر وہ عین شریعت میں۔

علامہ ابن عربی لکھتے ہیں کہ

فما قال رسول الله صلى الله عليه و حضورا قدس صلى الله عليه وسلم نے خواب

سلم في فومه ويقنطبه فهو یا بیداری میں جو کچھ بھی فرمایا وہی حق ہے

حق (روضة المجید)

بھلا میرے سوالوں کا جواب دے میں تو میں جانوں۔

منصور نے کہا اچھا بھائی۔ تو بھی حوصلہ نکال لے نیز دھکایا بھی کہ اگر امام ابوحنیفہ نے تیرے سوالوں کا جواب دے دیا تو پھر تیری خیر نہیں۔ مگر اس جاہل کو اپنے سوالوں پر ناز تھا۔ خلیفہ سے اجازت مل ہی چکی تھی۔ حضرت امام صاحب بھی کسی وجہ سے منصور کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ غلام نے حضرت امام صاحب سے خطاب کر کے کہا ”آپ لوگوں کی ہر بات کا جواب دیتے ہیں میرے سوالوں کو حل کیجئے تو میں جانوں“ امام صاحب کیا بولتے یہی کہا ہو گا کہ پوچھ بھائی کیا پوچھتا ہے؟ اس نے گویا انشتانی شروع کی کہ

جناب بتائیے! دنیا کے ٹھیک بیچ میں کونسی جگہ ہے؟

اس جہالت کا جواب کیا ہو سکتا تھا۔ امام صاحب نے فرمایا وہی جگہ ہے جہاں تو بیٹھا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی تردید وہ کیا کر سکتا تھا چپ ہو گیا (اور واقعہ بھی یہ ہے کہ یہ امام صاحب کا ایسا دعویٰ ہے جس کی تردید کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ پہلے ساری دنیا کی پیمائش کی جائے بغیر اس کے امام صاحب کے اس دعوے کی تردید بے حد مشکل ہے۔ اور یہ واقعہ بھی ہے کہ جہاں انسان کھڑا ہو وہی زمین کا وسط ہے کہ زمین گول ہے۔ امام صاحب پر حقیقت واضح تھی لہذا جاہل کو ٹھکرایا نہیں گیا حقیقت واقعہ سے آگاہ کر دیا گیا)

دوسرا سوال پیش کیا کہ خدا کی خلقت میں زیادہ تعدد دوسروالوں کی ہے یا پاؤں والوں کی، امام صاحب نے اسی انداز میں فرمایا۔ پاؤں والوں کی۔ اس نے تیسرا سوال کیا کہ دنیا میں نور زیادہ ہیں یا مادہ۔ امام صاحب نے فرمایا نور بھی بہت سے ہیں اور مادہ کی بھی کمی نہیں۔ مگر یہ بتائیے کہ تم کن سے ہو نور سے یا مادہ سے۔ چونکہ وہ خود غصتی غلام تھا جھینپ گیا اور پانی پانی ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ امام صاحب کی خاطر منصور نے اپنے اس

چونچلے غلام کو پٹوایا بھی، اور کہا کہ آئندہ تم امام صاحب کے متعلق بڑے رویہ سے باز آ جاؤ۔

جولایا بھی کہیں دستاویز لکھ سکتا ہے؟

لکھا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ عباسیوں کی طرف سے مکہ کا والی تھاج کے زمانہ میں وہاں قاضی ابن ابی یعلیٰ اور ابن شبرہ سرکاری قضاۃ میں پہنچے ہوئے تھے اور اتفاق سے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ بھی وہاں موجود تھے۔ موسیٰ بن عیسیٰ والی مکہ کو کسی ضرورت سے ایک وثیقہ لکھوانے کی ضرورت پیش آئی۔ پہلے اس نے دونوں سرکاری قاضیوں کو بلوا کر وثیقہ لکھنے کی فرمائش کی لیکن جو لکھتا دوسرا اس میں نقائص نکال کر رکھ دیتا۔ اسی جھگڑے اور باہمی مذازعیت میں مطلوبہ وثیقہ تیار نہ ہو سکا۔ آخر دونوں حضرات تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد امام اعظم ابو حنیفہ بھی کسی ضرورت سے والی مکہ کے ہاں خود پہنچے یا بلائے گئے۔

موسیٰ نے امام صاحب کو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور وثیقہ کا سارا قصہ امام صاحب کے سامنے دہرایا۔ امام صاحب نے فرمایا: پریشانی کی کوئی بات نہیں کا تب کو بلو ایسے ابھی لکھواٹے دیتا ہوں۔ چنانچہ کاتب کو بلوایا گیا اور امام صاحب نے وہیں بیٹھے بیٹھے وثیقہ لکھوا دیا۔ اور موسیٰ والی مکہ کے حوالے کر دیا۔ وہ جس طرح کی دستاویز لکھوانا چاہتا تھا ابو حنیفہ نے اس کے سارے تقاضے پورے کر دیئے۔ تحریر مطلوب کے موافق تھی

۱۵ امام اعظم ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی بجاہ موفق ۱۳۰ھ - امام ابو حنیفہ نے اپنے استاد محمد بن سیدان سے یہ گرسکھا تھا کہ ایسے پہلے سوالوں کا بہترین جواب ہی ہو سکتا ہے کہ جن سے سوال کرنے والا خود مشکلات میں پھنس جائے۔ ایسے سوالوں پر سوال کے جواب میں ایسی بات کہنی چاہئے کہ خود مسائل پر جواب کی ذمہ داری عائد ہو جائے۔ ہٹ دھرم جہاں سے جان بچانے کا یہ اچھا اور کا درگر ہے۔

جب امام صاحب تشریف لے گئے تو موسیٰ نے دونوں سرکاری قاضیوں کو بلا کر ابو حنیفہ کا لکھوا دیا ہوا وثیقہ خود پڑھ کر سنایا۔ دونوں سنتے اور سر دھنتے رہے مگر اول سے آخر تک کوئی نقص نہ نکال سکے۔ موسیٰ نے دونوں کو بتایا کہ یہ دستاویز ابو حنیفہ کی لکھوائی ہوئی ہے۔ دونوں ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے۔ لکھا ہے کہ جب دونوں سرکاری دربار سے باہر گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا۔

اما توی هذا الخائف جاد
فی ساعة فکتبه له
تم نے اس جولایا سے کو دیکھ لیا جس
وقت آیا اسی وقت وثیقہ بھی لکھوا
دیا۔

تب دوسرے نے کہا۔

بھائی! جولایا بھی کہیں ایسی عبارت (دستاویز) لکھ سکتا ہے۔

امام اعظم کا ایک خواب
اور ابن سیرین کی تعبیر
ابن خلکان نے حضرت عبداللہ بن مبارک کی روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام اعظم نے خواب دیکھا کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقہ مبارک کو کھو ڈالا ہے اور آپ کی ٹہنیاں مبارک جمع کر رہے ہیں۔ صبح کو اٹھے تو پریشان اور حیران تھے۔ بعد میں جب علم تعبیر الوریاد کے مشہور عالم علامہ ابن سیرین کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان سے بغیر تعارف کے اپنا خواب بیان کیا۔ ابن سیرین نے فرمایا۔

صاحب هذه الوریاد یشیر
علما یم یسبقہ الیہ احد قلمہ
یہ خواب دیکھنے والا علم کی خدمت و
اشاعت اس طریقہ سے کرے گا

اٹھالیا گیا۔ گھر کا مالک بیدار ہو گیا تو چوروں نے اسے پکڑ لیا اور اس کو تین طلاق کا حلف لینے پر مجبور کر دیا کہ کسی کو نہیں بتائے گا۔ یعنی یہ کہہ دیا کہ اگر میں نے شور مچایا یا کسی کو بتایا کہ چوری کرنے والے لوگ کون ہیں تو میری بیوی پر تین طلاق۔ چور اس بے چارے کا سارا مال و متاع اور قیمتی مال و اسباب لوٹ کر لے گئے۔

صبح وہ شخص جب بازار آیا تو دیکھا کہ چور اس کا مال و متاع اور اس کے گھر کے قیمتی اسباب بازار میں فروخت کر رہے ہیں مگر وہ حلف کی وجہ سے انہیں کچھ کہنے یا کسی دوسرے کو گاہ کر مینے یا اس سلسلہ میں بولنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ پریشان تھا اپنا قیمتی سامان فروخت ہوتے دیکھ دیکھ کر اس کا کلیجہ منہ کو آ رہا تھا۔

آخر یہی سوچ ہی کہ امام اعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشورہ کر لیا جلتے شاید کوئی حل نکال آئے۔ امام اعظم ابو حنیفہ نے جب قصہ سنا۔ تو فرمایا اپنے محلہ کی مسجد کے امام، مؤذن اور محلہ کے ذی اثر اور چند وجہہ افراد کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ایسا کیا گیا جب سب امام صاحب کے ہاں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ اس بے چارے کا مال و اسباب اللہ کریم اسے واپس کر دے۔

سب نے اثبات میں جواب دیا تو امام صاحب نے فرمایا۔ تم لوگ اپنے ہاں کے تمام بچے اور بدنام و متہم لوگوں کو ایک گھر یا کسی مسجد میں جمع کر دو۔ ایک دو آدمی دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ اور جس کی چوری ہوئی ہے اس کو بھی اپنے ساتھ کھڑا کر دو۔ پھر گھر سے ایک ایک کو باری باری نکالتے جاؤ۔ اور اس شخص سے ہر ایک کے بارے میں دریافت کر دو کہ

ہذا یمتک ۹ کیا یہ تمہارا چور ہے اگر وہ شخص اس کا چور نہ ہو تو یہ کہہ دیا کرے کہ یہ میرا چور نہیں اور اگر نکلنے والا شخص واقعہ اس کا چور ہو تو خاموش رہے جس پر یہ سکوت اختیار کرے اسے اپنے قبضہ میں لے لو

کہ اس سے قبل کوئی بھی اس مقام تک نہیں پہنچ سکا ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا کہ:-

یہ خواب ابو حنیفہ نے دیکھا ہوگا۔

امام اعظم نے عرض کیا حضرت! میں ہی ابو حنیفہ ہوں۔

تو ابن سیرین نے فرمایا اچھا! اپنی پشت اور اپنا بایاں پہلو دکھاؤ

حضرت امام اعظم نے حسب الحکم اپنا پہلو اور کمر کھول دی۔ ابن سیرین نے امام اعظم کے بازو اور پشت پر تل کے نشان دیکھ کر فرمایا۔ واقعہ آپ ابو حنیفہ ہی ہیں اور اس کے بعد خواب کی یہ تعبیر بیان فرمائی کہ

اس سے مراد علم کا زندہ کرنا اور جمع کرنا ہے۔ اور یہ خدمت اللہ پاک آپ سے لے گا

کر دے گی نے ابو معاذ فضل بن خالد سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ:-

ابو حنیفہ کا علم اور لوگوں کا احتیاج مجھے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں نیا رت و ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی تو میں نے عرض کیا حضرت! امام ابو حنیفہ کے علم کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:-

”ان کے پاس ایسا علم ہے کہ لوگوں کو اس کی ضرورت رہے گی بلکہ

چور پکڑا گیا اور طلاق واقع نہیں ہوئی امام محمد کا بیان ہے کہ ایک شخص کے گھر میں چور داخل ہوئے اور اس کے گھر سے سامان اور قیمتی مال و متاع

کہ وہی اس کا چور ہو گا۔ اس طرح چور بھی پکڑ لیا جائے گا اور اس کی بیوی پر طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔

لوگوں نے امام اعظم کی تدبیر و تجویز پر عمل کیا تو چور پکڑا گیا اور طلاق بھی واقع نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ابو حنیفہ کی فراست کے صدقے اس کا تمام مال مسرورۃ واپس دلوا دیا۔

ضحاک خارجی دم بخود رہ گیا | اللہ پاک نے امام صاحب کو ذکاوت، جودیت، طبع اور مشکل سے مشکل مسئلہ کو ایسے عام فہم طریقہ سے سمجھانے کی صلاحیت دی تھی کہ مخالفت سے مخالفت شخص بھی قائل ہو جاتا تھا اور طویل بحثیں جلد اور آسانی سے طے ہو جاتی تھیں سیرت النعمان میں ہے کہ

ایک دفعہ ضحاک خارجی جو خارجیوں کا مشہور سردار تھا اور بنو امیہ کے زمانہ میں کوفہ پر قابض ہو گیا تھا امام ابو حنیفہ کے پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہا تو بے کرد "امام صاحب نے پوچھا کس بات سے؟ ضحاک نے کہا تمہارا عقیدہ ہے کہ علیؑ نے امیر معاویہؓ سے جھگڑے میں ثالثی مان لی تھی حالانکہ وہ حق پر تھے تو ثالث ماننے کے کیا معنی؟ امام صاحب نے فرمایا اگر میرا قتل مقصود ہے تو اوہ بات ہے ورنہ اگر حق منظور ہے تو مجھ کو تقریر کی اجازت دو۔

ضحاک نے کہا میں بھی مناظرہ ہی چاہتا ہوں۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔ اگر بحث آپس میں طے نہ ہو تو کیا علاج؟ ضحاک نے کہا ہم دونوں ایک شخص کو منصف قرار دیں چنانچہ ضحاک بھی کے ساتھیوں سے ایک شخص کا منصف کے لئے انتخاب کیا گیا کہ دونوں فریق کی صحت و غلطی کا تعین کرے۔ امام صاحب نے فرمایا یہی تو حضرت علیؑ نے بھی کیا تھا۔ پھر ان پر الزام کیا ہے ضحاک دم بخود رہ گیا اور چپکا اٹھ کر چلا گیا۔

ابو حنیفہ کا حکیمانہ فیصلہ

رائے قدیر، عقل و فراست اور نقطہ آفرینی امام ابو حنیفہ کے مشہور اوصاف ہیں۔ محمد انصاری کہا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ کی ایک ایک حرکت یہاں تک کہ بات حیثیت، چلنے پھرنے میں دانشمندی کا اثر پایا جاتا تھا۔ علی بن عاصم کا قول ہے کہ اگر کوئی دنیا کی عقل ایک پد میں اور ابو حنیفہ کی عقل دوسرے پد میں رکھی جاتی تو ابو حنیفہ کا پد بھاری ہوتا۔

کوفہ کے ایک شخص نے بڑے دھوم دھام سے اپنے دو بیٹوں کی شادی کر دی۔ ولیمہ کی دعوت میں شہر کے تمام اعیان و اکابر کو مدعو کیا۔ "مسعر بن کدام"۔ حسن بن صالح۔ سفیان ثوری اور امام اعظم ابو حنیفہ بھی شریک دعوت تھے۔ لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ دفعۃً صاحب خانہ بدحواس گھر سے نکلا۔ اور کہا "غضب ہو گیا" لوگوں نے کہا خیر تھے؟ بولا۔ زفات کی رات عورتوں کی غلطی سے شوہر اور بیبیاں بدل گئیں جو لوگ جس کے پاس رہی وہ اس کا شوہر نہ تھا۔

سفیان نے کہا امیر معاویہ کے زمانہ میں بھی ایسا ہوا تھا اس سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا البتہ دونوں کو مہ لازم ہو گا۔

مسعر بن کدام امام ابو حنیفہ کی طرف مخاطب ہوئے کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا شوہر خود میرے پاس آئیں تو جواب دوں گا۔ لوگ جا کر دونوں شوہروں کو بلا لائے امام صاحب نے دونوں سے الگ الگ پوچھا کہ "رات جو عورت تمہارے ساتھ رہی وہی تمہارے ساتھ نکاح میں رہے تو تم کو پسند ہے؟ دونوں نے کہا ہاں۔ تب امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔

تو تم دونوں اپنی بیویوں کو جن سے تمہارا نکاح بندھا تھا طلاق دے دو اور ہر شخص اس عورت سے نکاح پڑھالے جو اس کے ساتھ ہم بستر رہ چکی ہے بلکہ

اسے اپنی دیوار گرانے سے روک دوں۔ قاضی صاحب نے دیوار کے ٹاک سے بھی کہا

اذھب فاحمدہ واصنع ما

چلے جاؤ! اور اپنی دیوار گرا دو جو جی

چاہے اپنی دیوار سے وہی معاملہ کرو

شقت

اس صاحب نے عرض کیا! جناب قاضی صاحب! آپ نے مجھے بے جالتعب و مشقت میں ڈال رکھا اتنے بڑے کام سے تو میرے لئے روشندان بنانا آسان تھا۔ قاضی صاحب کہنے لگے۔

جب تم ایسے آدمی کے پاس جاتے رہے جو میری خطاؤں کو ظاہر کرتا رہا اب جب کہ میری غلطیاں ظاہر ہو گئیں! اور ستر کی بھی کوئی صورت باقی نہیں رہی تو میں اب بات کیسے کر سکتا ہوں جس سے اس کے بعد مجھے مزید فضیحت اٹھانی پڑے لگے

ابن مبارک سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کو اور ایک درہم کا
اختلاط اور تقسیم
کی خدمت میں ایک مسئلہ کا حل دریافت کیا وہ مسئلہ یہ تھا کہ ایک شخص کے دو درہم اور دوسرے کا ایک درہم

کچھ میں کہ آخر زمان میں تنگ آ کر بے چارے قاضی ابن ابی یعلیٰ نے چند آدمیوں کو مقرر کر لیا تھا جو اپنی طرف سے امام ابو حنیفہؒ سے ان مسائل کے متعلق پہلے ہی رائے دریافت کر دیتے تھے۔ جن کے متعلق انہیں شبہ ہوتا تھا کہ حضرت امام صاحب ان کی تغلیط کریں گے۔ یا ان پر اعتراض کریں گے۔ مگر سائل کے طرز سوال سے امام صاحب تاثر جاتے کہ یہ سائل خود سوال نہیں کر رہا بلکہ پس منظر میں قاضی صاحب سے سوال کر رہے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایسے موقع پر بے ساختہ امام اعظم کی زبان پر یہ شعر جاری ہو جاتا ہے

واذا تکون عقیقۃ ادعی دعا

واذا یحسب الحیس یدعی جندب

جب کوئی شکل آن پڑتی ہے تب تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور جب علوہ مانگہ تیار ہوتا ہے تو حسب کی دعوت ہوتی ہے۔

۲۵ عقود الجمان ص ۲۵

ابن مبارک راوی ہیں کہ ایک
امام ابو حنیفہ کی رہنمائی کام کر گئی!
شخص امام صاحب کی خدمت میں
حاضر ہوا اور اپنی دیوار میں روشندان

کے کھولنے کا مسئلہ دریافت کیا۔ امام صاحب نے فرمایا جب دیوار تمہاری ہے تو اس میں روشندان کھول سکتے ہو مگر اس کی غرض اذان سننے اور تازہ ہوا کے آنے جانے تک محدود رہے! خبردار! اس سے پڑوسی کے گھر جھانکنا شرعاً ممنوع ہے۔

جب اس کے پڑوسی کو علم ہوا تو وہ قاضی ابن ابی یعلیٰ کے پاس حاضر ہوا اور صورت واقعہ بیان کر دی۔ قاضی صاحب نے اسے روشندان کھولنے سے منع کر دیا۔ وہ دوسری تہہ امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قاضی صاحب کے امتناعی حکم کی اطلاع عرض کر دی۔ امام صاحب نے فرمایا! بیچئے اب کی بار اپنی دیوار میں ایک دروازہ کھول دیجئے چنانچہ جب وہ دروازہ کھولنے کے لئے دیوار کے پاس آیا اور پڑوسی کو اس کے عزم کا علم ہوا تو وہ پھر سے قاضی ابن ابی یعلیٰ کے پاس شکایت لے کر آیا۔ قاضی صاحب نے اب کے بار سے دروازہ بنانے سے بھی روک دیا۔ وہ صاحب امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ قاضی صاحب نے تو مجھے دروازہ کھولنے سے بھی روک دیا ہے۔

تب امام صاحب نے اس سے کہا بھائی! تمہاری ساری دیوار کی کل قیمت کتنی ہے؟ عرض کیا کہ تین دینار۔ امام صاحب نے فرمایا تمہارے تین دینار میرے ذمہ واجب ہوئے۔ جاؤ اور اپنی دیوار کو بیخ و بن سے گرا دو۔

وہ حسب ہدایت دیوار گرانے آیا تو پڑوسی نے حسب سابق اسے منع کیا اور قاضی صاحب کے پاس پھر سے شکایت لایا۔

قاضی صاحب اس سے فرمانے لگے۔ بھائی! تم بھی عجیب آدمی ہو کہ وہ اپنی دیوار گرا رہا ہے اس کی اپنی چیز ہے اس میں جیسا تصرف چاہے کر سکتا ہے اور تم ہو کہ مجھے کہتے ہو کہ میں

یا ہم غلط ہو گئے۔ پھر ان تینوں کے مجموعہ سے دو درہم کم ہو گئے۔ مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ دو درہم کون سے تھے۔ اب اس باقی ایک درہم کا کیا بنے گا امام صاحب نے جواب میں فرمایا۔

بقیہ ایک درہم کے تین حصے کر دئے جائیں گے دو حصے (۲/۳) اس کو طیں گے جس کے دو درہم تھے اور ایک حصہ (۱/۳) اس کو طے گا جس کا ایک درہم تھا۔

ابن مبارک فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ابن شبرہ سے ملاقات کی اور اس سے بھی یہی مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ اس سے پہلے بھی یہ مسئلہ دریافت کیا ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں ابو حنیفہ سے دریافت کیا ہے۔ اور مسئلہ کی تفصیل سے ان کو آگاہ کر دیا تو کہنے لگے امام ابو حنیفہ سے صحت جواب میں غلطی ہوئی ہے۔ مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

دو درہم جو کم ہو گئے ہیں ان میں سے ایک درہم کے متعلق تو یہ بات یقینی ہو گئی ہے کہ وہ اس کا تھا جس کے دو درہم تھے۔ اور اب گویا ایک درہم دونوں کا یعنی جب ایک درہم یقینی طور صاحب درہم کا کم ہو گیا ہے اور باقی ایک ایک درہم کے اختلاف میں گویا درہم ایک نامعلوم درہم کم ہوا ہے لہذا اس کے نقصان میں دونوں شریک ہوں گے اور باقی ایک درہم دونوں میں نصف نصف تقسیم کر دیا جائے گا۔

ابن مبارک کہتے ہیں میں نے اس جواب کو پسند کیا پھر اس کے بعد امام ابو حنیفہ سے میری ملاقات ہوئی۔ یہ بھی امام اعظم ہیں اگر ان کی عقل روئے زمین پر ایسے والوں کی نصف آبادی کے عقول کے ساتھ تولی جائے تو وہ بھاری نکلے۔ تو امام اعظم نے فرمایا ابن شبرہ سے تم طے تھے۔ اور تمہارے دریافت کرنے پر انہوں نے یہ جواب (جو اوپر تفصیل سے درج کر دیا گیا ہے) تمہیں دیا تھا کہ بقیہ درہم دونوں میں نصف نصف کر دیا جائے گا میں نے کہا آپ سچ کہتے ہیں۔ تب امام اعظم نے فرمایا۔

بھائی ایسا نہیں درحقیقت صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب دونوں کی جانب سے تین درہم کا آپس میں اختلاف متحقق ہو گیا تو ہر ایک درہم میں دونوں کی شرکت اٹھائے اور تین تہائیاں (ثابت ہو گئی۔ دو درہم والے کے لئے دو تہائیاں اور ایک درہم والے کے لئے ایک تہائی ہوگی لہذا جو درہم بھی کم ہو گا اس میں حصہ شرکت کے موافق ہر ایک کا حصہ کم ہو گا۔ لہذا جب ایک درہم باقی رہ گیا تو اس میں بھی حسب شرکت حصہ دو تہائیاں، اور ایک تہائی دونوں کو دیا جائے گا لہذا جس کے دو درہم تھے اس کو دو حصے ملیں گے اور جس کا ایک درہم تھا اس کو ایک حصہ ملے گا۔

امام اعظم ابو حنیفہ اور ابن شبرہ کا یہ اختلاف دراصل اصول کے اختلاف پر مبنی ہے امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک جب کئی چیزیں عدم امتیاز کے ساتھ مختلط ہو جائیں تو ان کی تقسیم مال مشترک کی طرح واجب ہے یہ گویا شرکت علی الشیوع ہے جس کی تقسیم واجب ہے لہذا ایک درہم بھی اٹھائے تقسیم ہو گا جس کے دو درہم تھے اس کو ۲/۳ اور جس کا ایک درہم تھا اس کو ۱/۳ حصہ ملے گا۔

جب کہ ابن شبرہ فرماتے ہیں کہ اگر مال بغیر تیسرے کے مختلط ہو جائے تو اس سے شرکت ہی لائق نہیں آتی۔ لہذا دو درہم میں ایک جو کم ہوا ہے وہ تو یقیناً اسی کا ہے جس کے دو تھے۔ اب دونوں کا ایک ایک رہ گیا اور موجود بھی ایک ہے جس میں احتمال ہے کہ وہ دونوں میں سے کس کا ہے جب کہ کسی ایک کے لئے بھی مرجح موجود نہیں لہذا باقی درہم نصف نصف تقسیم کیا جائے گا۔

ایک شخص نے امام اعظم کی خدمت میں حاضر ابو حنیفہ کی تدبیر، برائی کا ہو کر شکایت کی کہ میرے پڑوسی نے اپنے گھر میں مداوا برائی سے ہو گیا

ایک کنواں کھود رکھا ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ کہیں میری دیوار نہ گر جائے۔

امام صاحب نے فرمایا۔۔۔۔۔ اپنے گھر میں اسی کنوئیں کے برابر اور قریب ایک نالی کھود لو۔ اس نے اسی طرح کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کنواں خشک ہو گیا چنانچہ مالک نے اسے بند کر دیا۔

ایام رمضان میں جماع کا حلف | ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ رمضان کے ایام میں اپنی بیوی سے جماع کروں گا۔ اب اگر جماع کرتا ہے تو روزہ توڑنے کا گوارہ دینا ہوگا اور جرم و سزا اور گناہ اس پر مستزاد۔ اور اگر ان ایام میں قربت اختیار نہیں کرتا تو جانشین ہوتا ہے۔ بہت سوں کے پاس یہ مسئلہ لایا گیا۔ مگر جواب کہیں سے بھی نہیں ملا۔ جب امام اعظم ابوحنیفہ کے سامنے صورت مسئلہ رکھی گئی تو آپ نے ایک ہی جگہ میں مسئلہ حل کر دیا۔ ارشاد فرمایا۔

یسافر بسا فیطوھا نہما
فی رمضان
مرد سفر پر روانہ ہو عورت کو ہمراہ لے کر نہ جائے
لے کر نہ جائے سفر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روزہ نہ رکھے اور اپنا مقصد

۱۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے شکایت کرنے والے سے یہ نہیں کہا کہ اپنے پڑوسی کو کنواں بند کرنے پر مجبور کرے اور اس کے لئے حکمِ قضا کی امداد حاصل کرے بلکہ آپ نے اس کو یہ حیلہ اور تدبیر بتا دی اور یہ بھی گویا اپنی ملکیت میں تصرف کرنے کی ایک قسم ہے۔ اور یہ ایک مزرعے میں سے آپ نے دوسرے مزرعے کا ازالہ کر دیا۔ چنانچہ دونوں فریق ایذا سے محفوظ رہے۔ اسی طرح برائی کا امداد برائی سے کیا جاتا ہے تو امن حاصل ہو جاتا ہے (ابوحنیفہ از ابوہریرہ حصہ دوم)

پورا کرے۔

نام کا اثر کام میں ہوتا ہے | اسماعیل بن حماد جو امام اعظم کے پوتے ہیں نے روایت کی ہے کہ ہمارے پڑوس میں ایک رافضی شیعہ رہتا تھا۔ اسے حضرات صحابہؓ سے حد درجہ بغض و عداوت تھی اسی عداوت کی وجہ سے اس نے اپنے دو بچوں کے نام صحابہؓ کے نام پر رکھ لئے تھے ایک کا نام ابوبکر اور دوسرے کا نام عمر کہہ کر پکارتا تھا۔ الیاذ باللہ ایک روز اسے اپنے گدھوں میں سے کسی نے لات مار کر ہلاک کر دیا۔ امام اعظم کو خبر دی گئی تو امام صاحب نے فرمایا۔ جاؤ تحقیق کر لو۔ یہ وہی گدھا ہو گا جس کو یہ رافضی ظالم عمر کہہ کر پکارتا تھا۔ کہ نام کا اثر کام میں ضرور ہوتا ہے۔ اللہ نے اس گدھے کو عمر کے نام کی لاج رکھوائی۔ اور حضرت عمرؓ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو دنیا میں گدھے کی لات سے مر جانے کی رسوائی دلوائی خسر الدنیا والاخرہ۔

جب تحقیق کی گئی تو بات وہی نکلی جو امام ابوحنیفہ نے کہی تھی۔

عطاء من عند اللہ | ایک روز گورنر ابن ہبیرہ نے امام صاحب کی خدمت میں ایک انگوٹھی پیش کی جس کے نگینہ پر "عطاء بن عبد اللہ" لکھا ہوا تھا۔ اور کہا یہ انگوٹھی تو بڑی قیمتی ہے۔ مگر اس سے مہر لگانا میں پسند نہیں کرتا کہ غیر کا نام درج ہے۔ اور اس کے ثبت کرنے سے حکم بھی ملے گا کہ نہیں ہو سکتا۔ امام صاحب نے فرمایا لفظ "بن" کے با کو گول کر کے میم بنا دو۔ اور بعد کے نیچے نقطہ کاٹ کر اوپر لگا دو تو یہ "عطاء من عند اللہ" ہو جائے گا۔

گورنر ابوحنیفہ کی اس سرعت انتقال ذہنی سے بے حد متاثر ہوا اور باہمی تعلقات قائم رکھنے اور مزید استوار کرنے کی درخواست اور اس پر اصرار کرتا رہا۔

وقوع طلاق سے مخلص کی حکیمانہ تدبیر | امام اعظم ابو حنیفہؒ سے ایک مرتبہ

دریافت کیا گیا کہ

ایک شخص جس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا پیالہ تھا اپنی بیوی سے کہا اگر میں اس سے پانی پی لوں یا انگریل دلیا بھرا ہوا پیالہ زمین پر رکھ دوں یا کسی دوسرے انسان کے حوالے کر دوں تو تنہی پر طلاق ہو۔ اب مذکورہ چاروں صورتوں میں سے جو کسی صورت اختیار کرے عورت پر طلاق واقع ہوتی ہے کیا اس سے بھی کوئی مخلص ہو سکتا ہے تو امام صاحب نے فرمایا۔

ہاں! کپڑے کر پیالے میں ڈالے جو اس کے پانی کو جذب کر لے یہاں تک کہ پیالہ خالی ہو جائے۔ چونکہ خالی پیالہ پر تعلیق طلاق نہیں ہے۔ اس لئے پیالہ خالی ہونے کے بعد جو کسی صورت بھی اختیار کر لی جائے طلاق واقع نہ ہوگی۔

قیاس ابو حنیفہؒ کا | محمد بن ابراہیم الفقیہ کی روایت ہے کہ ایک روز امام اعظم ابو حنیفہؒ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ کہ اتنے میں آپ کے ہاں سے ایک شخص کا گذر ہوا۔ امام صاحب نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ۔

۱۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ شخص مسافر ہے۔ جب کچھ دیر بعد ارشاد فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ اس شخص کی آستین میں کوئی میٹھی چیز بھی ہے۔ ج۔ پھر کچھ دیر بعد فرمایا کہ میرے خیال میں یہ شخص معلم الصبیان (چھوٹے بچوں کا استاد) ہے

حاضرین میں سے ابو حنیفہؒ کا کوئی شاگرد اٹھا تا کہ اس شخص کے بارے میں یقینی اور قطعی معلومات حاصل کی جاسکیں جب تحقیق کی تو معلوم ہوا۔ ۱۔ واقعی وہ شخص مسافر ہے۔

ج۔ اس کی آستین میں کشمش ہے۔ ج۔ واقعہً اس کا کام معلم الصبیان ہے۔

حاضرین نے ابو حنیفہؒ سے دریافت کیا کہ آپ کو اس کی مسافرت کیسے معلوم ہوئی تو امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ وہ گھور گھور کر دائیں بائیں دیکھتا رہا۔ اور مسافر جہاں بھی جاتا ہے یہی کرتا ہے میں نے اس کی آستین پر مکھی دیکھی تو یہی سمجھا کہ اس کی آستین میں کوئی میٹھی چیز ہے۔ مکھی ایسی چیزوں کی طرف دوڑ کر آتی ہے۔ اور میں نے اس شخص سے یہ بھی محسوس کیا کہ وہ صبیان (چھوٹے بچوں) کو بڑی تیز نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جس سے میں نے اندازہ لگایا کہ یہ بچوں کے استاد ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ علم صرف کے مدون اول | علی العموم مشہور یہ ہے کہ فن صرف کے مدون اول ابو عثمان بکر المازنی (متوفی ۳۲۸ھ) ہیں۔ اور اس سے پہلے یہ الگ فن کی حیثیت سے مدون نہیں

تھا۔ بلکہ نحو ہی میں اس کے مسائل بھی ذکر کر دئے جاتے تھے۔ ملکہ تحقیق یہ ہے کہ فن صرف کے مدون اول ابو عثمان المازنی نہیں بلکہ ان سے بھی ایک صدی قبل امام اعظم ہیں جو تدوین فقہ کے علاوہ علم صرف میں بھی ایک متفنن و مہرہ تھے۔ اس سلسلہ کا نام "المقصود" ہے۔ جو علم صرف کا نہایت جامع، مختصر، مکمل و واضح اور مضبوط متن ہے۔

معجم المطبوعات العربیہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ معجم مذکورہ میں اس کا ذکر تین جگہ پر آیا ہے۔ ۱۔ اور تینوں جگہ "المقصود" کو امام اعظم کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

جامعہ ازہر کے استاد جناب احمد سعید علی کی تصحیح کے ساتھ اصل رسالہ بعد اپنے تین شروعات کے شائع ہو چکا ہے۔ شروعات کے نام یہ ہیں۔

۱۔ المطلب! شارح کا نام معلوم نہیں تاہم دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بشرح ۹۵۲

- سے کافی پہلے لکھی گئی ہے۔ اور اس کے لکھنے والے ابو حنیفہ کے کوئی شاگرد یا قریبی تعلق رکھنے والے ہیں۔
- ۲۔ ایمان الانظار مصنف کا نام نور الدین محمد بن بیری علی ہے۔ یہ شرح ۹۵۲ھ میں مکمل ہوئی اور انہوں نے جزم کے ساتھ لکھا ہے کہ "المقصود" کے مصنف امام اعظم ہیں۔
- ۳۔ روح الشروح مصنف استاذ عیسوی سیروی ہے۔

علم فقہ کی دستوری تشکیل و تدوین جدید
امام اعظم ابو حنیفہ کا لازوال کارنامہ

امام اعظم ابو حنیفہ کے زمانہ سے قبل جلیل القدر تابعین کے ہاں علم حدیث کی طرح فقہیہ مسائل کے استخراج و استنباط اور اجتہاد کو بھی اہمیت حاصل رہی۔ فقہ و اجتہاد کے بہت سے مسائل عدول ہو چکے تھے مگر یہ کوئی باقاعدہ اور منظم تدوین نہ تھی۔ اور نہ اسے ایک مستقل فن کی حیثیت حاصل تھی۔

امام اعظم ابو حنیفہ کے استناد امام حماد کی وفات کے بعد کا زمانہ وہ تھا کہ تمدن و معاشرت میں وسعت کی وجہ سے عبادات اور معاملات میں کثرت مسائل کے واقعات پیش آنے لگے۔ دور دراز کے اطراف و بلاد سے روزانہ سینکڑوں استفتاء، امام اعظم کے پاس آنے لگے۔ یہ کام فرد واحد کے بس کا نہ تھا۔ اس کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی اور وسیع دارالافتاء اور ایک مستحکم دارالقضاء کی ضرورت تھی۔ ابو حنیفہ کی حساس طبیعت نے بڑی شدت سے اس کا احساس کیا اور ان کی مجتہدانہ طبیعت اور متفتانہ مزاج نے ان کو خود اس فن کی باقاعدہ ترتیب اور تدوین پر آمادہ کر دیا۔ حجاز مقدس کے قیام اور تہجرات سے اس عزم میں مزید بے چنگی ہوئی۔ چنانچہ قتادہ بصری سے مناظرہ کے دوران امام اعظم نے فرمایا تھا۔

علم والوں کو چاہئے کہ جن باتوں میں لوگوں کے مبتلا ہونے کا امکان ہے ان کے حل کے لئے وہ پہلے سے آمادہ ہو جائیں واقع ہونے سے پہلے ان کے بچنے کی جو صورتیں ہیں ان کو سوچ لینا چاہئے۔ اور انہیں پہلے سے معلوم ہونا چاہئے کہ پیش آمدہ مسائل میں ابتلا کے وقت کیا کرنا چاہیئے۔

اسلامی قانون کی تدوین و تشکیل جدید کے کام کے وسیع اہم، مگر بڑے خطر و جدوجہد کا حزم و احتیاط اور موقع ہونے کے پیش نظر امام ابو حنیفہ نے اسلام کے شوری نظام کے تحت اس کے لئے ایک دستور کی کمیٹی تشکیل دی اور اس کے باقاعدہ کام کرنے کے لئے کوفہ کو بطور صدر مقام منتخب کیا۔ شرکائے کمیٹی کی مجموعی تعداد چالیس تھی۔ ان میں ہر ایک فقہی مسائل کے استنباط و اجتہاد میں درجہ اجتہاد کو پہنچا ہوا تھا۔ اور ان میں ہر ایک عہدہ فقہاء کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی پوری صلاحیت رکھتا تھا اور ان میں دس تو ایسے تھے جو صرف قاضی ہی نہیں بلکہ قضاۃ کے معلم تھے۔ امام محمد کو عربیت اور علم و ادب میں خاص کمال حاصل تھا۔ قاسم بن معین بھی علم و ادب میں مسلم استاد تھے۔ استخراج و استنباط مسائل میں امام زفر اپنی نظیر آپ تھے۔ قاضی ابو یوسف، داؤد طائی، یحییٰ، عبداللہ بن مبارک اور حفص بن نبیث کو روایات اور حدیث و آثار میں خاص کمال اور امتیاز حاصل تھا۔ اور وہ اپنے زمانے کے مسلم اساتذہ تسلیم کئے جاتے تھے۔

اس کے علاوہ ۱۱۲ افراد پر مشتمل ایک دوسری کمیٹی (جلس شورٰی) تھی جو فیصلے کو آخری شکل دیتی۔ اور حتمی نتائج پر پہنچتی تھی۔ دونوں کمیٹیوں کے سربراہ اعلیٰ خود امام ابو حنیفہ تھے جن کی سرپرستی و نگرانی اور راہنمائی میں اکابر علماء مجتہدین و فقہانے کم و بیش ۳۰ سال تک تدوین فقہ یا اسلامی دستور کی تشکیل و ترتیب میں صرف کئے۔ ۱۲۱ھ سے ۱۵۰ھ تک یہ کام جاری رہا جو امام اعظم ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کا لازوال کارنامہ ہے۔ امت میں ابو حنیفہ کی یہ شوری تدوینی فقہ ان کا پہلا قدم تھا۔ اس لئے اوائل میں اسے اوپری نظر سے دیکھا گیا، مگر شدہ شدہ دیگر ائمہ عظام نے بھی اس کی ضرورت محسوس کی۔ حتیٰ کہ کوئی ایسا امام باقی نہ رہا جس کی ابو حنیفہ کے قائم کردہ طریقہ پر فقہ مرتب ہو کر نہ آگئی ہو۔ گویا ابو حنیفہ کو تدوین فقہ اور اسلامی دستور کی باقاعدہ تشکیل میں اولین راہی کا مقام حاصل ہے۔ اور ائمہ اسلام کے تمام فقہی ذخیروں میں صرف اور صرف فقہ حنفی کو یہ

امتیاز حاصل ہے کہ وہ کسی شخصی رائے پر مبنی نہیں بلکہ چالیس علماء کی جماعت شوریٰ کی ترتیب دادہ ہے۔ اور حنفی مسلک گویا شورائی مسلک ہے۔

کمیٹی کے اجلاس میں ایک ایک مسئلہ پر تین تین روز کی بحث کے بعد اس کو آخری شکل دی جاتی تھی جب تک مسئلہ بحث و تحقیق اور تنقیح و تفتیش کے جملہ مراحل طے نہ کر لیتا ابو حنیفہ اس کے لکھنے سے منع فرماتے کمیٹی کے ہر رکن کو پوری آزادی سے اپنی رائے پیش کرنے کا حق حاصل تھا۔ شرکائے مجلس امام صاحب سے بے تکلف اور مسائل کی تفتیش اور تنقیح میں بے باک تھے بعض اوقات نوادرو کو بے ادبی کا گمان ہونے لگتا۔ ایسے موقع پر جب شرکائے مجلس کو کسی نے تنبیہ کی تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔

”تم ان لوگوں (ملاذہ و رفقا، کمیٹی) کو چھوڑ دو میں نے خود ہی اس طرز کلام کا ان کو عادی بنا دیا ہے“

ایسا بھی ہوتا کہ گاہے گاہے ایک مسئلہ پر مہینوں بحث طویل ہو جاتی۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام اعظم کی قائم کردہ دستوری کونسل نے ۳۰ سال تک مسلسل کام کیا قانون اسلامی کی تدوین جس کی مدد نہ کتابیں کتب فقہ ابی حنیفہ کے نام سے مشہور ہوئیں اس مجموعہ میں ۸۳ ہزار دفعات تھے۔ امام صاحب کو جب آخر عمر میں بغداد جیل میں منتقل کر دیا گیا تب بھی تدوین فقہ کا سلسلہ جاری رہا۔ امام محمد کا تعلق ابو حنیفہ کے ساتھ یہاں قائم ہوا اضافہ کے بعد اس میں کل مسائل کی تعداد ۵۵ ہزار تک پہنچ گئی۔

چنانچہ فقہ حنیفہ کی قانونی جامعیت ہنہ پہلو وسعت و آفاقیت کے پیش نظر اس کو چہار دائر عالم میں شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی جس دستوری نسخے عدالتوں میں حکومتوں میں مالک اور اسلامی حکومتوں کی کار طور پر ان نسخوں کو اپنی عدالتوں کے قضاة کے ہاں رکھوا لیا۔ عمار قضاة اور والیان ریاست اس سے مستفید ہوتے رہے اور بالآخر علماء ان کو نافذ کر دیا گیا۔ اس سلسلہ کے مکتوبہ کتب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ کتب ظہار الرویہ۔ اس میں چھ کتابیں شمار کی جاتی ہیں۔

۱۔ جامع صغیر۔ اسے امام محمد نے امام ابو یوسف کی روایت سے مرتب کیا ہے اور اس کی چالیس شروعات لکھی گئی ہیں۔

۲۔ جامع کبیر۔ جامع صغیر سے اس کے مسائل کی تعداد زیادہ ہے۔ امام ابو حنیفہ کے اقوال کے علاوہ اس میں امام ابو یوسف اور امام زفر کے اقوال بھی موجود ہیں۔ یہ بھی امام محمد کی تصنیف ہے یہی وہ کتاب ہے جسے ایک نصرانی نے پڑھا تو مسلمان ہو گیا اور کہا۔

”جب مسلمانوں کے چھوٹے محمد کا یہ حال ہے تو بڑے محمد کا کیا حال ہوگا“

۳۔ مبسوط۔ یہ امام محمد کی سب سے پہلی تصنیف ہے اور اصل کے نام سے مشہور ہے۔

۴۔ زیادات۔ ان مسائل کا مجموعہ ہے جو جامع صغیر اور جامع کبیر میں درج نہ ہو سکے۔

۵۔ السیر الصغیر۔ حکومت و سیاست اور جہاد کے مسائل پر مشتمل ہے۔

۶۔ السیر الکبیر۔ یہ کتاب امام محمد کی سب سے آخری تصنیف ہے۔

ابوالفضل محمد بن احمد درزی جو عالم شہید کے لقب سے مشہور ہیں نے ظہار الرویہ کی تمام کتابوں کے مسائل پر مشتمل ”کافی“ کے نام سے ایک کتاب لکھی جس کی امام غزالی نے ۳۰ جلدوں پر مشتمل شرح لکھی جو مبسوط کے نام سے مشہور ہے۔

۷۔ کتب نوادر۔ مندرجہ بالا کتب کے علاوہ امام محمد کے دیگر فقہی تصنیفات کو ”نوادر“ کہتے ہیں جو کیسانیات۔ جرجانیات۔ مارونیات۔ امالی امام محمد اور نوادر ابن رستم وغیرہ کو

۸۔ اس کتاب کی روایت امام محمد سے شیب بن سیمان الکسانی نے کی ہے لہذا اسی نام سے کتاب

معروف ہے ۹۔ امام محمد سے اس کتاب کے راوی علی بن صالح جرجانی ہیں۔ لہذا کتاب بھی ان کے

نام سے مشہور ہوئی ۱۰۔ یہ بھی امام محمد کی تالیف ہے مسائل ششی پر مشتمل اور فوائد نافذ کی حامل ہے

شامل ہیں ان کے علاوہ بھی امام محمد اور امام ابو یوسف کی دیگر تصانیف مثلاً "کتاب الآثار" "کتاب الحج"۔ "منوطا امام محمد" وغیرہ سب پر نوادرات کا اطلاق ہوتا ہے۔

اس کے بعد بھی دستوری اور قانونی طور پر اس کی توسیع کا سلسلہ جاری رہا۔ اور مسلمانوں کو کربہ ارض کے سب سے بڑے حصہ پر تقریباً ایک ہزار سال تک حکمرانی کے جو مواقع ملے تو ان کی حکومتیں الحمد للہ اصلاً یا ضمناً زیادہ تر امام ابو حنیفہ اور آپ کے تلامذہ کے مدون کردہ آئین و دستور کی پابند رہیں۔

امام اعظم اور علم الحدیث | باقی رہا امام اعظم ابو حنیفہ کا علم حدیث میں رتبہ و مقام تو یہ ایک حقیقت ہے کہ علم حدیث سے بے نیاز ہو کر صرف قیاس اور قرآن پر فقہ کی بنیاد نہ رکھیں رکھی جاسکتی تھی۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے مرویات کو آپ کے تلامذہ "مستدلی حنیفہ" کے نام سے جمع کرتے رہے جن کی تعداد ۷۰۰ تک پہنچتی ہے جنہیں علامہ خوارزمی نے یکجا کر کے "جامع مسانید الامام الاعظم" کے نام سے مرتب کیا۔ ابو حنیفہ کے سب سے بڑے شاگرد فاضل ابو یوسف نے "کتاب الآثار" میں امام اعظم کے مرویات کو جمع کیا ہے۔ علم حدیث میں امام صاحب کے اساتذہ کی تعداد چار ہزار تک پہنچتی ہے۔ آپ کے مسانید جمع کرنے والوں میں دارقطنی، ابن شاپہ اور ابن عقیل جیسے نامور علماء حدیث شامل ہیں کوئی شخص فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں سے اگر صرف امام طحاوی

۱۔ تدوین فقہ اور اس کی تشکیل جدید کی مفصل روئیداد احقر نے بیخ و بن ابو حنیفہ (شائع کردہ مرقا المصفین والاعلام حقاہہ) کوثرہ خشک ضلع پشاور کے مانوئیل باب میں تفصیل سے تحریر کر دی ہے جسے پاکستان کے علمی و ادبی جرائد کے علاوہ مرکز علم والاعلام دیوبند کے ماہنامہ "والاعلام" نے بھی اپنے شمارہ اکتوبر ۱۹۷۷ء میں شائع کیا اور کتاب پر اپنے تبصرہ و تعارف میں اسے جامع رفیع اور اس کا مطالعہ و استفادہ ضروری قرار دیا یہاں اس کتاب کی تلخیص کر دی گئی ہے اگر اس سے ذوق مطالعہ کی انگیزت ہوئی ہو تو مزید توضیح و تفصیل دفاع امام ابو حنیفہ میں ملے گی۔

کی "شرح معانی الآثار" ابو یوسف جصاص کی "احکام القرآن" احمد امام شریعی کی المبسوط ہی کو دیکھ لے تو اسے ابو حنیفہ کی علم حدیث میں مہارت و عقیدت کا اندازہ ہو جائے گا۔ امام صاحب نے چاہزار حدیثیں روایت کی ہیں۔ دو ہزار صرف امام حماد کے طریق سے اور دو ہزار باقی شیوخ سے۔ امیر بانی کا بیان ہے کہ بلاشبہ تمام مسند احادیث صحیحہ جو بلا تکرار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہیں ان کی تعداد چار ہزار چار سو ہے۔

امام صاحب کی چار ہزار حدیثوں کی روایت تب ہے جب تکرار اور تعدد طرق و اسانید سے صرف نظر کر لی جائے۔ وگرنہ اسناد اور تعدد طرق اور تکرار کو ملحوظ رکھ کر وہ ۷۰۰ ہزار تک تعداد بڑھ جاتی ہے۔ احقر نے اس موضوع پر دفاع ابو حنیفہ کے چھٹے باب میں تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ یہاں تکرار سے کتاب کی ضخامت بڑھ جائے گی۔ شائقین و اہل ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث سے اسناد کے معاملہ میں ابو حنیفہ کا مسلک | حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے استناد کے معاملہ میں امام اعظم کا جو مسلک تھا اسے انہوں نے خود ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ

"مجھے جب کوئی حکم خدا کی کتاب میں مل جاتا ہے تو میں اس کو مقام ایتنا ہوں اور جب اس میں نہیں ملتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کے ان صحیح آثار کو ایتنا ہوں جو ثقہ لوگوں کے ہاں ثقہ لوگوں کے واسطے سے معروف ہیں۔ پھر جب نہ کتاب اللہ میں حکم ملتا ہے نہ سنت رسول اللہ میں تو میں اصحاب رسول کے قول (یعنی ان کے اجماع) کی پیروی کرتا ہوں اور ان کے اختلاف کی صورت میں جس صحابی کا قول چاہتا ہوں قبول کرتا ہوں۔ اور جس کا چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں۔ مگر ان سب کے اقوال سے باہر جا کر کسی

گما قول نہیں لیتا۔ اور جب معاہدہ ابراہیم، شعبی، ابن سیرین، حسن، عطاء، سعید بن المسیب (اور ان کے علاوہ کچھ اور اصحاب بھی گئے) تک پہنچے تو فرمایا۔

فقوم اجتهدوا فاجتهدوا
توجیس انہوں نے اجتہاد کیا میں بھی
کما اجتهدوا لہ
اجتہاد کر لیتا ہوں۔
اور بعض روایات میں الفاظ قد سے مختلف نقل ہوئے ہیں۔

وما جاء عن غيرهم فم
اور جب غیر صحابہ سے کوئی قول آئے تو
رجال ونحن رجال لہ
گو وہ بھی ہماری طرح کے انسان
ہیں (یعنی جس طرح انہیں اجتہاد کا
حق ہے یہیں بھی ہے)

واذا جاءنا عن التابعين
اور جب ہمارے پاس تابعین کے
اقوال آتے ہیں تو ہم ان سے علمی مزاحمت
نہیں کرتے ہیں۔

وما جاء عن غيرهم اخذنا
غیر صحابہ کے اقوال کو لیتے بھی ہیں اور
وتركنا۔ لہ
چھوڑتے بھی ہیں۔

ما جاءنا عن الصحابة
جو صحابہ ہمارے پاس صحابہ سے
فعلی الراشدين وما
پہنچتی تو اس کو ہم سرنگھوں پر
جاءنا عن التابعين فم
رکھتے ہیں اور جہ تابعین سے آتی ہے

لہ تاریخ بغداد للخطیب ج ۱ ص ۲۹۸ و مناقب ذہبی ص ۲۰

لہ میزان ج ۲ ص ۲۹۰ و فیہ اشہار المسانیف ج ۱ ص ۲۴۹

لہ ذیل الجواب ج ۲ ص ۴۳

رجال ونحن رجال
سودہ بھی عام انسان ہیں اور ہم بھی۔
امام اعظم ابو حنیفہ کے سامنے ایک مرتبہ ان پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ قیاس کو نص پر ترجیح دیتے ہیں اس پر انہوں نے فرمایا۔

"خدا کی قسم! اس شخص نے جھوٹ کہا اور ہم پر افتراء باندھا جس نے کہا کہ ہم قیاس کو نص پر ترجیح دیتے ہیں۔ بھلا نص کے بعد بھی قیاس کی کوئی حاجت رہتی ہے؟" لہ
خلیفہ ابو جعفر منصور نے ایک مرتبہ امام صاحب کو لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ قیاس کو حدیث پر مقدم رکھتے ہیں۔ جواب میں انہوں نے لکھا۔

"امیر المؤمنین! جو بات آپ تک پہنچی ہے وہ صحیح نہیں ہے میں سب سے پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر۔ پھر حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے فیصلوں پر۔ پھر باقی صحابہ کرام کے فیصلوں پر۔ البتہ جب صحابہ میں اختلاف ہو تو قیاس کرتا ہوں" لہ
علامہ ابن جریر تو یہاں تک رقمطراز ہیں کہ

"تمام اصحاب ابی حنیفہ اس بات پر متفق ہیں کہ ابو حنیفہ کا مذہب یہ تھا کہ ضعیف حدیث بھی اگر مل جائے تو اس کے مقابلے میں قیاس اور رائے کو چھوڑ دیا جائے لہ

شان تابعیت اور صحابہ
امام اعظم ابو حنیفہ تابعین سے ہیں ۸۰ ہجری میں
آپ پیدا ہوئے جب کہ اس وقت صحابہ کی ایک
سے ملاقات و روایت

لہ مفتاح السعادة ج ۲ ص ۶۷ لہ کتاب میزان ج ۱ ص ۲۳۰ لہ ذہبی نے ابو حنیفہ کے مناقب

رد ۲۱ میں لکھا ہے کہ "وامنع رہے ضعیف حدیث سے مراد جھوٹی حدیث نہیں ہے اس جگہ ضعیف

سے مراد وہ حدیث ہے جس کی سند قوی نہ ہو مگر جس سے یہ گمان کیا جاسکے کہ یہ حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم ہی کا قول ہوگا۔ لہ کتاب میزان ج ۱ ص ۶۲

جماعت کو فہم موجود تھی۔ مؤرخین نے آپ کے پیدا ہونے کے زمانہ میں موجود صحابہ کی تعداد بیس بتائی ہے تاہم خطیب بغدادی، قسطلانی، یافعی، ابن حجر عسقلانی، دارقطنی اور ابن حجر مکی جیسے جہاں علم اور ائمہ حدیث ابو حنیفہ کی حضرت انس رضی کی زیارت و ملاقات پر متفق ہیں۔ ملا علی قاری نے شرح نجمۃ الفکر میں تابعی کی تعریف میں لکھا ہے۔

و هو من لقی الصحابی لهذا تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو۔

اس سعادت کے پیش نظر امام اعظم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور اس ارشاد گرامی کا مصلوق قرار پاتے ہیں کہ

طوبی لمن رآنی و امن
ب وطن رأی من
رأی.
بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے حالت ایمان میں مجھے دیکھا اور وہ لوگ بھی مبارک ہیں جنہوں نے حالت ایمان میں میرے دیکھنے والوں سے ملاقات کی۔

امام اعظم نے اپنی عمر میں پچیس حج کئے ہیں جن میں سے کم از کم پندرہ حج آپ نے صحابی رسول ابو الطیفیل رضی اللہ عنہ کی ۱۱۰ ہجری میں کئے ہیں گویا پندرہ مرتبہ کو فہم سے مکہ مکرمہ آنا ہوا۔ یہ بات عقل سلیم کے باور کرنے سے بعید ہے کہ حضور کے مذکورہ ارشاد گرامی وجود صحابی اور زیارت و ملاقات کی ممکنہ صورت اور تابعیت کی سعادت دارین نعمت عظمیٰ کے سہل الحصول ہونے کے باوجود ایک مرتبہ بھی آپ نے حضرت ابو الطیفیلؓ کی زیارت کی سعادت حاصل نہ کی ہو۔

صرف یہ نہیں بلکہ آپ کی عمر کے ساتویں سال تک آپ ہی کے شہر کو فہم میں حضرت عمرو بن حریثؓ اور حضرت عبداللہ بن ابی اونیؓ موجود تھے لا محالہ قرن اہل کے دستور کے

مطابق امام صاحب کو آپ کے والد دعائے برکت صلحا کی غرض سے حضرات صحابہ کی خدمت میں بھی پیش کر چکے ہوں گے۔

ابو حنیفہ کی روایت صحابہؓ اور شریف تابعیت متفق علیہ ہے اور قبول اکابر ائمہ حدیث کے جو شخص امام صاحب کی تابعیت سے انکار کرتا ہے وہ تتبع قاصر اور تعصب فائز میں مبتلا ہے۔

البتہ بعض نے یہ کہا ہے کہ بوجہ صغر سنی کے آپ نے صحابہؓ سے روایت نہیں کی مگر یہ قول مجوح ہے اور آپ کی صحابہ سے روایت و روایت دونوں ثابت ہیں اور یہی قول عقول ہے۔

پہلا سفر حج اور حضرت عبداللہ بن حارث سے ملاقات

جامع بیان العلم میں ہے کہ ۹۶ ھ میں امام صاحب نے زندگی کا سب سے پہلا حج کیا اور اسی سال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حبیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن حارث سے ملاقات اور تلمذ کا شرف حاصل کیا اور آپ نے اسی ملاقات میں ان سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا۔

من تفقه فی الدین
کفاه اللہ همه و ذقہ
من حیث لا یحسب
جس نے اللہ کے دین میں سمجھ بوجھ اور فقہانیت پیدا کر لی اللہ اس کے رنج و غم میں کافی ہے اور اس مقام سے رزق دے گا جہاں اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔

حضرت امام اعظم نے اپنے زمانہ میں کو فہ کا کوئی صحابی اور تابعی ایسا نہیں چھوڑا جس سے ملاقات اور کسب فیض نہ کیا ہو۔ علامہ بخاری فرماتے ہیں۔

اتفق العلماء علی انه دوی
عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام صاحب نے صحابہؓ سے روایات نقل

عليه وسلم لكنهم اختلفوا في عدد هم له
کی ہیں لیکن اس کی تعداد میں اختلاف ہے۔

مشہور محدث حضرت عبداللہ بن مبارک اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں یہ

كفى نعمان فخرنا ما رواه

من الاخبار عن غور الصحابة

توجہ۔ نعمان بن ثابت کے فخر و امتیاز کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ جلیل القدر صحابہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ابو مشعر عبدالکریم بن عبدالصمد شافعی نے تو امام عظیم ابو حنیفہ کی صحابہ سے مرویات کو بھی ایک مستقل رسالہ میں لکھ دیا اور علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی ان تمام روایات کو اپنے ایک رسالہ "تبلیغ الصحیفہ" میں جمع کر دیا ہے۔

بشارت نبویؐ اور امام ابو حنیفہؒ
صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی منقول ہے کہ:-

عن ابی هريرة قال كنا جلوسا عند النبي صلى الله عليه وسلم اذا نزلت عليه سورة الجمعة فلما قروا - و آخري منهم لما يلحقوا بهم - قالوا من هو لآمر
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اس مجلس میں سورۃ الجمعہ انجمن نازل ہوئی اور آپؐ نے یہ آیت پڑھی "وآخرین منهم لما يلحقوا بهم" حاضرین میں سے

لہ حالات الحنفیہ مخصوصاً تبيين النظام منہ اس سلسلہ کے شبہات کے ازالہ اور احقرات کے جوابات پر مشتمل مفصل تحریر احقر نے دفاع امام ابو حنیفہ میں تفصیل سے لکھ دی ہے شائقین وہاں دیکھیں۔

رسول الله! فلم يراجعہ
النبي صلى الله عليه وسلم
حتى سألہ مرة او مرتين
او ثلاثاً قال وفيما سألنا
الفارسي قال فوضع النبي صلى
الله عليه وسلم يده على سلمان
ثم قال "لو كان الايمان
عند الثريا لثاله رجل او
رجال من هؤلاء لہ
کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دوسرے لوگ کون ہیں جو ابھی تک ہم سے نہیں ملے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں سکوت فرمایا مگر پوچھنے والے نے دوبارہ سہ بار یہی سوال دہرایا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:- اگر ایمان ستاروں کی جگہ گھٹ اور آسمانی کیکشاں میں بھی ہو گا تو ان کے کچھ آدمی اسے ضرور پالیں گے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے تبلیغ الصحیفہ میں اور علامہ ابن حجر کی فیئرت الحسان میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے مصداق حضرت امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ علامہ سیوطی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی مندرجہ بالا روایت کے علاوہ ابو نعیم، طبرانی، شیخ زری اور بیہج بخاری کی اس مضمون کی روایت، کرد و احادیث کو امام ابو حنیفہؒ ہی کی فضیلت و بشارت پر محمول کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں کچھ شکابھی نہیں کیونکہ ابنائے فارس سے علم میں کوئی بھی امام ابو حنیفہؒ کے مبلغ علم کو نہیں پہنچ سکا۔ اگر نفس حدیث میں قدرے غور کیا جائے تو ابو حنیفہؒ ہی بوجہ اتم و اکمل اس کا مصداق ٹھہرتے ہیں مثلاً:-

۱۔ پہلی بات حدیث میں یہ آئی ہے کہ وہ ابنائے فارس سے ہو اور یہ ظاہر ہے کہ ائمہ اربعہ اور ائمہ حدیث میں سے کوئی شخص بھی سوائے ابو حنیفہ کے نہ تو ابنائے فارس سے ہے اور نہ ہی شاہ فارس نوشیروان کی اولاد سے ہے بلکہ لہذا ابو حنیفہ ہی اس کا صحیح مصداق قرار پاتا ہے۔
 ۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کے مضمون میں غور کیا جائے تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ اس کے مفہوم کا صحیح مصداق ایسا شخص قرار پاسکتا ہے جو جملہ دیگر قیود کے حضرات صحابہؓ سے ملا ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اہل فارس میں مسلمان فارسی کے بعد سوائے امام ابو حنیفہ اور آپ کے تلامذہ کے جو اپنے زمانے میں بہت بڑے علماء اور اپنے ہم عصروں پر نائج تھے دوسرے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اصحاب یا تابعین سے ملا ہو۔ جو لوگ ائمہ اربعہ یا محدثین صحاح ستہ کو بھی اس حدیث کے مفہوم و مضمون اور مصداق میں ابو حنیفہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں وہ یہ گز نہیں ثابت کر سکتے کہ ائمہ اربعہ، اصحاب صحاح کو حضرات صحابہؓ تو کجا، تابعین کا دیکھنا بھی نصیب ہوا ہو۔ اور اگر بالفرض اس حدیث کے مفہوم کے عموم میں دیگر ائمہ و محدثین بھی شامل کر دئے جائیں تب بھی تقدیم و اولیت کا ثبوت ابو حنیفہ ہی کو حاصل ہے۔ والفضل للتعلم۔

۳۔ امام مالک اور امام شافعی بالاتفاق عربی ہیں۔ امام احمد کا اصل وطن مرو تھا جو ملک خراسان میں واقع ہے۔ امام بخاری بخارا کے اور امام ترمذی ترمذ کے رہنے والے تھے جو دونوں توران میں واقع ہیں امام مسلم نیشاپور واقع خراسان اور امام ابو داؤد سیستان کے باشندے تھے جو سندھ و ہرات کے درمیان متصل قندھار کے واقع ہے امام نسائی شہر نسا واقع خراسان امام ابن ماجہ شہر قزوین واقع عراق و عجم کے رہنے والے تھے۔ لامحالہ تسلیم ہی کرنا پڑے گا کہ ابو حنیفہ ہی اہل فارس کا مصداق ہو مگر اہل اہل قرار پاتے ہیں۔ تو ایسی تاویل کی کوئی ضرورت نہیں جس میں صریح نص کو ترک کر کے حدیث سے عام اہل عجم مراد لے لئے جائیں جیسا کہ صاحب اتحاف النبلاء نے..... ایسی کھینچ تان کی کوشش کی ہے جو ہر طرح سے خلاف واقع اور نامناسب ہے۔

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں الفاظ حدیث یوں بھی منقول ہوئے ہیں

لو كان الدين عندنا شرًا
 لذهب به رجل من ابناء
 فارس حتى تناذله
 اگہ دین ثریا کے نزدیک بھی ہو گا تو
 ابنائے فارس میں ایک شخص اُسے گا
 اور اسے وہاں سے حاصل کرے گا۔

حدیث میں لفظ تناول اس جانب ششیر ہے کہ وہ رجل مجتہد ہو جس کا علم و اجتہاد تمام ائمہ دینیہ اور مسائل شرعیہ پر محیط ہو۔ اس کے علم کی وسعت اور اجتہاد کے ملک میں نقص نہ ہو کیونکہ جملہ ضروریات پر حاوی ہونا بغیر مجتہد کے اور کسی کا منصب نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ سوائے ائمہ اربعہ کے یہ مقام کسی کو حاصل نہیں ہوا جن پر جمہور نے ان کو یہ ہمہ وجہ اعلم اور اولیٰ دیکھ کر اجماع کیا ہو۔ اور ان کے مذاہب قرآن و حدیث سے مستنبط اور مدون ہوں۔ اور مسلم ہو کہ اتفاق میں پھیلے ہوں اور ان کے مذاہب سے ان کے پیروکاروں کو ہر قسم کے حوادث، ذرائع، فوائد کے پیش آئے ہیں مسائل کا جواب مل سکتا ہو پس امام ابو حنیفہ جو ائمہ اربعہ میں زمانہ اجتہاد اور تدوین فقہ کے لحاظ سے متقدم ہیں بلکہ سب کے پیش رو اور رہنما ہیں صرف یہی ابنائے فارس سے ہیں اور اپنے تلامذہ کے ساتھ حدیث مذکور کے مصداق ہیں۔

۴۔ واقعہ بھی یہ ہے کہ مذاہب ثلاثہ کی ترویج و اشاعت فقہ حنفی ہی کی مہم سنّت ہے احقر نے اس عنوان کے تحت وفارغ ابو حنیفہ میں یہ لکھا ہے ذیل میں اسی سے ایک اقتباس یہاں بھی درج کر دیا جاتا ہے۔ "اگر حنفی مکتب فکر فقہی تدوین کی راہیں نہ کھولی ہوتیں تو آج دیگر مذاہب ثلاثہ کی ترویج کی حد تک بھی موجود نہ ہوتیں اور واقعہ یہ ہے کہ صرف فقہ حنفی ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے پاس فقہ کا آج جو کچھ سراپا ہے وہ شافعی فقہ ہو یا حنبلی بلکہ فقہ مالکی تک کسی نہ کسی حیثیت سے سب کی بالآخر امام ابو حنیفہ ہی کی دیدہ ریزوں سے آبیاری ہوئی ہے جس کے لئے امام ابو حنیفہ کو قدرت نے بہترین صلاحیتوں سے نوازا کر تدوین فقہ کے بہترین مواقع اور لازمی رفقاء کا رعا فرمائے" (دفاع ابو حنیفہ ص ۱۲۹)

احادیث میں سیغہ جمع رجال اور سیغہ مفرد رجل دونوں استعمال ہوئے ہیں۔ محو شین
اس کا محمل بھی یہی بتایا ہے کہ امام اعظم کے لئے سیغہ جمع رجال باقیا را تباعد کے ہے جو
حضرت امام صاحب کے اصحاب ہیں۔ اور سیغہ واحد یعنی رجل کا استعمال باعتبار تنوع
کے ہے جو خود امام ابو حنیفہ ہیں اس سے اس طرف انتشار ملتا ہے کہ امام صاحب کے اتباع
و اصحاب ان کی طرف علم و فضل اور اصابت مسائل و دین میں بحسب قواعد و اصول غیروں
پر فائق ہوں۔

۴۔ حضرت سلمان فارسی من طبقہ خیر القرون یعنی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں اور امام
اعظم بھی طبقہ خیر القرون یعنی تابعین سے ہیں دونوں طبقات کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم نے غیر لی شہادت دی ہے۔ بخلاف دیگر ائمہ محدثین کے کہ وہ تابعین سے نہیں تھے
اور ان کے زمانے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ہیں "ثم یناہم الکذب" کے
کلمات پائے جاتے ہیں۔

صد اوقت محمدی کا اعجاز | امام اعظم ابو حنیفہ کسان نبوت کے پیشین گوئی کے
اولین مصدق ہونے کی وجہ سے خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وسلم کے ختم نبوت کی صداقت کی ایک دلیل اور نبوت کا ایک اعجازی کارنامہ ہیں
چنانچہ خیرات الحسان میں علامہ ابن حجر مہتمی سے منقول ہے کہ

نیہ مجزۃ ناهق للنبی | اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم اخیر | کا کھلا معجزہ ہے کہ آپ نے اُنہ
بما سیقہ لہ | ہونے والی بات کا پتہ دیا ہے۔
امام الحامی کا مقولہ ہے۔

ان ابا حنیفہ النعمان من | بے شک امام ابو حنیفہ معجزات
اعظم المعجزات بعد | مصطفویہ میں سے قرآن کے بعد ایک
القرآن لہ | بڑا معجزہ اور کرامت ہیں۔

امام ابن مبارک کے اشعار | بالانفاق سب مؤثرین نے لکھا ہے
فقہی فضیلت اور علمی جامعیت کا اظہار | کہ تمام محدثین کے محدث اعظم امام عبد اللہ
بن مبارک نے دنیا سے حدیث کے گوشہ

گوشہ میں جا کر اور لاکھوں روپے اسفار پر صرف کیے اس دور خیر القرون کے ایک ایک
محدث سے علم نبوت کی تحصیل کی۔ مگر جب امام اعظم کے پاس آئے تو آخر تک آپ سے
جدا نہ ہوئے۔ اور امام ابو حنیفہ کے انتقال کے بعد ان کی قبر پر کھڑے ہو کر زار زار رو رو
کر فرماتے رہے کہ "ابراہیم نخعی" اور حماد نے مرتے وقت مجھے (ابو حنیفہ) اپنا غلیظ چھو
تھا خدا آپ پر رحم کرے کہ آپ نے اپنا خلف نہیں چھوڑا۔ یہ کہہ کر دیر تک زار زار روتے
رہے۔ ان ہی کی وصیت ہے کہ "آنا را در احادیث کو لازم سمجھو مگر ان کے معانی کے لئے
امام ابو حنیفہ کی ضرورت ہے کیونکہ وہ حدیث کے معانی جانتے ہیں۔"

امام اعظم ابو حنیفہ کی عظمت و علو شان دیکھ کر شیخ المحدثین امام ابن المبارک بھی
بے اختیار ہو کر آپ کی مدح و منقبت میں اشعار کہنے لگے ذیل میں درختار وغیرہ سے
ان کے کہے ہوئے چند منتخب اشعار دوران کار و دو ترجمہ پیش خدمت ہے اہل انصاف
اور اہل ذوق کے لئے اس میں عبرت و حقیقت اور لطفت و سرور کا کافی سامان موجود
ہے کہ

لہ در مختار ص ۴۵ و مدائن الحنفیہ ص ۷۷

لہ دناح ابو حنیفہ

لہ مدائن الحنفیہ ص ۷۷ لہ خیر الحسان ص ۷۷

بَآتَ النَّاسَ فِي فَقْدِهِ عِيَالٌ عَلَى فَقْدِهِ الْكَامِ ابْنِ حَنِيفَةَ
لوگ فقہ میں بمنزلہ عیال ہیں امام اعظم ابو حنیفہ کی فقہ کے
فَلَعْنَةُ رَبِّنَا أَهْدَادُ رُحْلٍ عَلَى مَنْ رَدَّ قَوْلَ ابْنِ حَنِيفَةَ
چنانچہ ریت کے ذرات برابر لعنت ہو اس پر کہ جو امام ابو حنیفہ کا قول (کلمتی) رد کرے

استدلال بالحديث الضعيف بعض لوگ حنفیہ دامام اعظم کے دلائل کے متعلق
کا الزام درست نہیں کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا استدلال فلاں حدیث ضعیف
ہے مگر احناف ائمہ امام اعظم پر اس قسم کا اعتراض کچھ زیبا نہیں کیونکہ تحقیق
صحیح قول یہ ہے کہ امام اعظم کی اگرچہ صحابہ سے روایت کے ثابت ہونے میں اختلاف
ہے لیکن صحابہ کی روایت و ملاقات بفضل اللہ تعالیٰ یقیناً ثابت ہے لہذا امام صاحب
تابعی ہیں بدین وجہ امام صاحب کی روایت کبار و خیار تابعین سے ہوگی، حضرت علامہ
انور شاہ کشمیری سے منقول ہے کہ تابعین میں کوئی کاذب نہ تھا لہذا امام اعظم نے جن
خیار تابعین سے روایت لی وہ حضرات یقیناً ثقہ ہوں گے، اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ
امام صاحب جن روایات سے استدلال کرتے ہیں وہ تمام روایات حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے بواسطہ صحابہ و خیار تابعین امام تک پہنچی ہیں درمیان میں کسی قسم کا
شائبہ پیدا نہیں ہوا تو امام اعظم کے استدلال کے وقت وہ روایات صحیح و سالم
تھیں اگرچہ اس کے بعد ضعف پیدا ہو گیا ہو، اس سے امام اعظم پر استدلال بالحديث
الضعيف کا الزام دینا بالکل بے جا ہے کیونکہ امام اعظم نے قریب زمانہ کی بنا پر نہر
کے ابتدائی حصہ سے پانی پیا، اس کے نیچے اگر گرا پانی کو خراب کر دیا تو وہ خراب پانی تو
امام اعظم کی طرف عود کر کے نہیں جائیگا، بلکہ بعد والوں کی بد قسمتی ہے کہ صاف پانی
نہیں ملا، یہی مضمون امام الطائفة شعرانی الشافعی سے بھی منقول ہے۔

وقال الشعرانی الشافعی جميع ما استدل به الامام ای امامنا الاعظم

لَقَدْ زَانُ الْبِلَادِ وَمَنْ خَلِيَهَا
امام حسین امام ابو حنیفہ نے شہر کو زینت
بِأَحْكَامٍ وَآثَارٍ وَفَقْهٍ
فقہ و آثار اور احکام شریعہ کے ساتھ
فَمَا فِي الْمَشْرِقَيْنِ لَهُ نَظِيرُ
چنانچہ مشرق میں اس کی مثال نہیں
إِمَامًا سَادَ فِي الْإِسْلَامِ قَوْلُ
ابو حنیفہ امام ہیں اسلام میں نور ہیں
يَكُونُ مَشْهُورًا سَهْرَ اللَّيَالِي
عبادت و بیداری میں رات گزارتے ہیں
وَمَنْ يَسَافِدُ عَنْ كُنْهِ رَأْيِهِ
انہوں نے ہر بری بات سے زبان کی حفاظت
يَعْفُ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالصَّلَاحِ
حرام چیزوں اور کھیل تماشے سے بچتے ہیں
نَحْنُ كَأَبْنِ حَنِيفَةَ فِي عِلَالِهِ
دو تہا عابدین ابو حنیفہ کا کون مقابل ہو سکتا
وَأَمَّا الْعَارِضِينَ لَهُ سَفَاهَا
ان پر طعن کرنے والے سب احمق ہیں
وَقَدْ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ مَقَالًا
امام محمد بن ادریس شافعی نے ان کی نشان
میں ارشاد فرمایا

وہ یہ ہے کہ

باب

ذکاوت و جودت طبع، ذہنی صلاحیتیں و کمالات

بحث و مناظرہ اور استنباط مسائل کے دلچسپ واقعات

استدلال و استنباط حکم | فیاض انزل کی طرف سے امام ابو حنیفہ کو فطری طور
کی تین مختلف صورتیں | پر ایک ہی مسئلہ کی مختلف اور متخالف صورتوں پر
غور و فکر اور استنباط حکم کے طریقے اول بدل کرنے، اور ہر طریقہ کے لئے دلائل قائم
کرنے اور دفاع کرنے کی جو عجیب و غریب اور زبردست قدرت عطا کی گئی تھی وہ ذیل
کے ایک واقعہ سے اندازہ لگائی جاسکتی ہے۔ اور بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام
اعظم ابو حنیفہ نصوص پر سب سے زیادہ دقیق اور گہری نظر اور سب سے زیادہ
قوت استدلال کے مالک تھے۔

امام مالک نے جو دیکھا صحیح دیکھا اور جس حقیقت پر پہنچے بغیر کسی جھجک کے اس کا
اعلان کر دیا فرماتے ہیں۔ نعم رايت رجلاً لو كلمك في هذه السارية ان
يعلما ذهاباً لتمام حجته له

لہ مناقب ابی حنیفہ للذہبی ۱۹

لمذهبه اخذه من خيار التابعين ولا يتصور في سنده شخص متهم
بالكذب وان قيل بضعف شيء من ادلة مذهبه فذلك الضعف انما هو
بالنظر في رواية النازلين عن سنده بعد موته وذلك لا يقدح فيما اخذه به
الامام عنه وكذا نقول في ادلة مذهب اصحابه فلم يستدل احد
منهم بحديث ضعيف كما استبناه ذلك انما يستدل احدهم بحديث
صحيح او حسن او ضعيف قد كثر طرقه حتى ارتفع لدرجة الحسن و
ذلك امر لا يختص باصحاب الامام ابی حنیفہ بل يشاركهم جميع المناصب
كلها



لہ مقدمہ اور جزا مالک مر۶۸

کہتے ہو۔ وہ کہنے لگے۔

اس مسئلہ کا یہ جواب ہرگز نہیں جو آپ نے دیا ہے۔

امام صاحب نے فرمایا۔ تم کسی دلیل سے کہتے ہو یا بے دلیل؟

انہوں نے کہا دلیل سے۔

امام نے فرمایا۔ اچھا اپنی دلیل بیان کرو۔

اور مناظرہ شروع ہو گیا۔ آخر امام ہی اپنی دلیلوں کی قوت سے ان سب پر غالب آ

گئے۔ اور ان سے اپنی بات منوالی۔ اور انہیں بھی ہو گیا اور اعتراف کر لیا کہ ہماری رائے

ہی غلط ہے اس پر امام نے فرمایا۔ اب تو تمہیں اپنے مسئلہ کے صحیح جواب کا علم ہو گیا؟

ان سب نے کہا جی ہاں۔ تو اس کے بعد امام نے فرمایا۔ اب بتاؤ اس شخص کے

متعلق تمہاری کیا رائے ہے جو تمہارے پہلے جواب کو درست مانتا ہے۔ اور میرے اس جواب

کو غلط کہتا ہے۔

سب نے یک زبان کہا۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا آپ کا یہ جواب دلائل سے صحیح ثابت

ہو چکا ہے۔ امام نے پھر ان سے اس پر مناظرہ شروع کر دیا اور ان سے اپنے جواب کے

غلط ہونے کا اقرار کر لیا اور وہ بے ساختہ کہہ اٹھے۔

امام صاحب! آپ نے ہمارے ساتھ بڑی نا انصافی سے کام لیا حق تو ہمارے ساتھ

تھا یعنی ہمارا جواب صحیح تھا آپ نے اسے غلط بنا دیا۔

پھر امام ابو حنیفہ نے ان سے دریافت کیا۔ اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو

جو دعویٰ کرتا ہے کہ یہ جواب بھی غلط ہے اور پہلا جواب بھی غلط ہے اور صحیح جواب یہ تیسرا ہے۔

وہ سب یک زبان ہو کر بولے یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ دونوں جواب غلط ہوں۔

تو امام صاحب نے فرمایا، اچھا سنو! اور اس مسئلہ کا ایک تیسرا جواب اختراع کیا اور

اس پر بھی ان سے مناظرہ شروع کر دیا اور دلائل کی قوت سے اس تیسرے جواب اور

امام ابو حنیفہ تو ایسا شخص ہے کہ اگر یہ اس پر دلائل قائم کرنا چاہے کہ سامنے والا تو ان
سو نے کا ہے تو وہ اسے دلائل کی قوت سے سونے کا ثابت کر سکتا ہے۔ ہر حال امام
ابو حنیفہ کی باریک بینی، دور رس، ہکتہ آفرینی اور ہر مسئلہ میں استدلال اور استنباط
حکم کے طریقے بدل بدل کر ائمہ کبار، فقہاء عظام کے جس عظیم مجمعے میں اپنی خداداد صلاحیتوں
کا مظاہرہ کر کے سب کو حیران و ششدر کر کے رکھ دیا۔ اس کا طویل قصہ ہم بروایت محمد بن
حسن بجنہ نقل کر دیتے ہیں۔

”امام ابو حنیفہ کے بعد دو تشریف لانے کی خبر پہنچی تو ان کے تلامذہ اکٹھے ہوئے ان
تلامذہ میں ابو یوسف، اسد بن عمر اور ان کے علاوہ ابو حنیفہ کے قدیم فقہاء تلامذہ بھی
شامل تھے، تو ان سب نے باہمی غور و فکر اور بحث و مباحثہ کے بعد بطور علمی مذاکرہ کے ایک مسئلہ امام صاحب
کے سامنے پیش کرنے کے لئے تجویز کیا۔ اور اس کی تائید و تقویت کے لئے بہت سی
دلیلیں بھی جمع کیں۔ اور اس کو پیش کرنے کے لئے عجیب و غریب اور انوکھی صورت توجیز
کی۔ اور آپس میں کہنے لگے کہ امام کے آنے ہی ہم ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھیں گے۔ اور ایسی
بحث کریں گے کہ امام کو بحث میں جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔ جب امام ابو حنیفہ فرمادے تشریف لانے
تو حلقہ درس میں بیٹھتے ہی سب سے پہلا مسئلہ جو امام سے دریافت کیا گیا وہی (تیا
شدہ) مسئلہ تھا۔ تو امام ابو حنیفہ نے اس کا جواب اس کے خلاف دیا جہاں ہوں نے طے کر
رکھا تھا تو ایک دم شور مچا گیا اور مجمع کی مختلف سمتوں سے ایسے موقعی کی تلاش میں رہنے والے لوگ
چلانے اور فقرے کہنے لگے۔

”اے ابو حنیفہ! تمہیں تو سفر نے بالکل جام کر دیا ہے اور اب تم سفر کی تعب اور

تکلیف سے علمی مباحثہ میں کمزوری کا مظاہرہ کر رہے ہو“

امام ابو حنیفہ نے ان سے خطاب کر کے فرمایا۔

تمہو، نرمی سے کام لو نرمی سے۔ شورو غوغا سے کچھ حاصل نہیں۔ اچھا بتاؤ تم کیا

کہنے لگی وہ کیسے؟ امام صاحب نے فرمایا۔
 کیا تیرے بھائی نے اپنے پیچھے دو بیٹیاں نہیں چھوڑیں؟ کہنے لگی ماں اس کی دو بیٹیاں
 جب ابوحنیفہؒ نے فرمایا۔ اور اس کی ماں بھی زندہ ہے۔ کہنے لگی درست ہے۔ امام صاحب
 نے فرمایا۔ اس کی بیوی بھی موجود ہے۔ کہنے لگی یہ بھی صحیح ہے۔ ابوحنیفہؒ نے فرمایا اور ان
 کے علاوہ اس کے ۱۲ بھائی اور ایک بہن بھی بقید حیات ہیں کہنے لگی بالکل درست ہے
 تو امام صاحب نے عورت کو میراث کی تفصیل سمجھاتے ہوئے فرمایا۔
 کہ میت کی دونوں بیٹیوں کو ترکہ میں شلین (۲ تہائیوں) کا استحقاق حاصل ہے۔ لہذا
 پارسو درسم تو ان کا حق ہوا۔

میت کی ماں کے لئے ترکہ میں چھٹا حصہ بنتا ہے لہذا سو درسم تو اس کو ملے۔ باقی ہی
 میت کی بیوی تو اس کا استحقاق وراثت میں (۲ آٹھواں) ہے لہذا چھترہ دینار تو وہ
 لے لے گی۔

اب کل ترکہ میں ۲۵ دینار رہ جائیں گے۔ جو باقی وراثت میت میں ۱۲ بھائی اور ایک بہن
 سائلہ میں تقسیم کرنے ہوں گے۔

لہذا ۲۴ دینار بارہ بھائیوں کو ملیں گے۔ اس طرح کہ ہر بھائی کے لئے دو دینار کا استحقاق
 ہوگا۔ باقی رہا ایک دینار تو وہ تمہارا حق ہے جو داؤد طائی نے تمہیں دلوادیا ہے

ابوحنیفہؒ نے جنازہ پڑھوایا تو میاں بیوی
 دونوں قسم سے بری ہو گئے

کسی سردار کے بیٹے کے جنازہ میں سفیان ثوری، ابن شبرہ، قاضی ابن ابی لیلیٰ، ابوالاحوص

اس کے صحیح ہونے کا بھی ان سے اقرار کرالیا۔ تب وہ زنج ہو کر کہنے لگے۔

اے امام خدا کے لئے ہیں بتائیے کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ تب امام ابوحنیفہؒ نے ان
 چوٹی کے فقہاء کو بتایا۔ فلاں فلاں دلیل کی بنا پر صحیح تو وہ پہلا ہی جواب ہے جو میں نے
 شروع میں دیا ہے باقی میرا مقصد آپ حضرات کو بتانا تھا کہ یہ مسئلہ ان تینوں صورتوں سے
 باہر نہیں ہو سکتا اور ان روئے فقہ ان میں سے ہر صورت کی معقول وجہ (اور دلیل) بھی
 موجود ہے اور ارباب مذاہب میں سے کسی نہ کسی کا مذہب بھی ہے یہ فرضی قیاس
 آرائیاں نہیں ہیں باقی صحیح جواب یہی ہے جو میں نے بیان کیا۔ اسی کو تسلیم کرنا چاہئے۔
 اور اس کے علاوہ دوسرے جوابات کو ترک کر دینا چاہئے۔

ایک دینار کا مستحق معلوم ہوا تو
 کل ترکہ اور جمیع وراثت کی تعیین کرنی
 ویک سے روایت ہے کہ ایک
 مرتبہ مجلس ابوحنیفہؒ میں ایک عورت
 حاضر ہوئی ہم بھی دہن موجود تھے
 عورت نے عرض کیا کہ:-

”میرا بھائی فوت ہو گیا ہے اور اپنے پیچھے اس نے چھ سو دینار کا ترکہ چھوڑا ہے
 جب وراثت تقسیم ہوئی تو مجھے چھ سو دینار میں صرف ایک دینار دیا گیا ہے مقصد
 یہ تھا کہ میرے ساتھ انصافی کی گنجائش ہو اور وہ یہ سمجھتی ہوگی کہ مجھے میت کے بہن ہونے
 کے ناطے سے زیادہ وراثت کی مقدار ہونا چاہئے اور یہاں صرف ایک دینار میرے
 حصے کا دیا گیا ہے۔

امام اعظم نے اس سے دریافت کیا کہ یہ تقسیم کس نے کی ہے؟ کہنے لگی داؤد طائی نے
 امام صاحب نے فرمایا۔ تجھے ایک دینار کا مقدار ہونا چاہئے اور وہ تجھے مل چکا ہے۔

نہا۔ اس نے بھی حلف کے الفاظ سنا دئے۔

امام اعظم نے صورت مسئلہ کی حقیقت سے آگاہ ہوتے ہی بغیر کسی تاویل کے فرمایا۔ جنازہ کی چار پائی رکھ دو۔ لوگوں نے تعمیل کی۔ تو فرمایا نماز جنازہ کے لئے صفیں درست کرو اور جنازہ گاہ کے بجائے یہیں نماز جنازہ پڑھ لو۔ میت کے باپ سے کہا جتنا آگے بڑھئے اور نماز پڑھا دیجئے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے۔ نماز جنازہ کی صفیں درست ہوئیں جو لوگ پہلے سے جنازہ گاہ پہنچ چکے تھے انہیں بھی یہاں بلا لیا گیا۔ جب نماز ہو چکی تو امام صاحب نے لوگوں سے فرمایا۔

لیجئے اب میت کو تدفین کے لئے قبرستان لے چلیے۔

عورت سے کہا۔ اب یہیں سے واپس لوٹ جا کہ تو قسم میں بڑی ہو چکی ہے کہ نماز جنازہ ہو چکی ہے۔ اور اس کے بعد تیری واپسی ہو رہی ہے۔ لڑکے کے باپ سے کہا۔ لیجئے تو بھی تو بڑی ہو چکا ہے کہ عورت تیرے حکم واپس لوٹ رہی ہے۔

ابن شبر نے امام صاحب کی فرمائش اور سرایع الفہمی دیکھی تو بے اختیار پکارا اٹھے "تیرے جیسا ذہین اور سرایع الفہم سچ جتنے سے عورت عاجز آگئی ہے۔ خدا بھلا کر تیرے لئے علمی مشکلات کے حل میں کوئی کلفت نہیں لے۔"

امام اعظم | امام اعظم کا منظرہ
امام اعظم نے امام صاحب کی فرمائش اور سرایع الفہمی دیکھی تو بے اختیار پکارا اٹھے "تیرے جیسا ذہین اور سرایع الفہم سچ جتنے سے عورت عاجز آگئی ہے۔ خدا بھلا کر تیرے لئے علمی مشکلات کے حل میں کوئی کلفت نہیں لے۔"

منہل جہان اور امام اعظم ابو حنیفہ اکٹھے ہو گئے۔ ان کے علاوہ جنازہ میں دیگر اکابر علماء، فقہاء اور رؤسائے شہر بھی شریک تھے کہ اچانک جنازہ رک گیا۔ اور لوگ آپس میں جنازہ کے رک جانے کی وجہ پوچھنے لگے۔ چو میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ اور پھر تحقیقی طور پر یہ معلوم ہوا کہ لڑکے (میت) کی ماں بھی جنازہ کے ساتھ بے چین ہو کر از خود رشتگی کے عالم میں نکل آئی ہے۔ اپنا روپیہ جنازہ پر ڈال دیا ہے بے حجابی تو بے ہی گئی، اور سر سے ننگا ہونا اس پر مستزاد۔ یہ عورت بھی کوئی معمولی عورت نہیں تھی۔ ہاشمی خاندان سے تعلق رکھنے والی شریعت زاوی تھی۔ جب لڑکے (میت) کے باپ یعنی اس کے خاوند کو علم ہوا کہ میری بیوی سر سے ننگی ہو کر جنازے کے ساتھ چل رہی ہے جس سے خاندان کی بیعت اور رسوائی ہوگی تو فوراً باواز بند اپنی بیوی کو پکار کر کہا۔

"واپس لوٹ جا" مگر عورت نے واپس جانے سے انکار کر دیا تو اس نے حلف اٹھایا کہ اگر تو یہیں سے واپس نہ لوٹی تو تجھ پر طلاق ہے! یہاں یہ یاد رہے کہ جنازہ ابھی تک جنازہ گاہ کو نہیں پہنچا تھا۔ نماز جنازہ تو جنازہ گاہ ہی میں پڑھنی تھی۔ بہت سے لوگ پہلے سے جنازہ گاہ میں پہنچ چکے تھے۔ مگر یہ فیضہ تو راستے کا ہے) بیوی نے جواباً حلف اٹھا لیا کہ

"میں اس وقت تک واپس نہ لوٹوں گی جب تک کہ اس پر نماز جنازہ نہ ہو جائے۔ ورنہ میرے جتنے بھی غلام ہیں سب آزاد ہوں!"

مسئلہ پیچیدہ تھا۔ لوگوں میں چو میگوئیاں اور سرگوشیاں شروع ہو گئیں بڑے بڑے علماء اور فقہاء موجود تھے مگر کسی سے بات نہیں سمجھ رہی تھی کہ میت کے باپ کی نظر امام اعظم پر پڑی۔ اور عرض کیا کہ حضرت! خدا را ہماری مدد کیجئے۔

امام صاحب آگے بڑھے اور لڑکے کی ماں سے دریافت کیا کہ تو نے کس طرح حلف اٹھایا ہے۔ عورت نے ساری بات دہرا دی۔ پھر اس کے خاوند سے پوچھا کہ تیرا حلف کیا

رفع الیدین زیر بحث آگیا۔ امام اوزاعی، امام ابو حنیفہ سے کہنے لگے۔

ما بالکم یا اهل العراق لا
ترفعون ایدیکم فی الصلوة
عند الركوع وعند الرفع
منه ؟
اے عراق والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے
کہ تم لوگ رکوع اور رکوع سے
سر اٹھانے کے وقت رفع الیدین
نہیں کرتے۔

امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ رفع الیدین کے متعلق جو روایت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
سے نقل کی گئی ہے وہ صحت کے معیار کو نہیں پہنچتی۔
اس پر امام اوزاعی نے عرض کیا۔

وقد حدثني الزهري عن
سالم عن ابيه عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم انه كان
يرفع يديه اذا افتتح
الصلوة وعند الركوع
وعند الرفع منه
میں نے زہری سے، انہوں نے
سالم بن عبد اللہ سے اور انہوں نے
عبد اللہ بن عمر سے سنا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی افتتاح،
رکوع میں اور اس سے اٹھتے وقت
رفع الیدین کرتے تھے۔
اس پر امام اعظم نے فرمایا۔

وحدثنا حماد عن ابراهيم
عن علقمه عن ابن مسعود
ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم كان لا يرفع يديه
الا عند افتتاح الصلوة ولا
يعود لشي من ذلك۔
میں نے حماد سے، انہوں نے ابراہیم
انہوں نے علقمہ سے اور انہوں نے
عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے
کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
سوائے افتتاح صلوٰۃ کے باقی مقبول
پر رفع الیدین نہیں فرماتے تھے۔

امام اوزاعی نے یہ سنا تو کہنے لگے۔

احدك عن الزهري عن
سالم عن ابيه و تقول
حدثني حماد عن ابراهيم ؟
سبحان اللہ! میں تو زہری، سالم اور
عبد اللہ بن عمر کے واسطے سے حدیث
بیان کرتا ہوں آپ ان کے مقابلہ میں
حماد، ابراہیم، علقمہ اور عبد اللہ
بن مسعود کا نام لیتے ہیں۔

امام اوزاعی کے اعتراض کا منشاء یہ تھا کہ میری سند عالی ہے کیونکہ ان کی سند میں
صحابی (عبد اللہ بن عمر) تک صرف دو ہی واسطے ہیں زہری اور سالم جب کہ آپ کی
سند میں صحابی (عبد اللہ بن مسعود) تک تین واسطے ہیں۔ حماد، ابراہیم اور علقمہ۔ لہذا
علو سناد کی بنا پر میری روایت راجح ہے۔
اس کے جواب میں امام اعظم نے فرمایا۔

كان حماد افقه من الزهري
وكان ابراهيم افقه
من سالم وعلقمه ليس بذاك
ابن عمر في الفقه و
ان كانت لابن عمر صحبة
وله فقل وعبد الله هو عبد الله
(میرے رواۃ) میں حماد آپ کے
زہری سے ابراہیم، سالم سے زیادہ
فقیہ ہیں اور علقمہ فقہ میں ابن عمر سے
کچھ کم نہیں۔ باقی عبد اللہ بن مسعود
تو معلوم ہی ہے کہ ان کی روایت
کو ترجیح ہے۔

۱۔ ذکر صاحب الامام السنن فی کتابہ المبسوط ج ۱ ص ۱۴۷ وابن البہام فی الفتح ج ۱

ص ۲۱۹ والشیخ البہوری فی معارج السنن ج ۱ ص ۴۹۹

اس پر امام اور اجماعی خاموش ہو گئے۔

۲۱۱۔ قریب حامل فقہ غیر فقیہ و رب حامل فقہ الی من هو افقہ منه

(مشکوٰۃ ص ۳۵ کتاب العلم)

ترجمہ فقہ المرواہ "کا اصول امام اعظم ابو حنیفہ کے علاوہ دوسرے محدثین بھی اسے تسلیم کرتے آئے ہیں۔ مثلاً امام حاکم نے "معرفۃ علوم الحدیث" ص ۱۱۱ میں علی بن خشرم کا یہ قول نقل کیا ہے۔

قال لنا دکیح ای الاستادین علی بن خشرم کہتے ہیں کہ ہمیں امام دکیح نے

احب لك الا عمن عن ابی وائل کہا ہے تم کو دو سندوں میں کوئی پسند ہے

عن عبد الله او سفیان عن "امام امش، ابو وائل اور عبد اللہ" کے

منصور عن ابراهیم عن علقمہ واسطے سے یا سفیان، منصور، ابراہیم

عن عبد الله۔ علقمہ اور عبد اللہ کے ذریعہ سے۔

علی بن خشرم نے جواب دیا۔

اعمش عن ابی وائل الخ یعنی امش اور ابو وائل کے واسطہ سے

تو امام دکیح نے فرمایا۔

یا سبحان الله الا امش شیخ ابو وائل شیخ سبحان اللہ! تعجب ہے، امش تو بزرگ

د سفیان فقیہ و منصور ہیں ابو وائل بھی بزرگ ہیں جبکہ سفیان

فقیہ و ابراهیم و علقمہ فقیہ فقیر ہیں۔ منصور، ابراہیم، علقمہ بھی فقیر

و حدیث بیت اولہ الفقہاء ہیں جس حدیث کے راوی فقہاء ہوں وہ

فہم من حدیث بیت اولہ اس حدیث سے بہتر ہے جس کو شیوخ

الشیوخ۔ روایت کرتے ہوں۔

سیرۃ النعمان ص ۶۰ میں کتاب الحج کے حوالے سے اس موقع پر امام محمد کی ایک طبعی بحث منقول ہے امام محمد لکھتے ہیں کہ ہماری روایت عبد اللہ بن مسعود تک شکی ہوئی ہے اور فریق مخالف کی عبد اللہ بن مسعود تک۔ اس لئے بحث کا نامتر مدار اس پر آ جاتا ہے کہ ان دونوں میں (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۔ علامہ ابن الہمام اور امام شری نے اس مناظرہ کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اپنی روایت کو "فقہ الرواہ" کی وجہ سے ترجیح دی۔ جیسا کہ اوڑائی اپنی روایت کو "علو اسناد" کی وجہ سے ترجیح دیتے تھے۔ اللہ احصاء کا یہی مذہب منصور ہے۔ "لان الترجیح بفقہ الرواہ لا بعلم الاسناد علو اسناد کے مقابل میں راویوں کے افقہ ہونے کی وجہ سے ابو حنیفہؒ جو روایت کو ترجیح دی۔ ترجیح کا یہ طریقہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "و رب حامل فقہ الی من هو افقہ" منہ سے ماخوذ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی میں نقاہت کی صفت، ایک مطلوب اور قابل ترجیح صفت ہے باقی رہا ابو حنیفہؒ کا یہ ارشاد کہ علقمہ، ابن خشرم سے فقہ میں کچھ کم نہیں، یہ بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں اس میں شک نہیں کہ عبد اللہ بن عمر کو علقمہ پر بوجہ شرف صحابیت کے فضیلت حاصل ہے لیکن جلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۹۸ میں قاضی بن ابی ظبیان سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا

لای شئی کنت تاقی علقمہ و محترماً! آپ لوگ اصحاب رسول صلی اللہ

تدع اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں انہیں چھوڑ کر حضرت

علیہ وسلم علقمہ کے پاس دریاہ سائل کیلئے کیوں جایا کرتے ہو

قابوس کہتے ہیں میرے والد ابو ظبیان نے جواب میں فرمایا۔

وایت اصحاب النبی صلی اللہ علیہ میں نے خود اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وسئل یشلون علقمہ و یستفتونہ کو دیکھا ہے کہ وہ تحقیق مسائل اور پیش آمدہ

معاملات میں استفتاء کے لئے حضرت

علقمہ کے پاس حاضر ہوتے تھے

اس سے حضرت علقمہ کی نقاہت کی فضیلت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ کوئی مستبعد بات نہیں کہ ایک تابعی، صحابی سے زیادہ فقیہ ہو۔ اس کی قوی دلیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد و گوی

تو خطا ہو جائیں گے اور اگر کوئی حدیث پیش کریں گے تو وہ موضوعی ہوگی۔ مگر قتادہ نے بجائے مسئلہ حل کرنے کے جان چھڑانی ہی مناسب سمجھی اور امام صاحب سے دریافت کرنے لگے کیا کبھی ایسی صورت پیش آئی بھی ہے۔ بتایا گیا کہ فی الحال تو پیش نہیں آئی۔ فرماتے لگے تو پھر ایسی بات کے متعلق مجھ سے کیوں دریافت کرتے ہو جو ابھی تک وقوع پذیر ہی نہیں ہوئی۔ امام صاحب نے فرمایا۔

ان العلماء يستعدون ببلاد
ويتحوزون منه قبل دخوله
فاذا نزل عرفوه وعرفوا
الدخول فيه والخروج
منه له

علماء کو کسی مسئلہ کے پیش آنے سے پہلے اس کے تحمل و انا مالہ، اور حکم شرعی کی وضاحت و تعبیر کے لئے پہلے سے تیار رہنا چاہیئے کہ جب وقوع پذیر ہو تو علماء آنحضرتؐ کر سکیں اور جواب پیش آئے تو اسے پہچان سکیں اور یہ بھی پہلے سے جانتے ہوں کہ اس کے اختیار کرنے یا چھوڑ دینے کی شرعی راہ کونسی ہو سکتی ہے۔

قتادہ کو فقہ سے زیادہ تفسیر سے شغل اور تفسیر دانی کا دعویٰ تھا کہنے لگے فقہی مسائل کو رہنے دو تفسیر کے متعلق اگر کچھ پوچھنا ہو تو تسلی بخش جواب دوں گا۔ امام اعظم ابو حنیفہ حسب سلاقی آگے بڑھے۔ اور عرض کیا۔ حضرت! اس آیت کے معنی کیا ہیں۔

قال الذی عنده علم من الکتاب بولادہ شخص جس کے پاس کتاب کا

حضرت قتادہ اور امام ابو حنیفہ کا دلچسپ مناظرہ

اسد بن عمر راوی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قتادہ بصری کو فقہ تشریف لائے تو ابو بردہ کے گھر قیام پذیر ہوئے۔ ان کی تشریف کی خبر شہر میں پھیل گئی۔ لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ ایک روز جب وہ گھر سے باہر نکلے تو اعلان کر دیا کہ مسائل فقہ میں جو شخص بھی کوئی مسئلہ پوچھنا چاہے تو آنا وادانہ پوچھ سکتا ہے۔ میں ہر مسئلہ کا جواب دوں گا۔ اتفاق سے امام اعظم ابو حنیفہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ فوراً گھر سے ہوئے اور عرض کیا۔ اے ابو خطاب! (قتادہ بصری کی کنیت ہے) ایسے شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو کئی سال گھر سے باہر رہا پھر اس کی موت کی خبر آگئی۔ تو بیوی نے یقین کر لیا کہ واقعہ اس کا فاوند وقات پاچکا ہے۔ اس نے دوسری جگہ شادی کر لی جس سے اس کی اولاد ہوئی۔ کچھ مدت بعد وہ پہلا شخص آگیا اور اس کے مر جانے کی خبر جھوٹی ثابت ہوئی۔ پہلا شخص اولاد کے بارے میں انکار کرتا ہے کہ یہ میری اولاد نہیں۔ دوسرے فاوند کا دعویٰ ہے کہ یہ میری اولاد ہے۔ اس مسئلہ میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ دونوں اس عورت پر زنا کی تہمت لگا رہے ہیں یا صرف وہ شخص جس نے ولد کا انکار کر دیا ہے اس میں آپ کی رائے کلامی کیا ہے؟

امام صاحب کا خیال تھا کہ اگر قتادہ اس مسئلہ میں اپنی رائے سے کوئی بات کریں گے

بقیمہ گذشتہ صفحہ کسی کی روایت ترجیح کے قابل ہے عبد اللہ بن مسعود انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پوری عمر کو پہنچ چکے تھے اور جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے جماعت کی صف اول میں جگہ پاتے تھے جنات اس کے کو عبد اللہ بن عمر کا عرض آغاز تھا اور ان کو دوسری تفسیری صف میں کھڑا ہونا پڑتا تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حرکات و سکنات سے واقف ہونے کے جو مواقع عبد اللہ بن مسعود کو مل سکے عبد اللہ بن عمر کو کم حاصل ہو سکے تھے امام عمر کا یہ طرز استدلال حقیقت میں اصول روایت پر مبنی ہے امام اعظم اپنی تقریر میں و محمد اللہ ہو عبد اللہ عبد اللہ بن مسعود کی عظمت و شان کا جو ذکر کیا اس میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

اَنَا اَتِيْتُكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ
يُوتَدَّ اِلَيْكَ طَرَفُكَ
ایک علم تھا میں تیرے پاس اس کو لائے
دیتا ہوں قبل آنکہ چمکنے کے۔
(نعل ۷۰)

قتادہ نے کہا: جی ہاں۔ یہ وہ قصہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں
سے ملکہ بلقیس کا تخت لانے کا جب کہا تو ایک شخص (جو حضرت سلیمان کے وزیر تھے اور
جن کا نام آصف بن برخیا ہے) نے دعویٰ کیا کہ مجھے اجازت دی جائے تو میں آنکھ جھپکتے ہی
پیش خدمت کروں گا۔
بعض روایات میں آیا ہے کہ آصف بن برخیا کو اسم اعظم کا علم تھا۔ جس کی برکت سے شیطان
میر تخت بلقیس شام سے یمن میں اٹھا لایا گیا۔

امام اعظم نے یہ تفصیل سنی تو دریافت فرمایا کہ
جناب! یہ بتائیے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی اسم اعظم کا علم تھا؟
قتادہ نے کہا نہیں۔

امام اعظم نے فرمایا: تو کیا آپ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ نبی کے زمانہ میں ایک ایسا
شخص موجود ہو جو خود نبی نہ ہو لیکن نبی سے زیادہ علم رکھتا ہو۔

قتادہ نے کہا: ہرگز نہیں۔

اس بار قدر سے جھنجھلا کر کہا۔

بجز تفسیر سے متعلق میں تم سے اب کوئی بات نہیں کروں گا۔

البتہ اگر عقائد اور علم کلام سے متعلق پوچھنا ہو تو جواب دے دوں گا۔

امام صاحب نے دریافت کیا — جناب! کیا آپ مومن ہیں؟

قتادہ نے کہا کہ امید رکھتا ہوں کہ میں مومن ہوں گا۔

ابو حنیفہ نے کہا یہ کیوں؟ آپ کو اپنے ایمان پر شک کیوں ہے؟

کہنے لگے کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی یہی کہا تھا۔

والذی اطعم ان یغضری
اور وہ جو مجھ کو تو قحط سے کہ بخشیں

خطیبی یوم الدین
میری تعمیر انصاف کے دن۔

ابو حنیفہ نے فرمایا کہ آپ یوں کیوں نہیں کہتے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے ایک موقع پر
باری تعالیٰ کے سوال

اولم تؤمن؟
کیا تم ایمان نہیں لائے

کے جواب میں کہا تھا

بلن ولكن لیطمئن قلبی
کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے کہ میرے

دل کو تسکین ہو جائے۔
(تفسیر ۲۶۰)

تو آپ حضرت ابراہیم کے اس قول کی تقلید کیوں نہیں کرتے۔

قتادہ ناراض ہوئے اور مجلس سے اٹھ کر گھر چلے گئے۔

۱۔ جو شخص خدا اور رسول پر اعتقاد اور ایمان رکھتا ہے وہ قطعاً مومن ہے اور اسے یہ سمجھنا چاہیے

کہ میں مومن ہوں اس کے مقابلے میں وہ سراسر مذہب کمرور ہے ابو حنیفہؒ اس غلطی کو مٹانا چاہتے تھے۔

بقیہ گذشتہ صفحہ۔ اور ان کا یہ مسلک مبنی بر احتیاط تھا مشہور امام حدیث حضرت حسن بصریؒ

مذہب بھی دریافت کیا گیا کہ کیا آپ مومن ہیں تو انہوں نے جواب میں کہا ان شاء اللہ۔ سائل نے کہا

جناب! یہاں انت شاء اللہ کا کیا محل ہے؟ تو انہوں نے

یہ نہ کہہ دیں کہ تو جھوٹ بول رہے۔

۲۔ اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ اکثر محدثین اپنے آپ کو مومن کہتے ہوئے ڈرتے تھے (باقی اگلے صفحہ پر)

چند سال بعد پھر جب حضرت فتاویٰ کو فہم تشریف آوری ہوئی تو اس وقت ان کی بینائی کمزور ہو چکی تھی۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا۔

اے ابو الخطاب! حضرت قتادہ کی کنیت ہے، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں طائفہ سے مراد کیا ہے

ولیشہدوا عذابہما طائفۃ اور دونوں کو سزا کے وقت مسلمانوں

من المؤمنین کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہئے۔

فرمایا ابو حنیفہ! ایک آدمی یا اس سے زائد اس وقت حضرت مجھے میری آواز سے پہچان گئے تھے میرا نام لے کر مجھے پکارا کہ عام لوگوں میں مجھے اس نام سے پکارتے ہوئے سنا تھا۔

قاضی ابن ابی سیلی کو | بات کی تہہ تک پہنچنا، واقعات کے دقیقہ اپنی غلطی کا فوراً احساس ہو گیا اور باریک ترین پہلوؤں تک رسائی اور محنت

آفرینی تو امام ابو حنیفہ کی فطری صلاحیتیں اور قدرت کی طبعی بخششیں تھیں جو آپ کو ودیعت کر دی گئی تھیں جو استقلال فکر، ذوق تحقیق اور منفرد مجتہدانہ طرز کی صورتوں میں نمایاں ہوتی رہیں۔ اور جنہوں نے نہ صرف آپ کی جامع شخصیت کو بلکہ آپ کی ہر ادا پر تحقیق پر اجتہاد و استنباط اور زندگی کے ہر پہلو اور آپ کے اخلاق اور سیرت و کردار کے ہر عنوان اور ہر ادا کو لگانے روزگار اور تاریخ میں زندہ و جاوید یادگار بنادیا۔

عبدالرحمن بن ابی سیلی کوفہ کے بہت بڑے قاضی اور مشہور فقیہ تھے تینتیس سال

تک منصب قضا پر فائز رہے۔

ایک روز امام ابو حنیفہ کا ایک پڑوسی ان کی عدالت میں حاضر ہوا اور کسی شخص کے باغ کے متعلق گواہی دینی چاہی۔ قاضی ابن ابی سیلی نے ان سے دریافت کیا کہ یہ بتاؤ کہ جس باغ کے متعلق تم گواہی دے رہے ہو اس میں کل درختوں کی تعداد کتنی ہے جب گواہ یہ نہ بتا سکے تو قاضی ابن ابی سیلی نے ان کی گواہی (شہادت) کو رد کر دیا۔ چونکہ مرد و شدہ گواہ امام اعظم ابو حنیفہ کے پڑوسی تھے۔ عند الملاقات اس نے تمام واقعہ ابو حنیفہ کو بھی آگاہ کر دیا۔ تو امام ابو حنیفہ نے اس شخص کو واپس قاضی موصوف کی عدالت میں بھیجا اور اسے کہا کہ جاؤ اور قاضی صاحب موصوف سے یہ دریافت کر کے لاؤ کہ آپ بیس سال سے کوفہ کی جامع مسجد میں بیٹھ کر فیصلے کرتے ہیں اس کے ستونوں کی تعداد کتنی ہے۔

ابو حنیفہ کے پڑوسی کی اس گفتگو پر قاضی ابن ابی سیلی کو حیرت اور اپنے لئے پرنداشت ہوئی۔ اور اس کی شہادت قبول کر لی۔

قاضی ابن ابی سیلی کو امام ابو حنیفہ سے قدرے بخش رہی تھی۔ ابو حنیفہ علمی رفعت، علم مرتبت اور قبول عام کے جس مقام پر پہنچے ہوئے تھے اس نے اپنے ہم عصر کو اس پر عبور کر دیا تھا کہ وہ اندام نقابت امام ابو حنیفہ کے متعلق اپنی مجالس میں ایسی باتیں کہیں اور حکمرانوں کو ایسی باتیں پہنچائیں جو کسی بھی طرح درست نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ خود امام ابو حنیفہ کو قاضی ابن ابی سیلی کے متعلق یہ کہنا پڑا کہ۔ یہ حقیقت ہے کہ ابن ابی سیلی تو میرے اوپر ایسے حملے کرنا بھی حلال سمجھتے ہیں جو میں ایک جانور پر بھی جانتو نہیں سمجھتا۔ (مناقب ابو حنیفہ الموفق)

یہاں امام ابو حنیفہ کے صبر پر کسی کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے کہ بتوں میں لکھا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس کا قصہ کتاب ہذا کے صفحہ ۱۲۱ پر درج ہے

سیڑھی عبور کر رہی تھی کہ اچانک اس کے خاوند کی نظر پڑ گئی عورت کا یہ فعل اس پر ناگوار گذرا۔ اور اپنی بیوی سے کہا۔

اگر تو اوپر چڑھتی تو مجھے تین طلاق ہیں اور اگر نیچے اتری تب بھی تین طلاق ہیں۔ اس صورت میں عورت کے لئے وقوع طلاق سے بچنے کی شرعی تدبیر کیا ہو سکتی ہے۔

امام صاحب نے فرمایا آسان ہے کہ عورت مزید اوپر نہ چڑھے اور نہ نیچے اترے۔ جہاں پہنچی ہے وہاں رک جائے کچھ لوگ چلے جائیں اور اس سیڑھی کو مع عورت کے اٹھا کر زمین پر رکھ دیں تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور مرد حائض نہ ہوگا۔ اس لئے کہ عورت مزید نہ تو اوپر چڑھتی اور نہ نیچے اتری ہے۔

پوچھنے والوں نے پوچھا اس کے علاوہ کوئی دوسری تدبیر؟

ارشاد فرمایا دوسری تدبیر یہ ہو سکتی ہے کہ کچھ عورتیں چلی جائیں اور اس صورت کے ارادہ کے بغیر اسے سیڑھی سے اٹھا کر نیچے زمین پر رکھ دیں۔ تو مرد حائض نہیں ہوگا۔

عورت اس کو ملی جس کی بیوی تھی ایک مرتبہ لونوی قبیلہ کی جماعت کا کوفہ آنا ہوا ان میں ایک شخص کی بیوی حسن و جمال اور زیب و زینت میں فائق تھی کسی کوفی کا اس سے عاشق ہو گیا اور اس نے دعویٰ

کر دیا کہ یہ عورت میری بیوی ہے۔ جب عورت سے پوچھا گیا تو اس نے بھی کوفی کی بیوی ہونے کا اقرار کر لیا۔ لونوی بے چارہ جو اس کا اصل خاوند تھا پریشان ہو گیا۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ عورت میری منکوحہ ہے مگر گواہ موجود نہ تھے۔

جب یہ قصہ امام صاحب کے سامنے پیش کیا گیا تو امام ابو حنیفہ نے قاضی ابن ابی سلیمان دیکر قضاۃ و فقہاء اور عورتوں کی ایک جماعت ہمراہ لے کر لونوی قبیلہ کے پڑاؤ (قیامگاہ)

پانچ روپے بھی وصول کر لئے | ابن جوزی نے بھی بن جعفر کی روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام اعظم سے یہ واقعہ خود سنا ہے کہ ایک مرتبہ بقیہ و ذوق صحر

و بیابان میں مجھے پیاس لگی اور پانی کی شدید ضرورت محسوس ہوئی۔ میرے پاس ایک اعرابی آیا دیکھا کہ اس کے پاس پانی کا مشکیزہ ہے۔ میں نے اس سے پانی مانگا مگر اس نے پانی دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ پانچ درہم میں تول گا۔ چنانچہ میں نے پانچ درہم دے کر وہ مشکیزہ اس سے لے لیا۔ پھر میں نے اعرابی سے دریافت کیا کہ جناب! استو کی کچھ رغبت ہوتی ہو تو کھلا دیتا ہوں۔ اس نے کہا لاؤ۔ میں نے استو اس کو پیش کر دیا جو روغن زیتون سے چرب کیا ہوا تھا۔ اس نے بڑے مزے سے پیٹ بھر کر کھایا۔ اب اس کو پیاس لگ گئی تو اس نے بڑی منت سے مجھے ایک پیالہ پانی کی درخواست کی میں نے کہہ دیا جناب! پانچ روپے میں ملے گا۔ اس سے کم نہیں دیا جائے گا۔ چونکہ استو اور روغن زیتون کے کھانے نے اس کو خوب گرمی دے رکھی تھی۔ شدت سے پیاس بڑھ رہی تھی لہذا اب وہ بھی میری سابقہ حالت کی طرح پانی کا حاجت مند تھا۔ چنانچہ وہ پانچ درہم دے کر بڑی خوشی سے آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ میں نے ایک پیالہ پانی کے عوض اس سے پانچ روپے بھی واپس لے لئے اور میرے پاس پانی بھی رہ گیا۔

ایک شرعی تدبیر اور | ایک مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہ کے پاس ایسا پیچیدہ مسئلہ لایا گیا جسے آپ کے ہم عصر علماء بھی حل نہیں کر سکے تھے۔ پوچھا گیا کہ ایک عورت چھت چڑھنے کے لئے

امام اعظم آگے بڑھے اور زمین پر چھوٹا سا گڑھا نکال کر دسترخوان اس پر رکھ دیا۔ کھودی ہوئی جگہ پر دسترخوان کو نیچے دیا یا تو وہ برتن نگاہری جگہ بن گئی۔ ابوحنیفہ نے سرکہ اس میں انڈیل دیا اور فرمایا لیجئے۔ اب سرکہ کو گوشت کے ساتھ آسانی سے تناول فرمائیے۔

انہوں نے کہا خدا بھلا کرے آپ نے بڑی حسین صورت پیدا کر دی۔ امام صاحب نے فرمایا یہ بھی خدا کا فضل ہے جس نے تمہاری سہولت کے لئے یہ آسان صورت سلجھا دی ہے

امام ابو یوسف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے آکر امام اعظم کی خدمت میں عرض کیا حضرت! میں نے گھر کے کونے میں کچھ سامان دفن کر دیا تھا مگر اب ذہن پر دباؤ ڈالنے کے باوجود بھی یاد نہیں آ رہا کہ وہ کہاں گاڑا تھا۔ خدا را میری مدد فرمائیے امام اعظم نے فرمایا جب تجھے یاد نہیں کہ تو نے کہاں گاڑا ہے تو مجھے بطریق اولیٰ کچھ یاد نہیں ہونا چاہئے۔

یہ جواب سن کر وہ شخص زار و قطار رونے لگا۔ امام اعظم کو رحم آیا۔ تلاذہ کی ایک جماعت ساتھ لی۔ اور اس شخص کے ساتھ اس کے گھر تشریف لے آئے۔ تلاذہ کو گھر کا نقشہ دکھایا اور ان سے پوچھا کہ اگر یہ گھر تمہارا ہوتا اور تم حفاظت کے لئے اپنا کوئی سامان گاڑتے تو کہاں گاڑتے۔

ایک نے عرض کیا جی میں یہاں گاڑتا۔ دوسرے نے اپنی جگہ بتائی اور تیسرے نے اپنے قیاس کسی جگہ کا تعین کیا جب پانچوں نے اپنے اپنے قیاس مختلف مواقع کی نشاندہی

پہنچے اور عورتوں کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ لولوی کے خیمہ میں داخل ہوں جب عورت کے اپنی منکوحہ ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ چنانچہ جب کوئی عورتیں علیحدہ علیحدہ کر کے اور اجتماعی طور پر اس کے خیمہ کے قریب ہوئیں تو ان پر لولوی کتا بھونکنے لگا۔ اور انہیں خیمہ میں داخل ہونے کی رکاوٹ بن گیا۔ اس کے بعد امام صاحب نے متنازعہ عورت کو حکم دیا کہ وہ لولوی مرد کے خیمہ میں داخل ہو۔ چنانچہ جب وہ عورت خیمہ کے قریب ہوئی تو کتا اس کی خوش آمد کرنے لگا بھونکنا ترک کر دیا۔ اور آگے پیچھے قدم لئے۔ امام اعظم نے فرمایا۔ لیجئے مسئلہ حل ہو گیا۔ جو حق تھا وہ ظاہر ہو گیا۔ جب متنازعہ عورت سے صحیح صورت حال دریافت کی گئی تو اس نے بھی اعتراف کر لیا کہ واقعہ وہ لولوی کی بیوی ہے مگر شیطان کے ورغلانے سے وہ کوئی کی منکوحہ ہونے کا اقرار کر رہی تھی یہ

ابن مبارک کی روایت ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ مکہ معظمہ کے راستے تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں کچھ افراد بیٹھے ہیں اور ان کے سامنے ایک جوان اونٹ کا بھونا ہوا گوشت پڑا ہے چاہتے ہیں کہ اسے وہ سرکہ کے ساتھ تناول کریں مگر ان کے پاس ایسا برتن موجود نہیں تھا جس میں سرکہ ڈال کر دسترخوان پر رکھ لیں سب پریشان اور حیرت میں تھے۔ اس کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی تھی

لے محمد بن یوسف مالکی (شافعی) نے عقود ایمان ص ۲۸ پر اس واقعہ کے نقل کر دیئے کے بعد لکھا ہے کہ ہمارے علماء (شافعی حضرات) کہتے ہیں کہ جب ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ خلوت کی اور ان کے ساتھ کتا بھی تھا اگر کتا مرد کا تھا تو خلوت صحیح ہوگی اور خلوت صحیح سے ہر موکہ ہو جائے گا اور اگر کتا عورت کا تھا تو اس سے ہر موکہ نہ ہوگا کیونکہ خلوت صحیح کا تحقق نہ ہو سکے گا۔

بھی حاصل ہو جاتا ہے اور امام صاحب کے انتقال ذہنی کی سرعت کا بھی پتہ چلتا ہے۔
 مؤرخین نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک روز اتفاقاً قاضی ابن ابی لیلیٰ جن کے ایک
 دو واقعے اس سے پہلے بھی نقل کر چکا ہوں اور ان کا اجمالی تناظر اور تذکرہ اپنی تالیف
 دفاع امام ابو حنیفہ میں بھی جگہ جگہ کرتا چلا آیا ہوں، بھی کسی ضرورت سے یا منصور کی طلبی
 پر حاضر ہوئے تھے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ بھی بلائے گئے۔ یہ نہیں معلوم کہ مسئلہ کس نے
 چھیڑا لیکن ایک سوال بہر حال یہ اٹھایا گیا کہ سوداگر اپنے مال کے متعلق گاہک سے یہ
 کہہ دے کہ جس سودے کو آپ لے رہے ہیں اس کے عیوب اور نقائص سے بری ہوں اس
 کے بعد بھی اگر آپ لینا چاہتے ہو تو لے سکتے ہو۔ سوال یہ تھا کہ اس کے بعد سودے
 میں اگر کسی قسم کا عیب یا نقص نکل آئے تو خریدار کو واپسی کا حق باقی رہتا ہے یا نہیں؟
 حضرت امام ابو حنیفہ یہ فرماتے تھے کہ سوداگر اس اعلان مطلق کے بعد بری الذمہ ہو جاتا
 ہے۔ اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ سودے میں جو عیب بھی ہو جیت تک ہاتھ رکھ کر سوداگر
 اس کو متبیین نہیں کرے گا اس وقت تک صرف نقطی برات کافی نہیں ہے۔
 دونوں میں اس مسئلہ میں بحث ہونے لگی اور خوب خوب دلائل ہونے لگے منصور
 اور تمام اہل دربار امام ابو حنیفہ اور قاضی ابن لیلیٰ دونوں کی گفتگو بڑی دلچسپی سے سن رہے
 تھے۔

قاضی ابن ابی لیلیٰ جب کسی طرح بھی حضرت امام صاحب کے مسلک کے قائل نہیں
 ہو رہے تھے۔ تب آخر میں حضرت امام ابو حنیفہ نے ابن ابی لیلیٰ سے پوچھا کہ فرض کیسے
 کسی شریعت عورت کا ایک غلام ہے وہ اس کو بیچنا چاہتی ہے لیکن غلام میں یہ عیب ہے
 کہ اس کے آلت ناسل (عفوفہ مخصوص) پر برص کا داغ ہے تو جناب فرمائیے تو کیا آپ اس
 شریعت عورت کو یہ حکم دیں گے کہ وہ اپنے غلام کے عیب پر ہاتھ رکھ کر گاہک کو مطلع کرے
 قاضی ابن لیلیٰ نے اپنی بات کی توجہ میں کہا کہ "ہاں بالکل۔۔۔ ہاتھ اسی مقام پر اس کو

کی تو امام اعظم نے فرمایا کہ ابھی چار پانچ جگہوں میں کسی جگہ گاڑا ہو گا۔ امام صاحب نے ان کے
 کھودنے کا حکم دیا۔ ابھی تیسری جگہ کھودی جا رہی تھی کہ خدا کے فضل سے سارا سامان مل
 گیا۔ ابو حنیفہ نے دیکھا تو مسرت سے چہرہ کھکھلا اٹھا اور ارشاد فرمایا
 خدا کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے تجھ پر تیری گم شدہ چیز واپس کر دی ہے
 قاضی ابن شبرمر نے وصیت تسلیم کر لی | ایک شخص نے مرتے وقت امام
 ابو حنیفہ کے حق میں وصیت کی۔

آپ اس وقت موجود نہ تھے قاضی ابن شبرمر کی عدالت میں یہ دعویٰ پیش ہوا۔ امام ابو حنیفہ
 نے گواہ پیش کئے کہ فلاں شخص نے مرتے وقت ان کے لئے وصیت کی تھی۔
 ابن شبرمر بولے۔ اے ابو حنیفہ! کیا آپ حلف اٹھائیں گے کہ آپ کے گواہ سچ کہہ رہے
 ہیں۔ امام صاحب نے کہا: مجھ پر قسم وارد نہیں ہوتی، کیونکہ میں اس وقت موجود نہ تھا۔
 ابن شبرمر کہنے لگا:۔۔۔ آپ کے قیاسات کسی کام نہ آئے۔ امام صاحب نے فرمایا اچھا
 بتائیے! کسی اندھے شخص کا سر پھوڑ دیا جائے اور دو گواہ شہادت دیں تو کیا اندھا
 شخص حلف اٹھا کر کہے گا کہ میرے گواہ سچے ہیں حالانکہ اس نے انہیں دیکھا نہیں
 ابن شبرمر نے کوئی جواب نہ دیا اور وصیت تسلیم کر لی۔

خلیفہ منصور امام ابو حنیفہ کی خدا داد ذہانت، بلند
 عمرت انتقال اور
 ایک علمی لطیفہ
 کردار۔ راست گفتاری اور ان کی وسعت علمی سے
 بے حد متاثر تھا۔ امام ابو حنیفہ کو بھی ان کی مجلس میں
 خوب کھل کھل کر باتیں کرنے کا موقع ملا تھا۔ بعض اوقات ظرافت کی باتیں بھی ہو جایا
 کرتی تھیں۔ ذیل میں ایک ایسا ہی واقعہ نقل کئے دیتا ہوں جس سے ایک علمی لطیفہ کا حظ

رکھنا ہوگا۔

قاضی ابن لیلیٰ کے اس فتوے سے اہل مجلس کھل کھلا ٹٹھے اور قاضی صاحب کے تضحیک کی۔ لکھا ہے کہ ابو جعفر منصور قاضی ابن ابی لیلیٰ کی بے جا مٹ پر بہت برہم ہوا۔

ابو حنیفہ کے قاتل
ابو حنیفہ کے غلام بن گئے

امام اعظم ابو حنیفہ نے مناظرہ میں کامیابی کے اصول بتاتے ہوئے ایک مرتبہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب کسی سے مناظرہ کا اتفاق ہو تو اوٹا اسی سے پوچھنا شروع کر دو تم ہی غالب آ جاؤ گے۔ پھر خود اپنی زندگی میں ابو حنیفہ نے اس اصول پر عمل کیا۔ ذیل میں بطور مثال مناقب کر دہی سے خوارج سے مناظرہ کا ایک واقعہ نقل کر دیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ خوارج کے ۷۰ افراد پر مشتمل ایک گروہ اچانک امام ابو حنیفہ کے سر پر چڑھا اور تلواریں نکال کر سونتیں اور کہا۔ چونکہ تم ترکیب کبیرہ کو کافر نہیں کہا اس لئے تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔

امام ابو حنیفہ نے فرمایا، جذبات میں آنے کے بجائے ٹھنڈے دل سے بات کیجئے۔ پہلے بات پوچھ لیں اگر ذائقہ میری ہی غلطی ہے تب قتل کا اقدام کریں مہتر ہے کہ اولاً اپنی تلواریں نیام میں کر لو اور سنجیدگی سے اپنے سوالات بیان کیجئے بعد میں جو جی میرے لئے کر ڈاؤ گے۔

خوارج نے کہا ہم اپنی تلواروں کو آپ کے خون سے رنگیں کریں گے۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق ایسا کرنا ۷۰ سال جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔ ابو حنیفہ نے فرمایا اچھا بات کیجئے کیا کہنا چاہتے ہو۔ تب خارجیوں نے کہا کہ

”باہر دہ جنازے پڑے ہیں ایک جنازہ مرد کا ہے اور ایک عورت کا۔ مرد نے شہر اپنی اور اسی حالت میں اس کی میت واقع ہو گئی۔ جب کہ عورت حاملہ تھی اور اس نے خودکشی کر لی اور مر گئی۔ اب ان کے بارے میں تمہارا کیا قول ہے؟“

امام ابو حنیفہ نے تو گھبرائے اور نہ ذہن غائب ہوا۔ بڑی حاضر و باغی حوصلے اور سنجیدگی سے ان ہی سے دریافت فرمایا اور کہا یہ بتاؤ کہ یہ دونوں یہودی تھے یا نصرانی تھے یا مجوسی تھے۔ خارجیوں نے کہا نہ یہودی تھے نہ نصرانی اور نہ مجوسی۔

امام ابو حنیفہ نے پھر دریافت کیا اچھا ان کا تعلق کس ملت سے تھا۔ خارجیوں نے کہا کہ ان کا تعلق اس ملت سے تھا جو کلمہ شہادت پڑھتے اور اقرار کرتے ہیں کہ:-

اشھد ان لا اله الا الله واشھد ان محمداً رسول الله۔
تب امام ابو حنیفہ نے پھر دریافت کیا اچھا یہ بتاؤ کہ یہ کلمہ ایمان کا کونسا جز ہے؟
نصف ہے یا پورے کا یا تنہائی۔

خارجیوں نے کہا یہ تو کل ایمان ہے اس لئے کہ ایمان کے اجزاء نہیں ہوتے۔
امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔

جب ایمان کے اجزاء نہیں ہوتے اور وہ دونوں اس کلمہ کے قائل اور اس پر یقین کرنے والے تھے تو اب تم ہی بتاؤ کہ یہ دونوں جنازے کن کے ہوئے؟ مسلمانوں کے یا کافروں کے؟

خارجی پریشان ہوئے۔ حواس باختہ ان پر طاری ہوئی اور کہنے لگے اچھا! ان کو رہنے دیجئے جی!

ایک دوسرے سوال کا جواب عنایت فرمائیے وہ یہ کہ

یہ دونوں جنہی ہیں یا جنتی؟

ابو حنیفہ نے فرمایا۔ اس سوال کے جواب میں میسر سے انبیاء کا اسود مسنونہ موجود ہے۔
یوں اللہ کی سچی کتاب قرآن میں منقول ہیں۔

میں وہی کہوں گا جو حضرت ابراہیمؑ نے ان دونوں سے زیادہ محرموں کے بارے میں اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا تھا۔

فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ
عَصَانِي فَإِنَّكَ كَافِرٌ بِي
جس نے میری اتباع کی وہ میرا ہے اور
جس نے نافرمانی کی پس اے خدا تو
غفور رحیم ہے۔ (الآیۃ)

اور وہ کہوں گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔

إِنْ تَعَذَّبْتُمْ فَإِنَّهُمْ عَادَكُ
وَأِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
اے اللہ! اگر آپ ان کو عذاب دیں
تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر
بخش دیں تو آپ غالب کرمیت والے
ہیں۔ (الآیۃ)

اور وہ کہوں گا جو حضرت نوح علیہ السلام نے کہا تھا۔

وَمَا عَلَيَّ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَى رَبِّي
كَاسَابِ تَوَالِدٍ بِرَبِّي
جو کچھ انہوں نے کیا وہ مجھ پر نہیں ان
کا حساب تو اللہ پر ہے وہ جو چاہے
کرے۔ (الآیۃ)

خارجیوں نے امام ابو حنیفہ کی یہ مدلل گفتگو سن کر ندامت عسوس کی نیام سے نکلی
اور سوتلی ہوئی تلواریں واپس نیاموں میں داخل کر دیں۔ توبہ کی اور عقیدہ الطہنت والجماعت
کو اختیار کیا۔ ابو حنیفہ کے حسن سلیقہ، تدبیر و فراست سے ان کی عظمت کے قائل ہوئے
اور ان کے غلام بن گئے۔

۱۔ مناقب موفق بوالہ دنا ابو حنیفہ

ابو حنیفہ نے اپنے بدخواہ

کو بھی ہلاکت سے بچا لیا

خلیفہ منصور کے مصاحب خاسر ربیع نے
امام اعظم ابو حنیفہؒ سے خفیہ عداوت تھی اور وہ

آپ کو تکلیف پہنچانے کی تاک میں رہتا تھا۔ اتفاق سے ایک روز امام ابو حنیفہ اور ربیع
دونوں خلیفہ منصور کے محل جمع ہو گئے تو ربیع نے امام صاحب کے سامنے خلیفہ منصور سے
کہا کہ یہ ابو حنیفہ تمہارے چچا حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے عداوت رکھتے ہیں۔ اور ان کے
قول کے خلاف حکم دیتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص حلف اٹھانے کے دو قین روز بعد انشاء اللہ
کہہ دے تو آپ کے جد بزرگوار حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے نزدیک اس کا استثنائاً
صحیح ہوتا ہے ان کا ارشاد ہے۔

ان الاستثناء جائز ولو كان
بعد سنة
استثناء اگر سال بھر کے بعد بھی ہو
تب بھی جائز ہے۔

اور یہ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ انشاء اللہ متصل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تھا۔
ہوگا۔ امام ابو حنیفہ کا مستدل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تھا۔

من سلف علي يمين ويستثنى
فلا حنث عليه
جس نے قسم کھائی اور استبدال کر لیا
وہ حنث نہیں۔

تو امام ابو حنیفہ نے خلیفہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

خلیفہ محترم! ربیع کہنا چاہتا ہے کہ لشکر کی بیعت تیرے ہاتھ پر درست نہیں ہوتی۔
خلیفہ نے پوچھا کس طرح؟
امام صاحب نے فرمایا کہ:-

آپ کے سامنے قسم کھا کر بیعت کر لی پھر گھر جا کر انشاء اللہ کہہ دیا تو بیعت ٹوٹ
گئی اور قسم بے اثر ہو گئی۔ گویا ربیع یہ کہنا چاہتا ہے کہ آپ کی فوج وغیرہ آپ کے ہاتھ پر
وفا داری کی قسم کھا کر بیعت کرتی ہے تو ربیع چاہتا ہے کہ اس بیعت کو غیر موثر بنا دے

اے ابو حنیفہ! آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھاتے ہوئے کہا کہ میں فلاں کام کروں گا یا نہیں کروں گا اور انشاء اللہ متصلانہ کہا اور تھوڑی دیر کے بعد انشاء اللہ کہہ دیا تو امام صاحب نے فرمایا۔

استثنائے مقطوع سے اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا ہاں اگر متصلانہ کہتا تو اس کے حق میں نفید تھا۔

ابن اسحاق خوش ہوا اور موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خلیفہ منصور کو بھڑکایا کہ ابو حنیفہ امیر المومنین کے جدا کبر کے ارشاد کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اس پر منصور غضب ناک ہوا۔ مگر ابو حنیفہ نے فرمایا۔ جناب! طیش میں نہ آئیے۔

یہ لوگ تمہاری خلافت سے بغاوت اور انکار کی راہ اور وجہ جواز و حوصلہ دیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہمارے اوپر خلیفہ کے بیعت کی کوئی ذمہ داری باقی نہیں رہتی کیونکہ ہم یہاں بیعت کر کے گھر جا کر انشاء اللہ کہہ لیتے ہیں۔ غرض یہ کہ یہ لوگ جب چاہیں استثناء کر لیں تو ان کے اوپر بیعت کی ذمہ داری باقی نہیں رہتی۔

خلیفہ نے یہ سنا تو حکم دیا کہ ابن اسحاق کی گردن میں چادر ڈال کر باہر کر دو۔ چنانچہ وہ دربار سے نکال دئے گئے۔

بعد میں جب ابو حنیفہ باہر تشریف لائے تو ابن اسحاق نے کہا کہ جناب! آج تو آپ نے مجھے قتل ہی کر ڈالا تھا۔ امام اعظم نے فرمایا۔ محترم! پھر آپ نے کونسی عایت برتی تھی۔

ایک مرتبہ کوئی عورت مسجد میں آئی امام ابو حنیفہ نے اسے قتل کر دیا۔
تو استفتاء کا جواب ہو گیا
ایک مرتبہ کوئی عورت مسجد میں آئی امام ابو حنیفہ نے اسے قتل کر دیا۔
تو استفتاء کا جواب ہو گیا

یعنی بیعت کرنے کے بعد بیعت کرنے والوں کو یہ اختیار دے رہے ہیں کہ گھر جا کر استثناء کر لیں تو شہر ما بیعت کی پابندی ان کے لئے غیر ضروری ہو جاتی ہے یہ تو بحد فتے کی بات ہے۔

کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی اس تقریر سے ربیع کا خون خشک ہو گیا۔
خلیفہ منصور نے یہ سن کر تہقیر لگایا اور ربیع سے کہا کہ تو امام ابو حنیفہ کو موت چھڑ کر۔

جب منصور کے دربار سے دونوں باہر نکلے تو ربیع نے امام صاحب سے کہا۔
”آج تو گویا آپ نے مجھے قتل ہی کر دیا تھا۔“
امام صاحب نے فرمایا کہ نہیں تو نے میرے قتل کی سعی کی تھی مگر میں نے خود کو اور تجھے بھی بچا لیا۔

بعض روایات میں یہ واقعہ شاید یہی قصہ ہو یا اسی نوعیت کا دوسرا قصہ ہو۔ ابن اسحاق صاحب مغازی کی طرف بھی منسوب نقل کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے خلیفہ کی موجودگی میں از خود امام ابو حنیفہ سے دریافت کیا کہ:-

۱۰ عیاسیوں کے زمانے میں بیعت لینے کا یہ دستور ہو گیا تھا کہ بیعت کرنے والا قسم کھاتا تھا کہ اگر میں عہد کی پابندی نہ کروں گا تو میری بیویوں کو طلاق ہو جائے میرے غلام اور لونڈیاں آزاد ہو جائیں اور حج کعبہ پیدل مجھے اپنے گھر سے کرنا پڑے۔ ان سب باتوں کی قسم کھا کر آدمی گھڑے اور صرف اتنا بڑھا دے کہ اس وقت تک پابندی ضروری ہے جب تک میرا جی چاہے تو بعد اشد ہی عباس کے قول کے مطابق استثناء سمجھ ہے۔ اور اس سے سارا کیا دھرا ختم ہو جاتا ہے۔

استثناء کا یہ مسئلہ علم فقہ کا محرکہ الاکرام مسئلہ ہے امام ابو حنیفہ نے ایک علمی دشواری دکھا کر خلیفہ کو سبھا دیا کہ کتنا خطرناک مسئلہ ہے۔ ۱۰ وفیات الامیاء لابن خلدون ص ۱۰۱ و موفقی

وقت۔ ابو جعفر منصور کے دربار میں حاضر ہوئے اور اپنا قصہ سنایا اور اپنی بے پناہ پریشانی کا اظہار کیا۔

منصور نے شہر کے فقہاء اور اہل فتویٰ کو جمع کر کے سوال کیا۔ تو منسب نے جواب دیا کہ ملاق ہو گئی کیونکہ چاند سے زیادہ حسین ہونے کا کسی انسان کے لئے امکان ہی نہیں۔ مگر ایک عالم جو امام بدیعہ کے شاگردوں میں سے تھے خاموش بیٹھ رہے اور دیگر فقہاء سے سوافقت نہ کی۔

منصور نے پوچھا۔ حضرت! آپ کیوں خاموش بیٹھے ہیں۔

تب یہ بولے اور جواب میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورہ تین کی تلاوت کی اور فرمایا اے امیر مومنین! اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کا احسن تقریر میں ہونا بیان فرمایا ہے

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔

ہم نے انسان کو بہت ہی خوبصورت سا چہرہ میں پیدا کیا ہے۔

خالق تعالیٰ کی نظر میں اور قرآن کی رو سے دنیا کی کوئی شے بھی انسان سے زیادہ حسین نہیں۔

یہ سن کر سب علماء حاضرین حیرت میں رہ گئے اور کوئی مخالفت نہیں کی۔ خلیفہ منصور انہی کے فتویٰ پر عمل کیا اور فتویٰ دے دیا کہ کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

ایک مرتبہ امام صاحب کی مجلس میں ایک شخص آیا اور دریافت کیا کہ ایک شخص نے تین تہیں کھائی ہیں نجات کی ایک پیچیدہ مسئلہ کوئی صورت نظر نہیں آتی اس کی بیوی پرتین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور بستا گھر چڑ جائے گا۔

نصرت زرد۔ امام ابو حنیفہ کے سامنے چپکے سے رکھ دیا۔

امام ابو حنیفہ نے سبب کو درمیان سے کاٹ کر دو پارے کر دیا اور عورت کے حوالے کر دیا۔ عورت اسے لے کر چل گئی۔ یہ ایک معرہ تھا جس پر حاضرین متعجب تھے۔ حاضرین کی دریافت و اصرار پر امام ابو حنیفہ نے یہ معرہ حل کرتے ہوئے فرمایا کہ اس عورت کو حین کا خون کبھی سرخ اور کبھی زرد آتا تھا۔ تو اس نے سبب کے ذریعے اپنی حقیقت حال بیان کر دی اور ظہر کا حکم دریافت کیا تو میں سید کاٹ کر یہ مسئلہ واضح کر دیا کہ سبب تک سبب کی اندرونی سفیدی کی طرح پانی سفید نہ آئے طہ نہیں ہوتا۔

دنیا کی کوئی شے انسان سے زیادہ حسین نہیں

قرطبی نے سورہ التین کی بحث میں لکھا ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور کے دربار کا چہتا رئیس عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی اپنی بیوی سے بہت محبت رکھتا تھا۔ چاندنی رات تھی اپنی محبوب بیوی سے دل لگی کی بات کر رہا تھا۔ چاند کی چاندنی اور اپنی بیوی کے حسن جمال کے دو مختلف مناظر اس کے سامنے تھے بے چارہ و فور محبت میں اپنی بیوی کو مخاطب کر کے بے اختیار بولی اٹھا کہ

انت طالق ثلاثا ان لم تکنی

تجھ پرتین طلاقیں ہیں اگر تو چاند سے

احسن من القمر زیادہ حسین نہ ہو۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا یہ کہنا تھا کہ بیوی اٹھ کر پردہ میں چلی گئی کہ شوہر یعنی عیسیٰ نے مجھے طلاق دے دی۔ بات تو ہنسی اور دل لگی کی تھی مگر طلاق کا حکم یہی ہے کہ کسی طرح بھی طلاق کا صریح لفظ بیوی کو کہہ دیا جائے تو طلاق ہو جاتی ہے خواہ ہنسی اور دل لگی ہی میں کہا جائے۔ بے چارے عیسیٰ نے ساری رات بڑی بے چینی اور رنج و غم میں گزاری اور صبح کو غلیف

وہیت کس پر؟

مجلس قائم تھی۔ دقیق فقہی مسائل زیر بحث تھے۔ سفیان ثوری قاضی ابن ابی لیلیٰ کے علاوہ ابو حنیفہ کے دیگر جرحہ علماء بڑے بڑے فقہاء اور جلیل القدر علماء زیر بحث مسائل پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے کہ اچانک ایک شخص نے سوال کر دیا۔

کچھ لوگ مجلس بننے بیٹھے تھے۔ اچانک ایک سوراخ سے سانپ نکلا اور عاقری مجلس میں سے کسی ایک پر چڑھ کر آیا۔ اس نے دیکھا تو ہیبت و اضطراب میں سانپ کو دوسرے شریک مجلس پر جھٹک دیا۔ دوسرے نے تیسرے پر اور تیسرے نے چوتھے پر جھٹک دیا۔ چوتھے نے پانچویں پر جھٹکا۔ یہ قسمتی سے پانچویں کو سانپ نے ڈس لیا۔ اور وہ اس کے ڈسنے سے مر گیا۔ اب مسئلہ عدالت میں آیا۔ مر جانے والے کے ورثا نے وہیت کا مطالبہ کیا۔

اب سوال یہ ہے کہ شرعاً وہیت کون ادا کرے گا اور کس پر واجب ہوگی۔ فقہاء اکابر علماء اور ائمہ مجتہدین، قرآن و حدیث اور اپنی فقہی صلاحیتوں کے پیش نظر مختلف جوابات دیتے رہے کسی نے کہا سب پر آئے گی۔ ایک نے کہا پہلے پر آئے گی دوسرے نے کہا آخری پر آئے گی۔ امام اعظم ابو حنیفہ سب کی سنتے اور مسکراتے رہے۔

جب سب نے اپنے اپنے نقطہ ہائے نظر پیش کر دیے اور امام اعظم ابو حنیفہ سے ان کی رائے کے خواہاں ہوئے تو آپ نے فرمایا۔

جب پہلے شخص نے سانپ کو دوسرے پر جھٹک دیا اور دوسرا آدمی اس کے ڈسنے سے محفوظ رہا تو پہلا شخص بری الذمہ ہو گیا۔ دوسرے نے تیسرے پر جھٹکا۔ تیسرا محفوظ رہا تو دوسرا شخص بھی بری الذمہ ہو گیا اسی طرح تیسرا بھی۔

گرمی جو تھی نے پانچویں پر سانپ کو بچہ نکال دیا اور وہ اس کے فوراً ڈسنے سے مر گیا۔ تو وہیت بھی اس شخص پر آئے گی۔ البتہ اگرچہ تھے کے جھٹکنے کے بعد سانپ نے اس میں کچھ وقفہ کیا اور وقفہ کے بعد ڈسا تو یہ چوتھا آدمی بھی بری الذمہ ہو گا۔ کہ اصل مرنے والے نے سانپ

آپ نے فرمایا کیسی قسمیں؟

سائل نے عرض کیا کہ صاحب واقعہ شخص نے اولاً قسم کھائی کہ

- اگر آج میں کسی بھی وقت کی نماز نہ پڑھوں تو میری بیوی پر تین طلاق۔
- پھر قسم کھائی کہ اگر آج اپنی بیوی سے وطنی (جماع نہ کروں تو اس پر تین طلاق۔
- پھر قسم کھائی کہ اگر آج میں غسل جنابت کروں تو اس پر تین طلاق۔

عجیب غمغہ تھا جو کہیں بھی حل نہیں ہو رہا تھا۔ علماء عاجز آ گئے تھے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی باریک بینی اور دور رسائی کی داد دیکھ کر سراسیمہ ہو گیا اور ایک چٹکی میں مسئلہ کا حل سامنے رکھ دیا۔ فرمایا

و۔ صاحب واقعہ آج عصر کی نماز پڑھ لے۔

ب۔ نماز عصر سے فراغت کے بعد اپنی بیوی سے وطنی (جماع) کرے۔

ج۔ جب سورج چھپ جائے تو یہ شخص غسل کر لے۔ پھر مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ لے۔ طلاق واقع نہیں ہوگی اور تینوں قسمیں بھی پوری ہو جائیں گی بلکہ

۱۔ عقود الجمان ص ۲۷۲ کہ دامن مسئلہ یہ ہے کہ اصطلاح شریعت میں رات دن کے تابع ہوتی ہے لہذا جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو اسی وقت سے اگلے دن شمار ہونے لگتا ہے۔ مثلاً عید کا چاند نظر نہ آئے ہی عید کا حکم لگایا جاتا ہے۔ اس حکم کے پیش نظر صاحب واقعہ کا غسل آج کے دن میں شمار ہو گا بلکہ غروب کے بعد نہانا گویا آئندہ کل کا عمل ہے۔ لہذا حاکمیت بھی نہیں ہو گا۔

سے اپنی حفاظت میں خود کوتاہی کی کہ جلدی سے کام نہ لیا۔

اس رائے سے سب نے اتفاق کیا اور امام اعظم ابو حنیفہ کے حسن فقہ کی تعریف کی۔

رومی دانشمند کے تین | ایک رومی دانشمند بغداد میں غلبہ کے دربار میں
حاضر ہوا۔ علم و فضل اور دانائی اور جہد دانی کے دعوے
سوالوں کا مسکت جواب | کئے اور بڑے طعنائے سے کہا کہ میرے پاس ایسے تین

سوال ہیں کہ آپ کی پوری سلطنت کے علماء بھی جمع ہو کر ان کا جواب نہیں دے
سکتے۔ خلیفہ حیران ہوا۔ اس نے اعلان کر دیا، علماء عظام، ائمہ کبار اور بڑے بڑے فقہاء
جمع ہوئے۔ امام اعظم بھی تشریف لائے۔

رومی دانشمند اپنے لئے منبر رکھوایا تھا۔

جب سب علماء موجود ہوئے تو رومی نے منبر پر چڑھ کر علماء اسلام کو عملی ترتیب

اپنے تین سوال پیش کئے۔

۱۔ یہ بتاؤ کہ خدا سے پہلے کون تھا۔

۲۔ یہ بتاؤ کہ خدا تعالیٰ کا رخ کدھر ہے۔

۳۔ اور یہ بتاؤ کہ اس وقت خدا تعالیٰ کیا کر رہا ہے۔

واقعہً بظاہر پریشان کن سوالات تھے۔ مجمع پر سکوت طاری تھا۔ سب جواب

کی سوچ رہے تھے کہ امام ابو حنیفہ آگے بڑھے اور کہا۔

آپ نے منبر پر بیٹھ کر سوالات بیان کئے ہیں تو مجھے بھی ان کے جوابات منبر پر بیٹھ
کر دینا چاہئے تاکہ سب حاضرین آسانی سے سن سکیں۔ لہذا اب تمہیں منبر سے نیچے اتر
آنا چاہئے۔

رومی دانشمند منبر سے نیچے اترتا تو امام صاحب منبر پر تشریف لے گئے اور رومی کو
مخاطب کر کے کہا۔ اب منبر وارا اپنے سوال دہراتے جاؤ اور ان کا جواب سنتے جاؤ۔ رومی
دانشمند سابقہ ترتیب سے سوالات دہراتا رہا۔ اور امام صاحب حسب ذیل جوابات
دیتے رہے۔

۱۔ پہلے سوال کے جواب میں امام ابو حنیفہ نے کہا۔ گنتی شمار کرو۔ رومی نے دس تک گنتی
شمار کی۔ ابو حنیفہ نے فرمایا دس سے پیچھے کی طرف الٹی گنتی کرو۔ رومی نے ۱۰ سے ۸، ۹
تک ایک گنتی کی۔ تو امام ابو حنیفہ نے ان سے کہا۔ ایک سے پہلے گنو۔ رومی نے کہا
ایک سے پہلے کوئی گنتی نہیں ہے اور کچھ نہیں ہے۔ تو ابو حنیفہ نے فرمایا۔ یعنی جب
واحد مجازی نقطہ سے پہلے کوئی چیز متحقق نہیں ہو سکتی تو پھر واحد حقیقی معنوی سے پہلے
کس طرح کوئی چیز متحقق ہو سکتی ہے تو خدا بھی ایک ہے اس سے پہلے کچھ بھی نہیں ہے۔

۲۔ دوسرے سوال کے جواب میں امام صاحب نے ایک شمع روشن کی اور کہا بتاؤ اس کا رخ
کدھر ہے۔ رومی دانشمند نے کہا سب کی طرف ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا شمع مخلوق ہے
اس کے اس رخ کے تعین سے آپ جیسے دانشمند بھی عاجز ہیں تو خالق کے رخ کی تعین میں
بے چارے عاجز بندوں کا کیا دخل، بہر حال خدا تعالیٰ کا رخ بھی سب کی طرف ہے۔

تیسرے سوال کے جواب میں امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔

۳۔ کہ اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے منبر سے نیچے اتار دیا اور مجھے منبر پر بیٹھنے کی عزت بخشی
رومی دانشمند نے جوابات سننے تو شرمندہ ہوا اور راہ فرار اختیار کی۔

قرأت خلف الامام | مدینہ منورہ سے کچھ لوگ امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے
آپ نے ان سے وجہ آمد دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ
سے قرأت خلف الامام پر مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔

کی نہیں فضل خدا تمہارے شامل حال ہے وہ بچہ میں ہی ہوں اور آپ کے اجتہاد کی برکت سے زندہ نکل کر دلم فبقہ اور اجتہاد کو پہنچا ہوں۔

اجتہاد ابو حنیفہ کی برکت سے
امام طحاوی کو زندگی ملی!

اسی واقعہ کے قریب قریب امام احمد طحاوی کا قصہ بھی مشہور ہے جسے عام طور پر اساتذہ حدیث علیہ کو سنایا کرتے ہیں۔ احقر نے بھی بار بار اپنے اساتذہ سے سنا اور اب فتاویٰ برہنہ کے حوالے سے حقائق الحنفیہ میں بھی مل گیا ہے۔ لکھا ہے کہ اولاً امام احمد طحاوی شافعی المذہب تھے۔ وجہ یہ تھی کہ آپ نے ابتدائی اسباق اپنے مامول مزنی سے پڑھے تھے۔ پھر ان کی صحبت و معیت اور خدمت بھی حاصل تھی چونکہ وہ مسلک امام شافعی کے پیروکار تھے تو لازماً امام طحاوی کو بھی اس سے متاثر ہونا ہی تھا۔ مگر بعد میں جب علم و تحقیق اور مطالعہ و اجتہاد کے ذریعہ حقیقت حال منکشف ہوئی تو مذہب شافعیہ سے انتقال کر کے مذہب حنفیہ کو اختیار فرمایا۔ انتقال مذہب کا سبب یہ لکھا ہے کہ ایک روز امام طحاوی اپنے مامول مزنی سے سبق پڑھ رہے تھے کہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ اگر کوئی حاملہ عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو امام شافعی کے نزدیک عورت کا پیٹ چیر کر بچہ نکالنا جائز نہیں۔ جب کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ عورت کا پیٹ چاک کر کے بچے کی زندگی بچائی جائے۔ امام طحاوی نے یہ مسئلہ پڑھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے میں ایسے امام کی پیروی کیسے کر سکتا ہوں جو مجھ جیسے آدمی کی ہلاکت کی پروا نہ کرے۔ وجہ یہ تھی کہ آپ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے کہ والدہ ماجدہ فوت ہو گئی تھیں اور حنفی فقہاء کے فتویٰ پر آپ پیٹ چیر کر نکالے گئے تھے اس کے بعد آپ نے فقہ حنفیہ کی تحقیق و مطالعہ شروع کیا تو فقہ و حدیث میں امام ب عدیل اور فاضل بے مثیل قرار پائے۔

ابو حنیفہ نے فرمایا تم سب بیک وقت میرے ساتھ کیسے مناظرہ کرو گے۔ ایک فرد ہوتا تو بات سنی جاسکتی تھی یہ پوری جماعت ہے کس کس کی بات کو سمجھا جائے گا اور کس کس کی بات کا جواب دیا جائے گا۔ آپ سب اہل علم و فضل ہیں بہتر ہوگا کہ اپنے میں ایک جیسے عالم کو منتخب کر لو اور وہ مجھ سے بات کرے چنانچہ انہوں نے ایک عالم کو منتخب کر لیا اور کہا یہ ہم سب میں بہت بڑا عالم ہے۔ یہ آپ سے قرأت خلف الامام پر مناظرہ کرے گا اور باقی ہم سب خاموش رہیں گے اور سنیں گے۔

امام صاحب نے ان سے کہا اگر واقعہ اس پر آپ کا اعتماد ہے تو پھر کیا اس کی بار کو اپنی ہانڈ سمجھو گے۔ انہوں نے کہا ہاں۔

تب امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔ بس مناظرہ ختم ہوا اور فیصلہ ہو گیا اس لئے کہ ہم نمازیں بھی امام کو اسی لئے تو منتخب کرتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من كان له امام فقرأه
الامام قراءه له له

افسوس کی جگہ نہیں فضل خدا
تمہارے شامل حال ہے

ایک مرتبہ کسی مجلس میں امام ابو حنیفہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کبھی اپنے اجتہاد پر پشیمان بھی ہوئے ہیں؟ فرمایا، کہ ہاں! ایک دفعہ جب لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ایک حاملہ عورت مر گئی ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے کیا کیا جائے؟ تو میں نے ان سے کہا کہ عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لو۔ پھر میں نے افسوس کیا کہ میں نے مردہ کو ایسی تکلیف دینے کا حکم کیوں دیا۔ اور اب میں نہیں جانتا کہ وہ بچہ زندہ باہر نکلا یا مردہ؟ تو سائل نے عرض کیا حضرت! یہ جگہ افسوس

باب

ایک اور دوسری روایت میں ہے کہ محدثین احمد شروطی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے کس لئے اپنے ماموں کا مذہب چھوڑ کر مذہب حنفی اختیار کیا تو امام طحاوی نے فرمایا کہ:-
 میں اکثر و کثرت کرتا تھا کہ میرے ماموں امام ابو حنیفہ کے مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور فائدہ اٹھایا کرتے تھے ۱۱۱



خوان زعفران

گزشتہ چھ اجواب کی کتابت مکمل ہو چکی تھی کہ ۵ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ سے دارالعلوم خفایہ کے عید الاضحیٰ کے تعطیلات کا اعلان ہو گیا اور حسن اتفاق اور خوش بختی سے دارالعلوم کے کتب خانہ کے لئے مصر اور سعودی عرب سے خرید کردہ نئی کتب میں مناقب ابی حنیفہ المعروف مناقب ابی حنیفہ للکردی، اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ للمصیری، ابو حنیفہ، حیاتہ و عصرہ، آثارہ و نقبہ لابن زبیرہ مصری، الطبقات السینہ فی تراجم الحنفیہ، عقود البہان فی مناقب ابی حنیفہ النعمان، فوائد البہیمہ فی تراجم الحنفیہ اور طرب الانامل بتراجم الافاضل، سیر اعلام النبلاء بھی کتب خانہ میں پہنچ گئیں۔ گو میرے پاس ان میں سے اکثر کتابوں کے پرانے کرم خوردہ اور ناقص و ناتمام نسخے موجود تھے جو میں نے بڑی مشکل سے یہاں کے بعض کتب خانوں سے تنگ حاصل کئے تھے۔ دفاع امام ابو حنیفہ کی تالیف میں بھی وہی پیش نظر رہے۔ مگر اہل بیت کی عمدہ طباعتیں سامنے آئیں تو کتب راجا جاسکتا تھا۔ تعطیلات کے ان دس پندرہ ایام کو غنیمت جانا اور مذکورہ کتب کا پھر سے از سر نو بلاستیاب مطالعہ کیا۔ سیرت و سوانح کے بعض نئے گوشوں کے علاوہ بعض اہم اور بہت ہی دلچسپ نئے واقعات

تو انہوں نے بڑے احترام سے کہا کہ حضرت! کوئی ایسی بات نہیں اللہ بہتری فرمائے گا یہاں علم تعبیر رویار کے ماہر علامہ ابن سیرین رہتے ہیں ہم ان کو بلا لائیں گے۔
امام صاحب نے فرمایا، انہیں! ان کو یہاں رحمت دینا مناسب نہیں میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔

چنانچہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور خواب کا سارا قصہ کہہ سنایا۔ امام ابن سیرین فرماتے گئے۔
جی ہاں! معلوم ہوتا ہے اور مجھے یقین ہے یہ قصہ آپ کا ہے۔
میں نے عرض کیا جی ہاں! یہ خواب میں نے دیکھا ہے۔
تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔

اے ابو حنیفہ! جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں اگر یہ واقعہ ہے تو آپ کو اقامت دین اور احیاء سنت کے لئے ایسا علم حاصل ہوگا جو آپ سے پہلے کسی کو نہیں ملا۔ اور آپ علم کی بہت سی وسعتوں پر حاوی ہوں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جو سنتیں مسٹ چکی ہیں وہ آپ کے علم کی وجہ سے زندہ ہوں گی۔

امام اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے اسے اپنے لئے عظیم بشارت سمجھا۔ اس سے مجھے فرحت و سرور اور خوشی و نشاط حاصل ہوا۔ دوبارہ درس گاہ میں آنا شروع کیا۔ اسباق اور علم فقہ کی تدریس میں مشغول ہو گیا۔ اور علم و فقہ میں کوشش کی۔ اور آج محمد اللہ علم کے بہت سے گوشے زندہ ہوئے۔ اللہم! جعل عاقبتہ الی الخیر۔

باب اول کے صفحہ ۵۵ پر ہم نے
ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ
تین عورتوں کا قصہ جو امام صاحب کی
زندگی میں اہم انقلاب کا ذریعہ بنیں

بھی سامنے آتے رہے۔ سب کا لینا تو بہر حال کار سے وارد، تاہم بعض اہم حکایات جو گذشتہ ابواب کے بعض حصوں کے لئے منزلہ تشریح اور بعض واقعات کے لئے بطور تتمہ و توضیح کے ناگزیر تھے۔ نوٹ کر لیئے اور ترجمہ و توضیح کے بعد ان سب متفرق واقعات کو کتاب کے آخر میں بطور ضمیمہ کے خوان زعفران کے عنوان سے شامل کر دیا ہے چونکہ کتابوں کے یہی جدید ایڈیشن اب پوری دنیا میں پھیلنے جا رہے ہیں۔ لہذا گذشتہ ابواب میں بھی پرانے نسخوں کے صفحات اور حوالہ جات جو کہ کے بحث و تحقیق اور علمی موضوع پر کام کرنے والے اصحاب کی سہولت کے لئے نئے ایڈیشن کے حوالہ جات درج کر دئے ہیں۔

اسی سنت کی منائی بشارتیں | امام اعظم ابو حنیفہ مسند دروس پر جلوہ افروز ہوئے تو جری قویہ، انہماک اور شجاعت روز محنت سے طلبہ و مستفیدین کو علم فقہ پڑھانے میں مشغول ہوئے۔

اس دوران اچانک خواب دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اکھیر کر جسد اطہر کے غنیمت حصول کو جمع کر رہے ہیں۔ خود امام صاحب راوی ہیں کہ جب میں نے یہ خواب دیکھا تو اس سے گھبرا گیا۔ طبیعت میں اضمحلال پیدا ہوا۔ انقباض رہنے لگا۔ حتیٰ کہ تعلیم و تعلم اور تدریس فقہ بھی معطل ہو گئی۔ درس گاہ چھوڑ دی اور گھر میں بیٹھ گیا جب طلبہ اور مستفیدین کو اس کا علم ہوا تو بڑے پریشان ہوئے۔ میرے گھر آتے اور ملاقات کرتے اور جڑے اصرار سے کہتے! کہ آپ کی بظاہر صحت تو ٹھیک ہے۔ بدن تندرست ہے کوئی بیماری اور بخار کے اثرات نہیں ہیں تو پھر آپ کیوں سہق نہیں پڑھاتے۔

جب اصرار بڑھا تو میں نے ان کو اپنا خواب بیان کر دیا تاکہ حقیقت عذران پر بھی واضح

امام صاحب فرمایا کرتے کہ ایک عورت نے مجھے دھوکہ دیا اور ایک عورت نے مجھے زہر دینا یا اور ایک عورت نے مجھے فقیہہ بنایا۔ اس کا پس منظر یا تفصیل کچھ یوں ہے کہ:۔
دھوکہ دینے والی عورت کا قصہ یہ کہ میں کو فذ کی ایک گلی میں گزر رہا تھا کہ اچانک دیکھا کہ ایک شخص اپنی انگلی کے ساتھ کسی شے کو اشارہ کر رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید یہ شخص گونگھا ہے اور اپنی انگلی سے اپنی گری ہوئی چیز کے اشارہ دینے کا اشارہ کر رہا ہے۔ میں انسانی جذبہ ہمدردی کے جذبہ سے آگے بڑھا اور راستے میں گری ہوئی چیز اٹھا کر اس کے حوالے کرنا چاہی خیال یہی تھا کہ یہ چیز اسی کی ہوگی تو دیکھا کہ وہ عورت تھی اور میرے اس حیر کے اٹھا لینے کے بعد کہنے لگی۔

جناب! یہ چیز اپنے ہاں محفوظ کر کے رکھ لیجئے سستی کہ اس کا مالک پیدا ہو جائے تو اس کے حوالے کر دیجئے گا۔

زہر دینانے والی عورت کے قصے کا پس منظر یہ ہے کہ ایک رتبہ مجھے کسی کو پہ میں گزرنے کا اتفاق ہوا۔ دیکھا راستے میں عورتوں کا ایک انبوه ہے آپس میں محو گفتگو ہیں۔ ایک عورت نے مجھے دیکھ کر سب کو خبردار کرتے ہوئے اونچی آواز سے کہا۔

هذا ابو حنیفہ الذی یصلی یہ ہیں امام ابو حنیفہ، جو عشاء کے وضو

الطیور موضوع العتمة سے صبح کی نماز پڑھا کرتے ہیں۔

میں نے یہ سن کر فیصلہ کر لیا کہ اپنے بارے میں عورتوں کا یہ خیال واقعاتی طور پر بھی میں سچ کر کے دکھاؤں گا چنانچہ اسی روز سے میں نے رات بھر جاگ کر عبادت میں اسے گزارنے کا فیصلہ کر لیا اور اب الحمد للہ کہ یہ عادت بن گئی ہے۔

اور جو عورت میرے تحصیل علم فقہ کا ذریعہ بنی وہ بھی کچھ ایسا واقعہ تھا کہ ایک عورت میرے پاس آئی اور حیض کے بارے میں کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ مجھے مسئلہ معلوم نہ تھا بلکہ حدیث منہج ہوئی اور اسی روز سے تحصیل علم فقہ کا فیصلہ کر لیا حتیٰ کہ آج اللہ کے فضل سے علم فقہ طبعیت

ثانیہ بن گئی ہے!

موسیٰ بن جعفر صادق کی ایک مرتبہ امام اعظم سے ملاقات ہوئی۔ جب کہ اس سے قبل انہوں نے امام صاحب کو نہیں دیکھا تھا۔ لہذا پہلی بار دیکھتے ہی کہنے لگے۔

حضرت! آپ تو نعمان بن ثنابت ہیں۔

امام صاحب نے فرمایا۔

و کیف عفتی

آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا۔

نقال: قال الله تعالى سباهم فی وجوہہم من اش السجیۃ کا ارشاد ہے نشانی انکی آنچہ پورے سجو کے آؤ

امام جعفر صادق کی نگاہ میں ابو حنیفہ کی عظمت

عبد المجید بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ ہم امام جعفر صادق بن محمد کے ساتھ حجر کے مقام میں بیٹھے تھے کہ اچانک امام اعظم تشریف لائے اور ہم پر سلام کیا تو امام جعفر صادق نے سلام کا جواب دیا۔ احتراماً کھڑے ہوئے بڑے غلوں اور محبت سے معاف کیا۔ اہل مجلس سے ان کی قدر کرائی۔

جب امام صاحب واپس تشریف لے گئے تو کسی کہنے والے نے کہا۔

اے خزانہ رسول! کیا آپ ان صاحب کو پہچانتے بھی ہیں۔

امام جعفر صادق نے فرمایا۔ آپ سے بڑھ کر احسن میں نے کوئی نہیں دیکھا اور آپ کہتے ہیں

لہ مناقب وروی عنہنا قب مفق ۵۶، ۵۵، ۵۴، تیسری عورت کا تفصیل تصدیق اب اول ۵۹ میں درج کر

دیا گیا ہے ۵ مناقب ورونی ۲۳۳ و مناقب وروی ۲۶۳

کہ کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ یہ تو امام ابوحنیفہ ہیں جو ملک کے سب سے بڑے فقیہ ہیں یہ
امام جعفر صادق امام باقر کے بیٹے ہیں امام ابوحنیفہ کے ان سے بھی علمی روابط استوار تھے
دونوں کی ایک ہی سال میں ولادت ہوئی تھی۔ ان ہی کے بارے میں امام اعظم کا یہ مقولہ تاسخ کی
کتا بوں میں نقل ہوتا چلا آیا ہے کہ

واللہ ما رایت افقہ من جعفر میں نے جعفر صادق سے بڑا فقیہ کوئی
ابن محمد الصادق نہیں دیکھا۔

علمائے ہم عمر ہونے کے باوجود جعفر صادق کو امام ابوحنیفہ کے اساتذہ میں شمار کیا ہے
زید بن علی، امام باقر، امام جعفر صادق امام اعظم ابوحنیفہ کے تحصیل علم کا
اور عبداللہ بن حسن سے ملاقاتیں اور استفادہ دائرہ محدود نہ تھا۔ بلکہ اس سے بڑھ
کر آپ نے ائمہ شیعہ وجہ کہ وہ

ائمہ خود شیعہ نہیں تھے۔) سے کسب فیض کیا اور ان سے درس و مذاکرہ بھی کرتے رہے حتیٰ کہ پیرائے
سالی اور ادھیر و عمر میں بھی آپ ان کی نصرت و اعانت کا فریضہ ادا کر کے خود کو آزمائشوں کی
بھینٹوں میں جھونکتے رہے حتیٰ کہ آپ کا خاتمہ بھی ”حب اہل بیت“ زہد و تقویٰ اور حق و صداقت
سے وابستگی پر ہوا۔

امام ابوحنیفہ نے زید بن علی، محمد باقر اور ابو محمد عبداللہ بن حسن سے ملاقاتیں بھی کیں اور
علم و فقہ بھی حاصل کیا۔ کہ یہ سارے بزرگ علم و فقہ کے ستون تھے۔

الروض النعیر میں ہے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے زید بن علی اور ان کے کنبہ کو دیکھا
میں نے ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ فقیہ، زیادہ عالم حاضر جواب اور زیادہ فصیح و بلیغ نہیں
دیکھا۔ امام اعظم ابوحنیفہ کو زید بن علی سے اگرچہ لزوم اور وابستگی کا موقع نہیں ملا۔ مگر چند

جالس اور صحبتوں میں ان سے استفادہ ضرور کیا۔ اسی طرح امام محمد باقر بن زین العابدین سے امام
اعظم ابوحنیفہ کی ملاقات اس وقت ہوئی جب امام صاحب کی فقہ ورانہ کائنیا نیا چرچا تھا۔
امام باقر بھی آپ کے خلاف بہت سی باتیں سن چکے تھے۔ ملاقات کا یہ واقعہ مدینہ طیبہ میں پیش
آیا۔ امام باقر نے امام ابوحنیفہ کو دیکھ کر کہا۔

جناب! آپ نے تو میرے زمانہ کے دین اور ان کی احادیث کو قیاس سے بدل ڈالا۔ امام
ابوحنیفہ نے فرمایا۔ معاذ اللہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے۔ امام باقر نے کہا۔ تو پھر یہ آپ کے
خلاف ضرور ہنگامہ کیوں ہے؟ امام اعظم نے اس موقع پر تفصیل سے امام باقر کو اپنے قیاس
کی حقیقت سے آگاہ کیا۔

اس موقع پر امام اعظم نے جو تفصیل سے گفتگو کی اس کو ہم باب نمبر ۵، ص ۱۳۳ میں
درج کر چکے ہیں۔

جناب امام باقر نے جب امام اعظم کی گفتگو سنی تو اٹھ کر آپ سے بغل گیر ہوئے چہرہ پر
بوسہ دیا۔ اور آپ کی ٹکیم بجالائے۔

امام جعفر صادق کو بھی ابوحنیفہ کے اساتذہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اسی طرح امام صاحب نے
عبداللہ بن حسن کے سامنے بھی زانوں سے ادب تہہ کیا تھا۔ جو فقہ (قابل اعتماد) محدث اور
صدق راست گفتار تھے بلکہ

فقہ جعفریہ کی حقیقت بہر حال زید بن علی، امام محمد باقر، امام جعفر صادق اور عبداللہ
بن حسن اہل تشیع کے ائمہ ہیں۔ امام باقر کی امامت پر امامیہ کے دونوں مشہور ترین فرقے اثنا
عشریہ اور اسماعیلیہ متفق ہیں۔ مگر ائمہ مذکورین کے اصل تعلیمات، ہدایات، علمی خدمات اور
فقیہی افادات میں موجودہ فقہ جعفریہ کا کہیں نام و نشان بھی نہیں۔ اصل فقہ جعفریہ وہی ہے

ابن عباس کے علوم و معارف ان کے مولیٰ علمہ (جوان کے علم و فضل کے وارث سمجھے جاتے تھے) سے بھی بھرپور استفادہ کیا۔

آپ نے عبداللہ بن عمر اور حضرت فاروق کا علم نافع مولیٰ ابن عمر سے حاصل کیا۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کا علم و فضل کو فہ کی درسگاہ سے حاصل کیا۔ نیز حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس کے علمی افکار ان تابعین سے حاصل کئے جو ان کی درسگاہوں کے باقاعدہ فیض یافتہ تھے۔

امام اعظم ابو حنیفہ امام اعظم ابو حنیفہ کو جس طرح علم فقہ میں مفضل و تفوق اور اور علم القرات تقدم و سبق کا ثمر حاصل ہے اسی طرح فن قرأت میں بھی ابو حنیفہ سیاق انبیاء اور صاحب قرأت تھے اور

متقدمین سابقین میں انہیں فن کے لحاظ سے بھی مقام و منزلت حاصل تھی۔ فن قرأت میں ابو حنیفہ کے آراء اور قرأت کو مستقلاً علیحدہ کتابوں میں بھی تالیف کیا گیا ہے۔ ہر دور میں علماء فقہاء اور قراء نے اس سے بھرپور استفادہ کیا۔ اس سلسلہ کے تفصیلات بعض اہم واقعات اور ابو حنیفہ کے قراءتوں کے حکم و ترجیحات تو مناقب کی کتابوں میں تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ بلکہ موفق اور کردری نے ابو حنیفہ کی قرأت پر مستقل باب قائم کئے ہیں۔ لہٰذا اور اس سلسلہ میں ابو حنیفہ کی مختلف سورتوں میں صحابہؓ سے منقول قراءتوں میں کسی ایک کو باقاعدہ طور پر اختیار کر کے معمول میں لانے کی مثالیں ذکر کی ہیں۔ آپ سے قرأت کی روایت کرنے والے آپ کے ممتاز تلامذہ قاضی ابو یوسف اور امام محمدؒ ہیں البتہ بعض حاشیہ نے بھی من گھڑت قراءتیں وضع کر کے آپ کی طرف منسوب کی ہیں مگر اہل علم نے ادھر کوئی توجہ نہیں دی۔

جواب فقہ حنیفہ کے نام سے آفاق عالم میں مقبول، متداول اور مروج ہے۔

حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور دیگر صحابہؓ کے علوم و معارف کا امین اس میں شک نہیں کہ فقہ حنفی کا اہل سرچشمہ وہ فقہی ذخیرہ ہے جو حاد نے اہل ہم نخی سے ورثہ میں پایا۔ مگر

حماد کی شاگردی کے باوجود امام ابو حنیفہ دوسرے اساتذہ سے بھی استفادہ کرتے رہے جس کی تفصیل کسی حد تک احقر نے دفاع امام ابو حنیفہ اور کتاب ہذا کے گذشتہ ابواب میں بیان کر دی ہے۔

حضرت حماد کی وفات کے بعد بھی امام اعظم نے پڑھنے پڑھانے اور درس و تدریس کا سلسلہ منقطع نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ اسلاف کے اس قول پر عمل کیا۔

لا یزال الرجل عالماً مادام
یطلب العلم فاذا ظن انه
علم فقد جهل له
جیت تک آدمی طلب علم جاری رکھتا ہے
تو وہ عالم بن رہتا ہے اور جب اپنے
آپ کو عالم تصور کرنے لگتا ہے تو
جاہل بن جاتا ہے۔

امام اعظم نے زندگی میں پچیس حج کئے۔ اس دوران آپ مکہ کے سفروں میں عطا بن ابی رباح سے استفادہ کرتے رہے قیام مکہ کے دوران ان کے مجالس اور صحبتوں سے برابر مستفید ہوتے رہے امام اعظم حج کے مسلسل سفروں سے دو فائدے حاصل کرتے۔

اولاً فقہ و حدیث اور فتاویٰ کی ذخیرہ اندوزی

ثانیاً احکام حج ادا کر کے تقویٰ، ورع اور باطنی و روحانی ترقیوں کا حصول۔

آپ نے مکہ کی درسگاہ میں عطا بن ابی رباح سے عبداللہ بن عباس کا علم حاصل کیا۔ نیز

قرأت ابو حنیفہ پر منتقل تالیف لکھنے والوں میں ابو القاسم زعفرانی و ابو القاسم یوسف بن علی بن جبارہ سرفہرست ہیں۔ اور اس سلسلہ کی معروف کتاب "الکامل" ہے۔ آپ کی اس قدر عظمت، شان اور علم قرأت سے مناسبت و مہارت کے یوں تو سب ہی قائل تھے مگر موفی اور کردی نے اس سلسلہ میں بڑے شاندار عربی اشعار نقل کئے ہیں۔

لابی حنیفۃ ذی الفخار قراءۃ مشہورۃ منخولۃ غرادر
عروضت علی القراء فی آیامہ فتعجبت من حسنہا القراء
للہ در ابی حنیفۃ اسہ خضعت لہ القراء والفقہاء
خلف الصحابۃ کلام فی علمہم فتضادلت لجلالہ العلماء
سلطان من فی الایمن من فقہائہا و ہم اذا انتو لہ اصدا
ان المیاء کثیرۃ لکنہ فضل المیاء جمیعہا صداء
امام ابو حنیفہ کے
وسن خصائل
عمران الموصلی کا بیان ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کو باری تعالیٰ نے ایسے دس خصائل جمیدہ سے نوازا تھا کہ ان میں سے اگر ایک صفت بھی کسی میں موجود ہو تو وہ اپنی قوم کا رئیس اور قبیلے کی سیادت کر سکتا ہے۔ اور وہ دس صفات یہ ہیں۔

الورع، والصدق، والسخاء، پرہیزگاری، صداقت، سخاوت، فقہی
والفہم، ومدارۃ الناس، مہارت، عام لوگوں سے نرمی و محبت
والمرقۃ الصادقہ، والاقبال، پر خلوص ہمدردی، نفع پہنچانے میں
علی ما ینفع، وطول الصمت، سبقت، طویل خاموشی (فعلی گوئی

لہ ذیل جابر الحنفیہ ج ۴، مطبوعات السید ج ۱، ص ۱۳۹، موفی ۱۳۳۵، و کردی ص ۳۲

دالامصابۃ بالقول ومعونۃ سے اجتناب، گفتگو میں راست بازی
الصفان عددا کان اولیاءہ اور مظلوم کی معاونت، چاہے دشمن
ہو یا دوست۔

امام ابو حنیفہ کی مصروفیتیں | امام زفر کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے بیس سال سے نائندرت تک ابو حنیفہ کی خدمت و مجالست اور فیض صحبت کی سعادت حاصل رہی میں نے امام صاحب سے زیادہ لوگوں کا خیر خواہ، الی کا بہرہ ور اور عامۃ الناس پر شفقت کرنے والا نہیں دیکھا۔ حضرت امام اعظم نے خود کو رضائے الہی کی خاطر ہر وقت مصروف کار رکھ کر وقت کر دیا تھا۔

دن کا اکثر حصہ تعلیم و تدریس اور اشاعت علم میں گزارتے۔ مسائل کا جواب دیتے۔ نئے حالات، پیش آمدہ واقعات اور نوازل و حوادث میں لوگوں کی رہنمائی کرتے۔ جب مجلس پر فراست ہوتی، تو سر بیض کی عبادت، جنازہ کی مشایعت، فقرہ کی ہمدردی و پر سالن حال کسی بھائی کی ملاقات اور اس کی حاجت برآری میں مشغول ہو جاتے۔ جتنی کہ اسی حال میں رہتا ہو جاتی۔ تو خود کو عبادت کے لئے فارغ کر لیتے تمام رات، نوافل، ریاضت، مناجات، اور قرآن مجید کی تلاوت میں گزارتے۔ ابو حنیفہ کا یہی ہمیشہ کا معمول تھا۔ زندگی بھر اس معمول پر قائم اور مستقیم رہے جتنی کہ عازم تعلیم عدم ہو گئے۔

زندگی بھر کسی کو برائی سے یاد نہیں کیا | بکیر بن معروف کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں امام اعظم ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان سے عرض کیا۔ حضرت! میں نے آپ جیسا آدمی نہیں دیکھا۔ کیونکہ میں نے جس کسی کے سامنے بھی تمہارا تذکرہ کیا ہے تو اس نے تم پر اعتراض اور تنقید کی اور تمہاری

لہ مناقب مرفوعہ ص ۱۸۲، بیضاوی

غیبت سے نہ چوکا۔ مگر تمہارے سامنے جس کا بھی تذکرہ کیا خواہ وہ تمہارا دوست ہے یا دشمن تو تم نے اس کی تعریف کی۔ اور اس کی خوبیاں بیان کیں۔
امام اعظم نے سنا تو ارشاد فرمایا۔

قال ما کافأت احداً میں نے آج تک کسی کو بھی برائی سے
بسیئۃ قطعہ بدلائیں دیا۔ (خواہ وہ میرا دشمن کیوں

نہ ہو)

عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ اور ع اور زبان کی حفاظت کرنے والا نہیں دیکھا۔ میں نے ایک یہودی نصاب کو دیکھا جو ابو حنیفہ کو مسلسل گالیاں دے جا رہا تھا۔ مگر ابو حنیفہ نے اس کے جواب میں بغیر دعا اور بھلائی کے اور کچھ بھی نہ کہا۔

ابو حنیفہ کی ریاضت دیکھ کر
نضر بن محمد سے ایک نوٹڈی کا مکالمہ
نضر بن محمد سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے گھر سے باہر نکلا۔ میرے ساتھ میری نوٹڈی بھی تھی۔

جب کوئہ پہنچا تو امام اعظم ابو حنیفہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ امام صاحب نے مجھ پر بڑی شفقت فرمائی۔ اپنے ہاں ٹھہرایا اور سب حکام فرمایا اور آئے پرہیز، مسرت اور خوشی کا اظہار کیا۔ چند روز قیام کے بعد جب میں حج کے لئے روانہ ہوا تو میں نے اپنی نوٹڈی امام صاحب کے ہاں چھوڑ دی کہ وہ ان کی خدمت بھی کرتی رہے اور میرے واپس آنے تک ان کے ہاں قیام بھی کرے۔ جب حج سے فارغ ہو کر واپس ہوا تو کوئہ میں امام اعظم ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چند روز قیام کے بعد میں نے ارادہ کر لیا کہ اب ابو حنیفہ کو زیادہ زحمت نہیں دینی چاہئے لہذا ان کے ہاں سے میں نے دوسری جگہ (کناسہ) منتقل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ اور امام صاحب سے

عزس کیا کہ اپنی خادمہ کو حکم دے دیجئے کہ وہ میری نوٹڈی کو کناسہ میں فلاں صاحب کے گھر پہنچا دے۔ امام صاحب نے فرمایا۔ ہمارا گھر آپ کا گھر ہے یہاں کوئی تکلیف نہیں ہے مگر نضر اس پر رضا مند نہ ہوئے۔ اور ان کے مطالبہ کے مطابق ان کی نوٹڈی مذکورہ مقام تک پہنچا دی گئی۔ بعد میں جب نضر بھی وہاں پہنچ گئے اور نوٹڈی سے خلوت ہوئی تو نضر کہتے ہیں کہ نوٹڈی نے مجھ سے کہا۔

کیا آپ امام اعظم کے شاگردوں میں سے نہیں ہیں؟ میں نے کہا ہاں میں تو ان کا شاگرد ہوں کہنے لگی تیرا مذہب اور تیرا طریقہ، تو ابو حنیفہ کے مذہب اور طریقہ کے برگز مطابقی نہیں بلکہ دونوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔
نظر نے کہا۔ کون ہے جو ابو حنیفہ کی علمی عظمت، فقہی دہارت اور روحانی بصیرت تک پہنچ سکے۔

کہنے لگی نہیں نہیں، میں علم و فہم کی بات نہیں کہنا چاہتی۔ میں تو ان کے عام معاملات اور بود و باش کی بات کر رہی ہوں۔ دیکھئے۔ آپ مجھ سے چار ماہ تک غائب رہے اور اس عرصہ میں میں ابو حنیفہ کے ہاں ٹھہری رہی۔ مگر حیرت ہے کہ اس طویل عرصہ میں نہ تو ابو حنیفہ کے لئے ناشتہ صبح کا کھانا اور عشاء کے کھانے کے تیار کرنے کا اہتمام ہوا کرتا تھا اور نہ آرام کرنے اور بستہ بچھانے کے انتظام پر توجہ دی جاتی تھی۔ جب رات ہوتی تو ابو حنیفہ اللہ کے بارگاہ میں ریت و عبادت کا عزم کریں کہ کھڑے ہو جاتے گویا سیدھی کی ہوئی لکڑی ہے اور اس حالت میں صبح ہو جاتی۔

ہمارے لئے اچھے کھانے کا انتظام کرتے مگر خود کبھی چھانے ہوئے اسٹے کی روٹی کا اہتمام بھی نہ کیا۔

کہتے ہیں جب نظر نے اپنی نوٹڈی کی یہ گفتگو اور امام صاحب کی ریاضت کی یہ کیفیت سنی تو ششدر رہ گئے خوشیاں غم میں بدل گئیں اور وجد و کیفیت کے ایسے عالم میں ڈوب گئے

مسجد کی چھت سے ابوحنیفہ کے سر کی برابر ہی میں ایک سانپ لڑھکھ آیا لوگوں نے دیکھا تو چیخ اٹھے الحیة الحیة یعنی سانپ ہے سانپ ہے۔ اور اس کے رب و دہشت اور خوف سے سب لوگ متفرق ہو گئے میں بھی اپنی لوگوں میں تھا جو سانپ کے اچانک ظاہر ہونے سے ڈر گئے اور اپنی جگہ چھوڑ دی۔ مگر امام اعظم ابوحنیفہ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔

وما تحرك ابوحنیفہ فی مجلسہ
ولا تغیر لونه فوجت
العیة فی جمع نفضھا
وما نزال عن مجلسہ
فعرفت انه صاحب یقین له
امام اعظم ابوحنیفہ نے نہ تو اپنی جگہ سے کچھ حرکت کی اور نہ اس سے ان کی رنگت میں کچھ تبدیلی آئی جب کہ سانپ چھت سے لڑھکھ کر سیدھا ابوحنیفہ کی گود میں آپڑا۔ امام صاحب نے درجے سکون اور وقار سے اسے دور جھٹک دیا اور اسی حالت میں اپنی جگہ بیٹھ رہے، میں نے یہ دیکھا تو یقین کر لیا کہ امام اعظم ابوحنیفہ صاحب یقین آدمی ہیں۔

امام مالک اور احترام ابوحنیفہ
اسماعیل بن ذریک کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک کو دیکھا کہ وہ حضرت امام اعظم کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے ہیں اور دونوں اکٹھے چل رہے ہیں اور باہمی گفتگو بھی جاری ہے حتیٰ کہ دونوں جب مسجد کے دروازہ پر پہنچ گئے تو میں نے دیکھا کہ امام مالک نے امام اعظم کا احترام کرتے ہوئے انہیں مسجد میں داخل ہوتے وقت آگے کیا اور خود پیچھے داخل ہوئے۔ میں نے امام اعظم کو مسجد میں

کہ کسی چیز کا خیال نہ رہا۔ حتیٰ کہ نصرت و استعجاب اور اپنی کمزوری پر مذمت کے تصور میں گھر کے ایک کونے میں رات گزار دی اور نوٹڈی نے دوسرے کونے میں لے

جن دنوں امام اعظم ابوحنیفہ ہمہ تن علم فقہ اور اس کی اشاعت و خدمت میں مصروف تھے۔ بعض اوقات بوقت ضرورت خوارج اور شیعہ کے ساتھ بحث و جدل اور مناظرہ میں خود بھی حصہ لیا کرتے تھے مگر اپنے تلامذہ اور خاص لوگوں کو اصول عقائد میں جھگڑا اور مناظرہ کرنے سے روکتے تھے چنانچہ ایک دفعہ جب اپنے بیٹے حماد کو مناظرہ کرتے ہوئے دیکھا تو اسے منع کر دیا۔ حماد نے عرض کیا حضرت!

دائناک تناظر فیہ و تنہانا
ہم نے دیکھا کہ آپ خود مناظرہ کرتے ہیں اور ہمیں اس سے منع کرتے ہیں

عنه۔
امام صاحب نے فرمایا۔

کہ جب ہم مناظرہ کرتے ہیں تو بڑے غناط رہتے ہیں اور دوران مناظرہ گہری توبہ اس امر پر رکھتے ہیں کہ ہمارا فریق مخالف بھسل جائے اور تم مناظرہ میں اس غرض سے شرکت نہ کرو کہ تمہارا حریف لغزش کھا جائے۔ جو اپنے فریق مخالف کی لغزش کا آرزو مند ہے وہ گویا اس کے کافر ہونے کا آرزو مند ہے۔ اور دوسرے شخص کی تکفیر چاہے وہ اس کو کافر قرار دینے سے پہلے خود کافر ہو جاتا ہے کہ

امام ابوحنیفہ صاحب یقین آدمی ہیں
شیق بن ابراہیم بلخی کہتے ہیں کہ ہم لوگ امام اعظم ابوحنیفہ کی مجلس میں حاضر تھے آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور مسجد احباب و مخلصین اور تلامذہ سے بھری چڑی تھی کہ اچانک

نسبی شرافت اور فقہی
کمالات توازن و تناسب

سوانح اور تذکرہ نگاروں نے امام عظیم ابو حنیفہ کے نسب کے بارے میں مختلف لوگوں کے اقوال نقل کئے ہیں۔ بعض آپ کو کابلی، بعض بایلی اور بعض منتعصب

امام صاحب کو عربی النسل بتاتے ہیں۔ مگر صحیح قول یہ ہے کہ آپ فارس النسل تھے اور یہی راجح ہے۔ مگر اس سے نہ تو آپ کی عظمت اور شان میں کوئی فرق پڑتا ہے اور نہ خدمت و شامت دین کے کارنامے اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ آپ اور آپ کے والد پیدا نشی طور پر آزاد تھے۔ آپ کے دادا کے غلام ہونے یا نہ ہونے کی بحث بھی اس جگہ بے سود ہے۔ اس سے آپ کی عورت اور وقار، علمی وجاہت اور ذاتی شرافت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر بالفرض بذات خود امام صاحب بھی غلام ہوتے تب بھی اخلاق اور اسلامی نقطہ نگاہ سے آپ کے ان اوصاف میں کوئی فرق نہیں آتا امام عظیم کی مقبولیت، امامت، علمی و دینی سیادت، حسب و نسب اور کسی مال و منال کی مرمون منست نہ تھی۔ بلکہ یہ سب کچھ موہبت خداوندی، بلند اوصاف و خصائل و فائز و فطانت اور ورع و تقویٰ کی وجہ سے آپ کو حاصل ہوا تھا۔ علامہ مکی لکھتے ہیں کہ: بر تقویٰ بہترین نسب اور ثواب کا عمدہ ترین ذریعہ ہے۔

مَا أَكْرَمَكَ عِنْدَ اللَّهِ
أَنْفَاكَمُ (المحجرات)

جو زیادہ متقی ہو اللہ کی بارگاہ میں
وہی زیادہ معزز ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
ہر متقی شخص میری آل ہے
الی مکتی جو و تقی
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کو اپنے اہل بیت میں شمار کیا

اور فرمایا۔

سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں

سلمان منا اهل البيت

مولائے ابی حنیفہؒ
نزد کے فاضل بعد العرب نے امام عظیم سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ امام صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے پاس ایک آدمی آیا۔ اور کہنے لگا کہ میری بہن وفات پا گئی ہے حالانکہ وہ حاملہ تھی اور اب بھی اس کے پیٹ میں بچہ حرکت معلوم ہوتا ہے۔ میں نے اس سے کہا۔

اذھب و شق بطنھا و
اخرج الولد
فوراً چلے جائیے اور اپنی ہمشیرہ کے پیٹ
کا آپریشن کر کے بچے کو اس سے نکال
لیجئے۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر سات سال کے بعد وہی شخص میرے پاس آیا۔ سات سال کا چھوٹا بچہ بھی اس کے ساتھ تھا کہنے لگا، کیا تم اس بچے کو بھی پہچانتے ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا۔

یہ وہی بچہ ہے جس کی والدہ وفات ہوئی اور ہم آپ کے پاس استفادہ کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے اس کے پیٹ کا آپریشن کر کے بچہ نکالنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ ہم نے آپ کے فتویٰ کے مطابق عمل کیا۔ اور اس کے پیٹ سے بچہ نکال کر ایک زندگی کو محفوظ کر لیا۔

اور جناب! یہ وہی بچہ ہے جس کی زندگی آپ کے حکم کی مرمون منست ہے۔ اس وجہ سے ہم نے اس کا نام بھی ”مولائے ابی حنیفہ“ رکھا ہے۔ موقوف نے اس پر اننا اضافہ کیا ہے کہ
ہذا مولائک وقد سمیتہ
”بچا“۔ بلکہ
یہ لڑکا آپ کا غلام ہے اور میں
اس کا نام ”بچا“ رکھا ہے۔

۱۔ مناقب ابی حنیفہؒ لکھنؤ ۱۹۷۶ء

۲۔ مناقب موقوف ۱۳۱۰ھ

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد سے خارج کر دیا۔
 وَتِلْكَ اٰیٰتُ مَنْ اٰهَلَكْنَا ۚ اِنَّكَ يٰ اَبُو اَدَمَ
 عَمِلْتَ خَيْرًا مَّا يَحِلُّ (ہج)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو (غلام ہونے کے باوجود) اپنا مقرب بنایا اور اپنے چچا ابولہب کو قریش ہونے کے باوجود دھتکارا۔
 جس دور میں کسی شرافت، کو معاشرہ میں تقدس اور عظمت حاصل تھی امام ابو حنیفہ اس وقت بھی کسی احساس کہتری کا شکار نہ تھے۔

قبیلہ بنی تیم (جس کی طرف امام صاحب کی ولادت منسوب ہے) کشتی خض نے امام صاحب سے مخاطب ہو کر کہا۔

آپ تو میرے مولیٰ (آزاد کردہ غلام)

انت مولای

ہو۔

امام صاحب نے جواباً فرمایا۔

اَنَا وَاللّٰهِ اَشْرَفُ لَكَ مِنْكَ
 لی ۛ

میرے دجہ سے تم کو عز و وقار حاصل ہوا لیکن تمہارے سبب میری عزت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

عرب مؤرخین کی زبان میں مولیٰ غیر عرب کو کہتے ہیں اور یہ فارسی النسب ہونا امام عظیم کی عظمت شان میں کوئی نقطہ ذلت نہیں۔ یہ مولیٰ (غیر عرب) توابعین کے دور میں حال علم فقہ تھے۔ امام عظیم نے انہی توابعین کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور ان کی فقہ میں کمال حاصل کیا۔ اور یہ ایک واقعہ ہے کہ توابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں بلاد و امصار کے اکثر

ۛ مناقب ابی حنیفہ لکھی ۛ ۛ الانتقاد لابن عبد البر

نقبا موالی اور اعاجم میں سے تھے۔ اس کی ایک جھلک مروانی حکمران، عبدالملک اور زہری یا ہشام اور عطار کے درمیان اس مکالمہ میں بھی دیکھی جاسکتی ہے جس کو مختلف کتابوں میں نقل کیا جاتا رہا ہے۔ ابن عبد ربہ نے اسے عیسیٰ بن موسیٰ اور قاضی ابن یساک کی طرف منسوب کر کے نقل کیا ہے۔

امام مکی نے مناقب ابی حنیفہ میں اسے ہشام اور عطار کے درمیان بطور مکالمہ کے نقل کیا ہے۔ جو ابولوں کہ ایک مرتبہ ابن شہاب زہری عبدالملک کے دربار میں پہنچے تو اس نے کہا زہری! کیا تم بتا سکتے ہو کہ مسلمانوں کے مختلف اصناف اور شہروں میں آج کل سب سے بڑے عالم جو مرجع انام ہوں کون کون لوگ ہیں؟ زہری نے کہا کیوں نہیں۔ فرمائیے کس کس شہر کے ائمہ بتاؤں تو عبدالملک نے حسب ذیل ترتیب کے ساتھ پوچھنا شروع کیا۔

عبدالملک۔ تم اس وقت کہاں سے آ رہے ہو۔

زہری۔ مکہ معظمہ سے۔

عبدالملک۔ مکہ میں کس شخص کو چھوڑ کر آئے ہو جو اس وقت مکہ والوں میں دینی و علمی اور روحانی پیشوا کی کر رہا ہے۔

زہری۔ عطاء بن یاسر، سعید بن جبیر اور سلمان بن یسار۔

عبدالملک۔ عرب خاندان کے آدمی ہیں یا موالی سے ان کا تعلق ہے۔

ۛ ابو حنیفہ، حیات و مصروفہ، آراء و فقہ مد ۱۳

ۛ الاعتقاد الطرید ۛ اس مکالمہ کا تذکرہ حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث مد ۱۹۸ میں بھی کیا ہے۔ حاکم کے سوا ابن صلاح نے مقدمہ میں کیوٹی نے تدریب میں اور سخاوی نے فتح المیشت میں اس قصہ کو دہرایا ہے۔ محدثین کی کتابوں کے علاوہ نقبا کے مناقب میں بھی یہ مکالمہ رد و بدل کے ساتھ نقل ہوتا چلا آیا ہے فقہ الدین تمیمی نے طبقات السنیہ ج ۳ اس سے ذکر کیا ہے۔ مکہ تو سین میں درج کردہ نام دوسری روایات سے ماخوذ ہیں جو کہ قصہ ایک ہی ہے اس لئے تصحیح اور توضیح کے پیش نظر نقل کیا گیا ہے۔

عبدالملک۔ جزیرہ یعنی فرات اور دجلہ کے درمیانی علاقوں کا امام کون ہے؟

زہری۔ یسوع بن مہران۔

عبدالملک۔ مولیٰ ہیں یا عربی۔

زہری۔ مولیٰ ہیں۔

عبدالملک۔ فقیہ عراق کون ہیں جن پر عراقیوں کو اعتماد ہو۔

زہری۔ حسن بن ابی الحسن، محمد بن سیریں۔

عبدالملک۔ دونوں کی حیثیت کیا تھی مولیٰ تھے یا عربی۔

زہری۔ دونوں مولیٰ یعنی غلامی تھے۔

عبدالملک۔ مدینہ کے فقیہ کون ہیں جن کو وہاں پر دینی اور علمی سیادت حاصل ہو۔

زہری۔ زید بن اسلم۔ محمد بن المنکدر اور تافع بن ابی نعیم۔

عبدالملک۔ ان کی حیثیت اور نسبت کیا ہے۔

زہری۔ مولیٰ سے ہیں۔ یہ سن کر عبدالملک کا سانس پھولنے لگا۔

عبدالملک۔ خراسان کا سب سے بڑا فقیہ کون ہے۔

زہری۔ ضحاک بن مزاحم اور عطاء بن عبداللہ خراسانی۔

عبدالملک۔ یہ لوگ کون تھے۔

زہری۔ مولیٰ۔

عبدالملک۔ ویلک (تجہ پرافسوس ہو)

(اس وقت عبدالملک کے چہرے کا مثیلا پن اور لمبی جڑھ رہا تھا اور اس پر ایسی

سیاہی چھا رہی تھی کہ دیکھنے والے کو ڈر لگتا تھا) کہنے لگا آخر یہ بتاؤ کہ کوفہ

میں مسلمانوں کی دینی پیشوائی اور فقہی سیادت کون کر رہے ہیں۔

۱۔ حافظہ کے یہ اجزاء دوسری کتابوں سے لے کر تداخل کیا گیا ہے۔

زہری۔ مولیٰ سے۔

عبدالملک۔ کس چیز نے عطار اور ان کے رفقاء کو یہ مقام بخشا۔

زہری۔ علم دین اور احادیث کی روایت نے۔

عبدالملک۔ ٹھیک ہے یہ دونوں چیزیں ہیں ایسی کہ آدمی کو پیشوائی عطا کریں۔ اچھا بتاؤ کہ

یمن میں مسلمانوں کا پیشوا اور رہنما آج کل کون ہے۔

زہری۔ طاؤس بن کیسان (اس کا بیٹا اور ابن منہ)

عبدالملک۔ کیا وہ عرب سے نسل تعلق رکھتے ہیں یا مولیٰ سے ہیں۔

زہری۔ مولیٰ سے۔

عبدالملک۔ ان کو کس چیز نے یہ بڑائی عطا کی ہے؟

زہری۔ ان ہی باتوں نے جس نے عطار اور ان کے رفقاء کو بڑھنے کا موقع دیا۔

عبدالملک۔ اچھا مصر کا امام ان دنوں کون ہے۔

زہری۔ یزید بن حبیب۔

عبدالملک۔ عرب ہیں یا مولیٰ میں سے یہ بھی ہیں۔

زہری۔ ان کا بھی مولیٰ ہی سے تعلق ہے۔

عبدالملک۔ اور شام کا پیشوا آج کل کون ہے۔

زہری۔ کھول۔

عبدالملک۔ عرب ہیں یا مولیٰ۔

زہری۔ ان کا بھی مولیٰ سے تعلق ہے غلام تھے اور قبیلہ ہزیم کی ایک عورت نے ان

کو آزاد کیا تھا۔

(عبدالملک۔ یہ سن کر غصہ سے سرخ ہو رہا تھا اور اس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا

سرد آہیں بھرنے لگا گئیں پھول گئیں اور نین کر کھڑا ہو گیا پھر پوچھا)

زہری - ابراہیم النخعی اور شعبی !

زہری کہتے ہیں کہ بخدا۔ اگر میں اس سے خائف نہ ہو گیا ہوتا تو میں حکم بن عبیدہ اور حامد بن ابی سیدان کا نام لیتا۔ یہ حضرات موالی سے تھے مگر مجھے اس میں شرکے آثار نظر آ رہے تھے۔ جب میں نے ابراہیم نخعی کا نام لیا تو عبدالملک نے بے ساختہ نوحی تکبیر لگایا۔ اور اسے اطمینان کا سانس نصیب ہوا۔ اس کے بعد کہنے لگا۔

عبدالملک - اے زہری ! اب جا کہ تم نے ایک بات سنائی جس سے غم کا بادل میرے دل سے کچھ ہٹا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ عبدالملک نے کہا کہ یہ آخری جواب تم اگر نہ سناتے تو قریب تھا کہ میرا کلیجہ پھٹ جاتا۔ اور جس روایت میں یہ قصہ ہشام بن عبدالملک کی طرف منسوب ہے اس میں ہشام کے یہ الفاظ منقول ہیں کہ "میرا خیال تھا کہ میری جان نکل جائے گی۔ اور کسی طرحی کا نام تمہاری زبان پر نہیں آئے گا۔"

بہر حال ابو حنیفہ کے تحصیل علم کے زمانہ میں علم زیادہ تر موالی اور اعاجم میں پایا جاتا تھا۔ اور ان کے ذریعہ سے پھیل رہا تھا۔

اس تقبیلی واقعہ کے نقل کرنے سے ہماری غرض بھی یہی ہے کہ ابو حنیفہ کے زمانہ کے اساتذہ علم کو موالی اور اعاجم تھے نسباً غریب تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے انہیں علم کا فخر عطا فرمایا تھا علم اور فقیہی کمالات اور روحانی مراتب اور فاضلی صلاحتیں واستعداد سب کے مقابلہ میں زیادہ مقدس، پھلنے پھولنے والا زیادہ پایدار اور نام زد رکھنے والا ہے جو اپنے باکمال اساتذہ کی طرح امام اعظم ابو حنیفہ کو بھی بدرجہ اتم حاصل ہے۔

شفیق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ امام اعظم ابو حنیفہ

نے ابراہیم بن اوس سے ملاقات کے دوران کہا۔

اے ابراہیم ! خدا تعالیٰ نے مجھے عبادت اور ریاضت

مجاہدہ کا حصہ وافر بخشا ہے یہ بہت بڑی سعادت ہے مگر آپ اسے برقرار رکھتے ہوئے تحصیل علم پر توجہ دیں کہ علم بآس العبادت ہے اور اسی کے ساتھ دنیا و آخرت کے امور کی درستگی وابستہ ہے۔

سفیان بن زیاد بغدادی کی ایک روایت ہے کہ

امام اعظم ابو حنیفہ تقویٰ و پرہیزگاری اور ورع و

اقتیاط کے لحاظ سے بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ کاروبار

کے لحاظ سے ابو حنیفہ خوار تھے۔ کپڑوں کی بڑی تجارتی منڈی کے مالک تھے خرید و فروخت میں بھی غایت درجہ ورع، حزم و احتیاط اور بیع و شرا میں شرعی تقاضوں کو بڑی دقیقہ ریزی سے ملحوظ رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ مدینہ منورہ سے کوئی صاحب کوفہ اس غرض سے آئے کہ اپنے گھریلو ضرورت کا سامان خرید لے۔ دوسری چیزوں کے علاوہ اسے کپڑے کی بھی ضرورت تھی۔ اپنے دوستوں کے سامنے اس نے مطلوبہ کپڑے کا ذکر کیا۔ تو اسے بتایا گیا کہ ان صفات کا کپڑا آپ کو سوائے ایک فقیہ خوار جس کا نام ابو حنیفہ ہے۔ دوسری کسی بھی جگہ آپ کو نہیں ملے گا۔ چنانچہ وہ امام صاحب کی دکان کی جانب روانہ ہوا تو دوستوں نے اسے سمجھایا کہ بھائی ! جب تم اس کی دکان پر جاؤ اور وہ مطلوبہ کپڑا نکال کر آپ کے سامنے رکھ دیں تو جو قیمت وہ بتائیں اس پر لے لینا۔ قیمت کم کرانے پر ہرگز نہ جھگڑنا کہ وہاں بات ایک ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ

صاحب امام صاحب کی دکان دریافت کر کے دکان پر پہنچے۔
 دکان میں امام صاحب کا ایک شاگرد بیٹھا ہوا تھا اس شخص نے گمان کیا کہ یہی ابو حنیفہ
 ہیں چنانچہ مطلوبہ کپڑے کا مطالبہ کیا۔ ابو حنیفہ کے شاگرد نے وہ کپڑا نکال کر اس کے سامنے
 رکھ دیا اس نے قیمت دریافت کی تو بتایا گیا کہ اس کی قیمت ایک ہزار درہم ہے چنانچہ اس
 نے بھاؤ کم کر لے اور آخری قیمت چکانے کے جھاڑے میں پڑنے کے بجائے اسے ہزار درہم
 ادا کر دئے کو فہم میں دیگر سامان ضرورت اور سودا سلف سے فارغ ہونے کے بعد وہ شخص
 مدینہ منورہ چلا گیا۔

ادھر کچھ عرصہ بعد جب امام ابو حنیفہ نے کسی ضرورت سے اسی کپڑے کے بارے میں
 دریافت کیا تو آپ کے شاگرد نے عرض کیا کہ حضرت! وہ تو میں نے بیچ دیا ہے۔
 امام صاحب نے پوچھا کتنے میں؟ اس نے بتایا کہ ہزار درہم میں۔ امام ابو حنیفہ یہ سن کر غصہ
 ہوئے اور فرمایا۔

تغر الناس وانت معی
 فی دکانی۔
 تم میرے ساتھ دکان میں رہتے ہوئے
 بھی لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو۔

چنانچہ آپ نے اس شاگرد کو اپنے کاروبار اور دکان سے علیحدہ کر دیا اور خود ہزار درہم
 لے کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر اس شخص کو تلاش کر لیا جو ہزار درہم
 میں آپ کی دکان سے کپڑا لے کر گیا تھا۔ دیکھا کہ وہ شخص وہی کپڑا پہنے ہوئے مسجد میں نماز
 پڑھ رہا ہے چنانچہ امام صاحب نے نادیدہ ہونا شروع کر دی۔

جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو امام صاحب آگے بڑھے اور فرمایا۔

بھائی! یہ جو کپڑا تم نے پہن رکھا ہے یہ میرا کپڑا ہے۔

وہ شخص حیران ہوا اور کہنے لگا وہ کیسے؟ حالانکہ یہ کپڑا تو میں نے کو فہم میں ابو حنیفہ فقیہہ
 کی دکان سے ایک ہزار درہم میں خریدا ہے۔

وہ صاحب کہنے لگا حضرت! میں اس کپڑے کو کئی مرتبہ پہن چکا ہوں یہ ہرگز مناسب
 نہیں کہ استعمال کرنے کے بعد اب آپ کو واپس کر دوں۔ اور اگر آپ چاہیں تو اس کی اصل قیمت
 ہزار درہم سے جو زیادہ بنتی ہے وہ میں اپنے پاس سے ادا کر دوں۔

امام صاحب نے فرمایا۔ نہیں، ایسا بگڑ نہیں۔ میں آپ سے اس کی زائد قیمت کی وصولی
 کے لئے نہیں آیا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس کپڑے کی قیمت چار سو درہم ہے۔ میرے ساتھی نے
 آپ کو ایک ہزار درہم پر اسے فروخت کر دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ چھ سو روپیہ آپ کو
 واپس کر دوں اور کپڑا بھی آپ کے پاس رہے اور مجھے یقین ہے کہ اس معاملے پر آپ رضامند
 بھی ہو جائیں گے۔ اور اگر یہ صورت آپ کو پسند نہ ہو تو اندازہ کر م میرا کپڑا مجھے واپس کر دیں
 اور ہزار درہم کی رقم واپس لے لیں۔ اور اس دوران آپ نے جو بار بار یہ کپڑا استعمال کیا ہے
 اس کی میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔

مگر وہ شخص کسی بھی صورت میں کپڑا واپس کرنے کے لئے رضامند نہیں تھا۔ اور اس کا
 اصرار تھا کہ جس طرح اس حقیقت کے ظاہر ہونے سے قبل ہزار درہم کے دام یہ کپڑا میں
 نے لیا ہے اسی قیمت میں اب بھی میرے پاس رہے۔ مگر امام صاحب نے اس پر راضی ہونے
 سے انکار کر دیا۔ اور اپنی طرف سے تجویز کردہ مذکورہ دونوں صورتوں میں سے کسی ایک کو
 اختیار کرنے پر اصرار کیا۔ چنانچہ وہ شخص عیور ہو کر اس پر رضامند ہو گیا کہ ۶۰۰ روپیہ
 واپس کر دیا جائے اور کپڑا بھی اصل قیمت ۴۰۰ درہم کے عوض میں میرے پاس رہے چنانچہ
 امام صاحب نے ۶۰۰ روپے بھی اسے واپس کر دئے اور کپڑا بھی اس کے پاس رہنے دیا۔

تو امام صاحب نے فرمایا: پھر کچھ بھی واقعہ نہ ہوا۔ اور عورت بدستور آپ کی بیوی رہے گی۔

شیعہ نے سنا تو بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا۔

جزاك الله خيرا وادجب خدا تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا عطا
لك الجنة وان کرهت فرمائے اور تیرے لئے جنت واجب
اننا له کر دے اگرچہ مجھے یہ ناپسند ہے۔

رافضی شیخ کی جیسا سوز حرکتیں شیطان طاق تھے جو روافض کے شیخ
اور بزرگ مانے جاتے تھے اور روافض اور ابوعنیفہ کی غیرت دینی اور حیا سے مومن طاق کہتے ہیں۔ ہمیشہ امام اعظم

اس کے بعد بڑی مسرت سے واپس کوہ لوٹ آئے یہ

خدا ابو حنیفہ کے لئے جنت واجب کر دے
اگرچہ مجھے یہ ناپسند ہے
اسد بن مروی کی روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر بن
ذر امام اعظم ابو حنیفہ کی خدمت

میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ

حضرت! میرا ایک شیعہ پڑوسی ہے اسے کوئی مسئلہ درپیش ہے۔ امام صاحب نے
فرمایا: آپ اسے کہہ دیں کہ وہ ہمارے پاس بڑی خوشی سے آسکتا ہے ہم اسے بھی شرعی
نقطہ نگاہ سے استفسار کا تسلی بخش جواب دیں گے۔

چنانچہ عمر بن ذر نے اپنے شیعہ پڑوسی کو امام صاحب کا پیغام سنایا اور دونوں امام صاحب
کی خدمت میں حاضر ہو گئے چنانچہ شیعہ نے امام صاحب سے عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو
انت علی حرام تو مجھ پر حرام ہے۔

کہہ دیا ہے کیا اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے۔
امام صاحب نے فرمایا۔

محترم! ایسے کلمات کے بارے میں حضرت علیؑ کا قول تین طلاق کا ہے اور اس سے ان کے
نزدیک عورت مختلط ہو جاتی ہے۔

شیعہ کہنے لگا جناب! مجھے حضرت علیؑ کا قول نہیں مجھے آپ کا فتویٰ درکار ہے۔

تب امام صاحب نے فرمایا: اچھا یہ بتائیے کہ تم نے انت علی حرام سے کیا نیت
کی تھی؟ کہنے لگائیں نے اس سے کسی چیز کی نیت بھی نہیں کی تھی۔ امام صاحب نے
فرمایا طلاق کی نیت بھی نہیں کی تھی۔ کہا طلاق کی نیت بھی نہیں کی تھی۔

من قب الی من قبہ مکدری منہ ۱ وھذہ المسئلة یروی عن العلما فیہا
عشرین قولاً ذکرھا الاثمہ فی التفسیر وھذا الذی ذکرہ الامام اصل المذھب
اما الذی علیہ الفتویٰ فیقع واحدہ بلانیۃ لغلبة العرف فیہ علی ارادۃ
الطلاق واستعمال فی مقام الطلاق والمعروف فی مثل ھذا المقام تاثیر حتی
ان قوله سرحتک طلاق رجعی فی المختار (مکدری منہ ۱)

لکھنؤ جعفر محمد علی بن النعمان البحرلی الکوفی الاصول وانما سقی بالطلاق
لانہ کان یعانی العنت بطلاق الحامل بالکوفہ کان فصیحاً بلیغاً فقیہاً مناظر و
شیعۃ تسمیہ مومن الطلاق ویقال ان اباعنیفہ ھو الذی سماہ شیطان الطلاق
وکانت وفاتہ نحو سنۃ ست و صاۃ۔ اخبار شعراء الشیعہ للرزبانی
(التلخیص) ۸۳ تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۵۱۱۔ رجال الکشی ۱۲۳ وسان المیزان
ج ۵ ص ۱۰۵ و المعانی بالوفیات ج ۵ ص ۳۰ و طبقات السنیہ فی تراجم الحنفیہ ج ۱ ص ۱۳

شیطان کہنے لگا۔ ابو حنیفہ! تمہاری آنکھیں کب سے اندھی ہو گئی ہیں۔

امام عظیم نے فرمایا، جب سے خدا تعالیٰ نے تمہاری پردہ دری کر دی ہے۔

ابو حنیفہ رافضی شیطان کی یہ بد تمیزی اور جیسا سوز و حرکتیں کب دیکھ سکتے تھے جلدی سے

حمام سے باہر تشریف لے آئے اور زبان پر یہ اشعار جاری تھے کہ

اقول دنی قوی بلاغ وحکمة وما ملکت قولا جنت فیدہ محکم

الا یا عباد اللہ خافوا الملکم فلا تدخلوا الحمام الا بمیزان

توجہ۔ میں جو بات کہتا ہوں تو وہ تبلیغ و حکمت سے معمور ہوتی ہے اور تم جو بات کرتے ہو تو تمہارا پسندیدہ باتیں زبان پر لاتے ہو۔

اے خدا کے بندو! خبردار! اپنے معبود برحق سے خوف کرو۔ اور حمام میں داخل ہوتے وقت شرعی ستار اور پردہ کا اہتمام کر لیا کرو۔ ذکر کہ بے پردگی سے خدا کے فرشتے بھی نفرت کرتے ہیں)

جہنم کے کنارے پر پہنچ کر بھی
ابو حنیفہ کی برکت سے اللہ نے بچا لیا

ایک ساتھی بھی ہو لیا جو قدیریہ کے عقائد رکھتا تھا۔ راستے میں ہماری اس سے بحث ہوتی رہی جب کہ علم کو فہم پہنچے تو ہم نے اس سے کہا کہ اب تو یہاں فیصلہ چکانا ہے آپ بتائیں علماء کو فہم میں کوئی ہے جس کے قول اور فیصلہ پر آپ کو اعتماد ہو۔ کہنے لگا، امام عظیم ابو حنیفہ۔

چنانچہ ہم امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ کے پاس لوگوں کا ہجوم تھا مستفیذین کا انبوه تھا۔ آپ کچھ لکھ لکھوا رہے تھے چنانچہ ہم بھی آپ کے سامنے کھڑے

ابو حنیفہ کے حق میں بغض و حسد اور عداوت و نفرت کی آگ میں جلتے رہتے تھے تنقید و اعتراض کا کوئی موقع ملتا تو دیر لے کر کرتے۔ ایک روز یوں ہوا کہ شیطان طاق رافضی حمام میں داخل ہوا اتفاق سے ان سے پہلے امام عظیم ابو حنیفہ بھی وہاں موجود تھے۔ رافضی شیطان نے جوں ہی امام صاحب کو دیکھا تو کہنے لگا۔

اے نعمان۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہارے استاد کو موت آگئی ہے اور ہمیں ان سے استرحات حاصل ہو گئی اور واقعہ بھی یہ تھا کہ امام عظیم کے استاد حماد بن ابی سلیمان قرظی دنوں میں انتقال کر گئے تھے)

امام عظیم نے جواب میں فرمایا کہ ہمارے اساتذہ کو جو موت آتی ہے وہ تو عین فطرت بشری اور قانون خداوندی کا تقاضا ہے مگر

و استاذک من المنظرین الی
یوم الوقت المعلوم لہ

تیرے استاد کو جلدی سے موت نہیں

آئے گی کیونکہ ایک خاص وقت تک

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے

دی گئی ہے اس سے امام عظیم کا اشارہ

شیطان کی طرف تھا جس کا "بن

المنظرین الی یوم الوقت المعلوم"

کا قصد قرآن میں بیان کیا گیا ہے)

امام عظیم کے اس جواب سے رافضی شیخ سسط پٹایا اور حواس باشتہ ہو گیا اور کچھ نہ بن پڑا تو بے حیائی پر انز آیا۔ اور امام صاحب کی طرف کر کے اپنا تہ بند کھول دیا۔

امام عظیم جو شرم و حیا اور غیرت و جمیست کے پتلے تھے نظر دوسری طرف پھیری۔ رافضی

ہو گئے اور عرض کیا۔ حضرت! ہماری یہ جماعت سمرقند سے حاضر ہوئی ہے مگر بدقسمتی سے ہمارے ساتھ ایک ایسا ساقی بھی ہو لیا ہے جو قدری ہے جب ہم نے اس سے فیصلہ لگا لیا تو اس نے آپ کو حکم بنایا۔ اب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں ازراہ کرم آپ اس سے کچھ بات کر لیں۔ شاید آپ کی برکت سے اللہ پاک اسے ہدایت سے توانیں۔

دل میں ہم کہہ رہے تھے کہ امام صاحب توبہ حد مصروف ہیں وہ کب ہماری اس مخالفت کو برداشت کریں گے یا دہر منوجہ ہوں گے۔ مگر امام عظم نے کاغذ اور قلم رکھ دیا۔ اور ہمارے قدری ساقی کی طرف ہر تن متوجہ ہو گئے اور بڑی شفقت سے گفتگو شروع کر دی۔

امام صاحب نے پہلی بات کہی تو قدری نے جواب کی کوشش کی۔ دوسری بات کہی تو بے چارہ قدری سوچنے لگا۔ جب امام صاحب نے تیسری بات کی توبے چارہ سر کھجانے لگا۔ نظریں نیچی کر لیں۔ ادب و احترام کا رقعہ بن گیا۔ جسم پسینہ پسینہ تھا۔ گویا حیرت عجب سے بن گیا۔ اسی لمحے اللہ تعالیٰ نے ابو حنیفہ کی برکت سے اسے ہدایت اور توبہ کی توفیق مرحمت فرمائی۔ چنانچہ کہنے لگا۔

استغفر اللہ و اتوب الیہ
جزاک اللہ یا ابا حنیفہ
عنی خیرا و عن جمیع
المسلمین کنت علی شفیع
الناس فانقذ فی اللہ
علی یدک لہ

میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور اسی کی طوف رجوع کرتا ہوں۔ اے ابو حنیفہ! اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے اور جمیع المسلمین کی جانب سے جزائے خیر سے نوازے واقعہ یہ ہے کہ میں جنم کے کنارے پر پہنچ چکا تھا۔ مگر اللہ پاک نے آپ کی

برکت سے مجھے جنم کی آگ میں گرنے سے

بچا لیا۔

علم جو نافع ہو

امام زفر کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ نے ارشاد فرمایا۔ جس شخص کو اس کا علم محارم اور معاصی سے روک دے اور بغاوت و سرکشی اور گناہوں سے مانع بن جائے تو ایسا عالم بڑے خسارے اور سراسر تباہی و ان میں ہے۔

علماء اور فقہاء اللہ کے ولی ہیں

ابن دیکین کہتے ہیں کہ امام اعظم نے ارشاد فرمایا کہ اگر دنیا اور آخرت میں علماء اور فقہاء اللہ کے اولیاء اور مقرب بندے نہیں ہیں تو پوری کائنات میں کوئی بھی اللہ کا ولی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اللہ ولی الذین امنوا الخ

علماء اور فقہاء ایمان باللہ اور اس کی معرفت میں تمام انسانوں سے بڑھ کر ہیں لہذا ولایت کا بلند مقام بھی ان ہی کا ہو سکتا ہے۔

ابو حنیفہ کا استغفار

ابو جعفر کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ فرمایا کرتے کہ میں نے پچاس سال سے ایسی کوئی نماز نہیں پڑھی جس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ منصبی میں اپنی کوتاہی سے توبہ استغفار نہ کیا ہو۔

خطبہ میں اختصار

کوئی نکاح کی تقریب تھی مفضل کوئی کہتے ہیں کہ مجھے بھی اس میں شرکت کا موقع ملا۔ دیکھا کہ اس مجلس میں سفیان ثوری

قاضی شریک اور علماء کی ایک جماعت بھی حاضر تھی۔ سب بیٹھے منتظر تھے۔ جب کافی وقت گزر گیا تو صاحب خاص سے کہا گیا کہ جناب! آپ کس کا انتظار کر رہے ہیں

اس نے کہا امام ابو حنیفہ کا۔

ابھی یہ بات جاری تھی کہ امام اعظم تشریف لے آئے۔ صاحب دار نے عرض کیا۔ حضرت! خطبہ آپ دیں۔ امام اعظم نے فوراً خطبہ شروع کر دیا۔ مختصر حمد و ثنا اور درود کے بعد ارشاد فرمایا۔

اما بعد۔ فان الکلام کثیر
و حکمہ یسیر۔ و ان الکلام
لا ینتہی حتی ینہی عنہ
و خیر الکلام ما اذید
به وجه الله و شر
الکلام ما اذید به غیر
وجه الله تعالیٰ و عقد
النکاح قال، فقال سفیان
ثم یلک الامر کما تری^۱

اما بعد! یا تین تو بہت ہیں مگر اچھی اور
بہتر باتیں وہ ہیں جو آسان ہوں۔
گفتگو بند نہیں ہوتی جب تک کہ خود
اس سے نہ رکا جائے۔ بہتر کلام وہ ہے
جو صحت اللہ کی رضا کے لئے ہو۔
اور بدترین کلام وہ ہے جس میں غیر
اللہ کی رضا مطلوب ہو۔ اس کے بعد
ابو حنیفہ نے عقد کاح یا ندھا۔ راوی
کہتے ہیں سفیان نے قاضی شرمکے سے
کہا۔ واہ! مستحسن بات تو وہی ہے

جسے آپ دیکھ رہے ہیں۔

کھانا عقل کو کھا جاتا ہے | ابن عباس بن نجیح کہتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ امام اعظم
ابو حنیفہؒ نے بطور خاص نصیحت کی کہ دنیا کی کوئی ضرورت حاجت اور اہم کام پیش آئے
تو اس وقت تک کھانا نہ کھانا جب تک کام پورا نہ ہو جائے۔ اس لئے کہ
فان الاکل یغیر العقل^۲ کھانا عقل کو کھا جاتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین